4724

یعنی

سوانحات سلاطین اودھ جلد اول

پہلا ایڈیشن ۱۸۷۹ء لکھنؤ

قیمت کامل ۲ حصص -/

فہرست نقشہ جات وتصاویر متعلقہ تواریخ اودہ ہردو جلد

LIST OF PORTRAITS AND MAPS IN THE HISTORY OF OUDE.

فہرست مضامین جلد اول تاریخ اودھ

CONTENTS OF THE FIRST VOLUME HISTORY OF OUDH.

تقریظ دلپذیر نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند عالیجناب گردون رکاب گیہان خدم کیوان حشم انریبل سر مہاراجہ دگبجی سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ اضلاع متعددہ اودہ ادام اقبالہ

شہنشاہ اقالیم کائنات و حکمران متنوعہ مکونات و موجودات کہ شکر و عبادت بغایت و منت بے حد و نہایت ہر دم و ہر ساعت فرض ہے جسنے انتظام مہام تمام ایجاد و تکوین و خلقت آفرینش زمان و زمین سے اپنی شان ظہور کی بزرگی روشن و ہویدا فرمائی + اور شان حفظ و ربوبیت سے قدرت کاملہ دکھائی + عقول عشرہ کی ضیا بحکمت بالغہ عطا فرمائی اور ہدایات صالحہ و تہذیبات شایستہ کے لیے قوت توانائی اقتدار فنا سے بندگان عاجز کو اپنی اعتراف عجز کی راہ بتائی شعر

فرمان روزگار بامضائے مہر مہر ‖ پھرتا ہے سر پر اپنے لیے قاصد سپہر

اضداد اربع عناصر کو بتہدید انتظام مالک الملکی ایسا باہم مخلوط و ممزوج فرمایا کہ لباس توحد اور یک جامہ پیکر مخلوقی ہیں یک جان و یک قالب ہو کر بٹھایا نفس سرکش کو بحراست شحنۂ احکام عدالت نظام بیم و رجای شرعی پابند سلسلۂ اعتدال و نیک روشی بنایا نظم

یہ سب پابند حکم کبریا ہیں ‖ مسلسل موج سے آب و ہوا ہیں
زمین و کوہ کو دی خاکساری ‖ کیا آتش سے باہم رسم جاری
دکھائے روز روشن آشکارا ‖ شب یلدا کا چمکایا ستارا
گھٹایا پھر بڑھایا انکو والخواہ ‖ ید طولے دکھایا قصہ کوتاہ
نہیں قدرت میں جای دم زدن ہے ‖ نہ اوسکے حکم میں جای سخن ہے
وہی دانا ہے اپنی مصلحت کا ‖ وہی ناظم ہے اپنی مملکت کا

وہی قدیر قادر و ہو رو ادوار ہی وہی جاعل و فاعل گردش لیل و نہار ہی اوسی سے انہار رواں اور جاری ہیں اوسی سے جہان و جنان کی بنا اور قائم بپایداری ہیں

شہنشاہ ملک زمین و زمان	شہنشاہ کون و مکان لامکان
شہنشہ کہ حکمش بہر ہست و نیست	بامر و بہ نہی مشیت روان

سبعہ سیارہ کو تاثیر و خواص موالید ثلاثہ کا نظم و نسق دیا رتق و فتق مہمات عالم کا اہتمام ادق عطا کیا اوسکے شحنہ قہر سے بجز اوسیکے دامان رحمت کے کسیکو کہین پناہ ممکن نہین نکل جانا اوسکی مملکت سے اور بھاگنا اوسکے پنجہ قدرت سے ناگاہ ممکن نہین اشعار

جہان مین جو قوی واقویا ہین	ضعیف افتادہ مثل خاک پا ہین
یہ سارا شش جہت کا وسعت آباد	اک ادنے اوسکی قدرت کا ہو ایجاد
جلیل الصنعت اوسکا ہے نمونہ	عیان ہے اوسکی قدرت گونہ گونہ
رموز لاتعد بے انتہا راز	نہ پائین جسکا عقل و سحر و اعجاز
کہین اقبال و نازہ شان و شوکت	کہین دام بلا عجز و مصیبت
جسے جس حال مین چاہے وہ کر دے	گدا کو تاج شاہ تاجور دے
نگون لمعہ تیغ قضا ہے	کہ جو چاہے کرے وہ کبریا ہے
بشر کو بھی دیا وہ جوہر عقل	کہ صنائع مین قدرت کی کرے نقل
مگر جب تک رجوع کبریا ہے	ترقی و قبولیت بقا ہے
کبھی دل مین انانیت نہ آئے	غضب ہے یہ اوہزیت نہ آئے
یہ آہ گرم گرم استعانت	یہ گرمی و سرد عالم زدا اعانت

تمام صحن روے زمین ایک گلستان نزہت آباد اوسکا ہی کبھی کسی خیابان مین کبھی کسی چمن مین اوسکی رضا سے کبھی دور خزان ہے کبھی بہار کا دورا ہے کسیوقت کسی چمنستان مین کوئی رنگ کے پھول شگفتہ ہین کبھی کوئی گل بوٹا ہی کبھی کسی طبیعت و طینت کا باغبان مقرر ہی کبھی کسی وہ وسرکو اختیار رنگی و مالی ہونیا ہی

کسیکا کسی جا اجارا نہین	مشیت سے کچھہ اوسکی چارا نہین
تماشا ہے جنگ و جدال و جہاد	یہ ہے نشہ خمر کون و فساد

تغافل بھی اوس نے کیا آشکار | کہ سونے مین دیکھے وہ انکی بہار
جو ہشیار ہے مرد ہشیار ہے | جو غافل ہے غافل ہے بیکار ہے
عمل سب سے بدہین جفا و ستم | ہین عدل و ترحم جلیل الشیم
جو دیکھو تواریخ ہو آشکار | کہ ہو ہو گئے کس قدر نامدار
بجز نام نیکو بقا کچھ نہین | بجز دستبرد قضا کچھ نہین
خیالات کو کیا ہی رتبا دیا | زمین سے ہے تا عرش پہونچا دیا
تصور کو تصدیق ایسا کیا | کہ لا شے کو موجود سمجھا دیا

غرض حمد خلاق ذو المنن و آفریدگار زمن کرنا انسان کو ایسا ہے کہ گویا پشہ ضعیف الجثہ کو آسمان کا روکنا ہی یا مور ضعیف البنیان کو عرش معلی کا سر پر اوٹھانا ہی

شعر وہ جسقدر قوی ہی یہ انسان ضعیف ہی | حمد اوسکی ہو خیال محال خفیف ہے

لہذا اب اون اصول کی باتون سے فرع کی گفتگو کیجاتی ہے اور اس آغاز حقیقت انجام سے انجام کی حقیقت بتائی جاتی ہے کہ سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی علوی سنہا و لکھنؤی نژاد متوکل بمشیت رب قدیر عرف سید محمد میر متسکی کربلائی خدا بخش والی کہ مولد و مسکن آبائی اونکا خطہ بیخطای لکھنؤ ہے اور دربار شاہی سے بہ تعیین عہدہ ہای جلیلہ سرافراز رہا اور حکام حال مین بھی بلحاظ عزت و توقیر بلا گفتگو ہی اور بوفور لیاقت و قابلیت ذہن رسا کو ہمیشہ بدو سن تمیز سے جستجوی کہ تصنیف روزگار مین صرف کیا اور مصروف تحریر و تکمیل تواریخ و سوانح و وقائع انقلابات سلطنت و حکومت ملک اودھ کہ عمدہ و معتبر مقام از اعاظم اکنہ ہندوستان جنت نشان جلیل الشان ہے بہ تحقیقات و تصنیفات رہے حتی کہ بملاحظہ بعض احباب صادق الولا از جملہ حکام حال صدر لکھنؤ مین بھی اس کتاب مصنفہ اپنی کو گذرانا کہ صاحب محبت لی این اخلاص پسند نے تمہید اسکی بہ اشتیاق وافی و طبع لطف پسند فرمائی اور اونکے ایما سے حضرت جامع این کتاب وقائع و توضیح سے حکایت جلوس ہنگام فراغ سنائی اور دکھائی چونکہ ایک یادگار آغاز و انجام دولت و حکومت

شاہی اودھ ہے اور آئینہ صورت نماے سانحہ غدر و بغاوت صاف صاف جیسا کہ
چاہیے معاینہ ہوا اور متصور ہوا کہ غالباً پسند طبائع صاحبان ذی شوق حکایات
واقعات دیار و امصار و مطبوع خواطر دقت پسندان کشف غوامض اسرار و آثار
وقائع روزگار ہو لہذا نظر بحصول مامول و قبول مسئول معقول ایماے جلد طبع این جلد
اہالی مطبع جناب بہادر ہے موقوفہ صدر ریت الریاست ایجی گو کہ خاص بلرام پور
مین ہے کیا گیا مرجو و موثوق ہے کہ صاحبان تواریخ دوست و بالغ فہمان
عبرت پژوہ اس بیان صاف و صادق سے حظ وافی و وافر اوٹھائین اور تلذذ
کافی و متکاثر پائین اور عبارت بے کم و کاست و کوائف بے جنبہ و صحیح کی
صفت فرمائین ژرف نگہان صاحب تحقیق کو ایک نمونہ عبرت بتلون حالات
ماضی و حال ہے سخن پریشان افسانۂ دلفریب لو ایک سچا صورت حال بے قیل و قال
و طول مقال ہے اور از آنجا کہ ہر کاتب بعلم خود جہان تک دریافت کر سکتا ہے
اوسیکو مقرون حد صداقت سمجھتا ہے اور معرض تحریر مین لاتا ہے
مگر یہ ضرور نہین کہ ہر کسی مقام پر وہ خود شریک شورہ رہا ہو یا اوسی کے
شورہ پر کاربندی ہوئی اوس نظر سے اگر کہین کوئی صاحب نے نزدیک و دور
دوسرے طور پر سنا ہو تو جب تک اوسکی تصدیق کی وجہ ثبوت کافی
اس سے زیادہ نہو زبان اعتراض کو تاہ رکھینگے دراز نفرمائینگے —

راقم المخاطب آنریبل سر مہاراجہ دگبجی سنگہ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور
و تلسی پور و چردہ وغیرہ اضلاع متعددہ ملک اودھ

سید کمال الدین حیدر حسن الحسینی زائر

مصنف کتاب



Syed Kamaloodeen Hyder,

author of the book,

فقیر حقیر قاسم علی مصور

ہز ہائی نس دی آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر

کے۔سی۔ایس۔آئی۔بلرام پور و تلسی پور صوبۂ اودھ



His Highness The Honorable Sir,

Maharajah Drigbijoy Singh Bahadoor,

K.C.S.I. Raja of Bulrampore and

Tulsipore,

فقیر حقیر قاسم علی مصور

جدول اولاد و ازواج سلاطین مملکت اودھ

نواب برہان الملک میر محمد امین

١ صدر جہان بیگم خطاب نواب بیگم و نواب عالیہ زوجۂ نواب صفدر جنگ بہادر +

٢ نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم زوجۂ نصیر الدین حیدر خان -

٣ ہما بیگم عرف بنڈی بیگم زوجۂ نواب سیادت خان عرف سید محمد خان پدر میر محمد باقر عرف مرزا بندو +

٤ محمدی بیگم زوجۂ نواب محمد قلی خان +

٥ آمنہ بیگم زوجۂ سید محمد خان

ایک بیٹا تھا جو سن طفولیت میں مر گیا تعارضۂ چیچک سے +

١ نواب برہان الملک میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے +

نواب صفدر جنگ منصور علیخان عرف مرزا محمد مقیم صدر جہان بیگم مذکورہ سے منسوب تھے

	نواب شجاع الدولہ عرف مرزا جلال الدین حیدر	

امۃ الزہرا بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ +
یہ بیٹی موتمن الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علیخان پوتے مرزا حسن شوستری
مالک شستر کی نسل سے +

۱ نواب آصف الدولہ عرف مرزا امانی مرزا یحیی فقط بہو بیگم صاحبہ سے
خورد محل سے بیٹے ۲۵ بیٹیان ۲۲ میزان کل ۴۷
کثرت ازواج جناب عالی ہزارون لیکن انمین سے صاحب اولاد بہت کم +

تفصیل صاحبزادون کی خورد محل سے

۱ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا منگلی +
۲ نواب عضد الدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی +
۳ نواب امیر الدولہ عرف مرزا مینڈو +
یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان مین لکھنؤ سے بخصومت
نکالے گئے عظیم آباد مین مر گئے +
۴ نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاپٹہ +
۵ نواب محمد علیخان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۶ نواب رستم علیخان +
۷ نواب معین الدولہ عرف مرزا عنایت علیخان +
۸ نواب شمس الدین حیدر خان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۹ نواب مرزا سیف علیخان +
۱۰ نواب مرزا حیدر علیخان +
۱۱ مرزا فخر الدین حیدر خان + انکے بڑے بھائی +
۱۲ مرزا نجم الدین حیدر خان +
۱۳ نواب مرزا کمال الدین حیدر عہد دولت جنت آرامگاہ صاحبات خورد محل کے ساتھ

(بقیہ)

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبات محل کے ساتھ امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اوترے
ہر روز دربار وقت چاے پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایکدن حسب الفرمایش
جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیگئے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا
اور کچھہ بیباکانہ کہکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے بخیال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صورت
خلاف پیش آنے باعث توہین ہو کارا ہی عتبات عالیات کربلاے معلی ہوے بعد شرف زیارت
بصرے مین مہمان خانہ بالیوز ہوے کچھہ بیمار ہوے انتقال کیا تابوت روانہ نجف اشرف ہوا

۱۴ نواب مرزا صفدر علیخان بڑے +

۱۵ نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے +

۱۶ نواب مرزا بندہ علی خان +

۱۷ نواب مرزا صادق علیخان + باپ چھجو بیگم صاحبہ کے +

۱۸ نواب مرزا بہادر علیخان بڑے +

۱۹ نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے +

۲۰ نواب غضنفر علیخان +

۲۱ نواب نجابت علیخان +

۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان +

۲۳ نواب مرزا حسین علیخان +

۲۴ نواب مرزا شجاعت علیخان +

سوانے شادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی نہوئی بعد انتقال
جناب عالی ہر ایک نے اپنی خود پسندی سے ازدواج کیے +

تفصیل صاحبزادیونکی

۱ سنگین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندو نواسہ نواب
برہان الملک سے کتخدا ہوئین بے اولاد رہین مگر قدرت خدا سے سن پیری مین

میر محمد باقر کا بیٹا مسمی جعفر علیخان کسی اور محل سے پیدا ہوا +

۲ مسیتی بیگم صاحبہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئین پشت سنگین محل رہتی تھین انکی چار بیٹیان دو بیٹے +

۳ جمنی بیگم صاحبہ صمصام الدولہ عرف مرزا جگنو سے بیاہی گئین فیض آباد مین چھت پر سے گر کر مر گئین اور انکے آغا سید بیٹے معصومہ بیگم بیٹی +

۴ عزت النسا بیگم کی شادی لکھنؤ مین بعد مرنے جمنی بیگم کے پھر مرزا جگنو سے ہوئی عہد دولت نواب سعادت علیخان مین بے اولاد رہین اور موافقت بھی نہ تھی +

۵ حسینی بیگم ۶ زیب النسا بیگم ۷ جینیا بیگم ۸ صدر النسا بیگم ۹ حاجی بیگم ۱۰ براتی بیگم ۱۱ وزیر النسا بیگم ۱۲ اشرف النسا بیگم ۱۳ آمنہ بیگم ۱۴ ولایتی بیگم ۱۵ محمدی بیگم ۱۶ انجم النسا بیگم مشہور ہے کہ انکی شادی نواب نجف خان سے ٹھہری تھی اس عرصے مین جناب عالی کا انتقال ہوگیا وہان نجف خان بھی مر گئے یہ صاحبزادی سلطنت حضرت سلطان عالم مین ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۱ عیسوی روانہ عتبات عالیات ہوئین بادشاہ خود مع شاہزادہ ہا و امرا کربلای میر خدابخش مین پہونچانے آئے جب بندر بمبئی سے بسبب جنر رہی کسی بغلۂ عرب پر سوار ہو روانہ ہوئین صدمۂ جہاز سے اور بسبب سن پیری کے کہ ۹۶ برس کی ہوچکی تھین متحمل نہوئین انتقال کیا لاکن جنازے کو صاحب جہاز نے بطمع زر لیگیا شاید نجف اشرف مین دفن ہوئین +

ان صاحبزادیون کو یہی جنت آرامگاہ کو منظور رہتا کہ جو لوگ عالیخاندان اگرچہ غریب ہون اونسے شادی کرو جیون چنانچہ آغا صادق خان اور آغا ابو الحسن خان صفہانی اس خیال سے آئے تھے محمد آفرین علیخان کے مہمان ہوے اتفاق کتخدائی نہوا مگر ملازم سرکار رہے دو دو سو روپیہ ماہواری تنخواہ پاتے رہے دربار مین بوقت جاے پانی بار یاب سلام ہوتی تھی مگر سوای عزت النسا بیگم کے اورون نے اپنی بن بیدگی کا عذر کیا کہ ہمسے اطاعت شوہر کی نہوسکے گی انکی جرات و ہمت و نیت بخیر نسبت صاحبزادون کے زیادہ تھی مردانہ وار رہین انکی تنخواہ ستر روپیہ رکابی فیض آباد مین تھی حسب الطلب جنت آرامگاہ گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ آئین پنج محلہ رہنے کو ملا جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے جناب عالی نے ان سبکی

تنخواہ اڑھائی سو روپے ماہواری مقرر کردی نواب ناظر محمد تحسین علیخان ناظر رہے ایکدفعہ بابعث قلت تنخواہ اور اپنی کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں راہ شیخن دروازہ حسن باغ کی بند کردی پنج محلہ مین کوٹھی سرکاری تھی بیبا کانہ اپنے باپ کا مال سمجھکر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا جناب عالی نے ازراہ سلسلہ رحمی سب کی تنخواہ فی پانصد روپے مقرر کردی انھون نے کچھہ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کردیا اور جناب عالی کو اکثر کہتی تھین کہ جو تم ہو وہ ہم ہین اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین جناب عالی بھی اس خیال سے درگذر کرتے تھے۔

بعد انتقال جناب عالی انجم النسا بیگم زیب النسا بیگم جینا بیگم ازراہ اولو العزمی بغیر خیال انجام کار نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر کی آمد آمد سنکر بنارس تک گئین ایکدن اپنی دادخواہی قلت مشاہرہ سی کوٹھی لارڈ صاحب پر تشریف لیگئین عرض حال کیا جواب ملا کہ آپنے کیون اتنی تکلیف اوٹھائی ہم بھی اب لکھنؤ جاتے ہین جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا ناکام پھر آئین +

حضرت خلد مکان نے سب کے سات سات سو روپے مقرر فرمائے مگر وہ قوت و حکومت خود جو جنت مکان کے عہد دولت مین تھی نرہی خصوصًا عہد سلطنت حضرت خلد منزل مین بحساب رہین اور اگر شاید ہوتی تو بادشاہ بیگم صاحبہ سے زیادہ صاحب تبہ نہ تھین جو اونکا احوال گذرا باقی اور صاحبزادیان سن طفولیت مین فیض آباد مین مر گئین +

نواب آصف الدولہ

شمس النسا بیگم سے بیاہے گئے جنکا خطاب نواب بہو بیگم صاحبہ تھا یہ بیٹی نواب انتظام الدولہ خان خانان پوتی نواب قمر الدین خان وزیر اعظم دہلی کی تھین انکے سگے بھائی نواب امام الدین خان تھے قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین لاولد رہین کبھی موافقت بھی نرہی پرتاب گنج قریب نوابگنج انکی جاگیر ساٹھہ ہزار روپے سال کی تھی اور سرکار جناب عالی سے ساٹھہ روپے روز کا خاصہ مقرر تھا داروغہ سرکار سے معرفت اپرتن چند مقرر رہتا تھا جب جناب عالی نے کچھہ آمدنی بازار رویل بخیتہ گومتی ضبط کی خفا ہوکر اپنی جاگیر پر تشریف لیگئین کرنیل بیلی صاحب حسب فہمایش ظاہری کہ آپنے منانا خیال تھا کہ جناب عالی منانے کو تشریف لائینگے یہ خیال خام تھا

بعد ایک مہینے کے جاگیر سے تشریف فرمای الہ آباد ہوئین وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین اونکی نعش لکھنو آئی بڑے امام باڑہ مین برابر قبر نواب آصف الدولہ مخواب ہوئین حضرت خلد مکان نے ایک ضریح چاندی کی انکی قبر پر بھی موافق ضریح قبر نواب مرحوم رکھوادی تھی مرزا ئیصاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین حویلی محمد تحسین علیخان پر دو تنخواہ ملی پنشن سرکار سے اونکے سب متعلقین کو ملتا ہی نسلاً بعد نسلٍ ہے +

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کہتے تھے کہ فقط ایک بیٹا برہان علیخان نطفہ نواب کسی محل سے ہوا تھا وہ سن طفولیت مین مرگیا باقی اور بیٹے و بیٹیان بنام نامی نواب تھین ازانجملہ مرزا وزیر علیخان بھی اسی زمرہ سے تھے جنکی شادی بنو بیگم بیٹی نواب اشرف علیخان سے بڑی دھوم سے یادگار زمانہ ہوئی تیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا انکی پنشن مادام حیات چھ سو روپئے ماہوار ہی سرکار انگریزی سے جاری رہی مگر بے اولاد ہین جب وزیر علیخان مقید ہوکر کلکتے گئے اونکی بی بی اور اولاد مونگیر مین بغیر پنشن سرکار رہی +

اولاد و ازواج نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

افضل بیگم خاص محل نواب بیٹی نواب مدار الدولہ مرحوم کی بنارس مین مرگئین اونکا مقبرہ درگا کنڈ بنارس مین ہے مستورہ بیگم کے بطن سے تھین انکے دو بیٹے امیر مرزا خان امرا و مرزا خان دونون ایک چیچک دوسرا مرض الموت سے سن طفولیت مین مرگئے چنانچہ جب حضرت جنت مکان نے بفہمایش مجتہد العصر اقربای نواب مدار الدولہ مرحوم کی کئی برس تک تنخواہ ندی سب فاقہ کشی سے مرنے لگے حضرت سلطان عالم کی سفارش بھی کچھ مفید نہوئی ایک دن نواب مہدی علیخان نے جنرل کالفیلڈ رزیڈنٹ لکھنؤ سے تنگ ہوکر کہا کہ ہم آخر کار جب لکھنؤ سے باہر جانا قبول کرینگے سرکار مین اپنی بہن کا کاغذ پھر گئی کہ وہ کا پنشن کرینگے صاحب نے جواب دیا ہم جانتے ہین اسقدر مبلغ خطیر کی لیے سلطنت تک جائیگی جب جنت مکان نے انتقال کیا اور زمانہ نواب مدار الدولہ ثانی کا ہوا نواب مخدرہ عظمی کے دباؤ سے سبکو تنخواہ ملی

مرشدزادے مختلف محلات سے

۱ نواب غازی الدین حیدر خان عرف بڑے مرزا کی شادی بادشاہ بیگم صاحبہ بیٹی مبشر الدولہ منجم بادشاہ دہلی سے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۰ ع بنارس مین ہوئی +

۲ نواب احمد علیخان خطاب شمس الدولہ انکی شادی مسماۃ حضرت بیگم نواب شوکت الدولہ عرف مرزا جمعہ کی بیٹی سے ہوئی +

۳ نواب نصیر الدولہ مرزا محمد علیخان مسماۃ کھیتو بیگم نواب امام الدین خان کی بیٹی سے کتخدا ہوے

۴ نواب ضیاء الدولہ مرزا کاظم علیخان کی شادی لطف علیخان کی بیٹی سے ہوئی لیکن بے اولاد رہین اور کچھ جنون بھی تھا +

۵ نواب اعتماد الدولہ مجاہد الملک مرزا حسین علیخان مہابت جنگ شہامت علیخان عرف مرزا بھورا کی بیٹی سے منسوب تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین رخصت عروسی ہوئی

۶ نواب عماد الدولہ معین الملک ضرغام جنگ مرزا جعفر علیخان کا عقد شرعیہ مسماۃ فریر بیگم میرن صاحب کی بیٹی پوتی میر نعیم خان سے ہوا +

۷ نواب صادق علیخان کی شادی نواب نور علیخان کی سگی بہن سے ہوئی ساکن سرنگ پٹن امراے مندراج +

۸ نواب جلال الدولہ مرزا مہدی علیخان فقط نواب خاص محل سے تھے جنکا خطاب بنارس مین ٹاٹ محل تھا کہتے ہین انکے پاؤن مین پدم تھا ایک نجومی نے جناب عالی سے عرض کیا کہ اسکا خاصہ یہ ہو کہ بادشاہ یا وزیر کی بی بی ہو مگر مجھے بہت تعجب ہوتا ہے جناب عالی نے اوسی عوام سے داخل خواص محل کیا اس مرشد زادی کو نہ رغبت خود شادی سے تھی نہ جناب عالی کو اسکا خیال آیا بنام نامی امرا فقط دو تین حرم مین تھین +

۹ نواب اقتدار الدولہ مرزا کلب علیخان نواب خاص محل کے پاس رہتے تھے بعد انتقال جنت آرامگاہ حضرت خلد مکان نے چار ہزار روپیہ درماہہ مقرر فرمایا بہت قابل تھے نسبت اور بھائیون کے انکے ازدواج خود پسندی سے ہوے +

۱۰ نواب رکن الدولہ مرزا محمد حسن خان حضرت خلد مکان نے انکا عقد شرعیہ

نواب عباس قلی خان کی بیٹی سے کیا تھا بے اولاد رہین موافقت بھی شوہر سے نہ تھی شمس الدولہ آفتاب الدولہ دونون بیٹے اور محل سے ہوے +

مرشدزادیان

۱ خیرالنسا بیگم بڑی مرشدزادی سگی بہن نواب غازی الدین حیدر کی شادی نبیرہ علی مرد نواب قاسم علیخان عالیجاہ بنگاے سے ہوئی بے اولاد رہین مگر ایک لڑکی کو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا اوسکی شادی مرزا نظام الدین حیدر نواب نجابت علی خان کی بیٹی سے عہد دولت حضرت خلد مکان مین کی تھی +

۲ فاطمہ بیگم سگی بہن نواب نصیرالدولہ کی شادی مرزا ابوطالب خان سے ہوئی +

۳ فخرالنسا بیگم کی شادی نواب میر کلو نواب قاسم علیخان مذکور کے بیٹے سے ہوئی انکی ایک بیٹی مسماۃ وزیر بیگم کی شادی مرزا شاہ میر خان کے بیٹے سے ہوئی +

۴ ولایتی بیگم کی شادی نواب حسین الدین خان جد مادری حضرت سلطان عالم بیٹے نواب امام الدین خان مذکور سے ہوئی

۵ ننھی بیگم صاحبہ کی شادی نواب احمد علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے ہوئی +

ازواج و اولاد نواب غازی الدین حیدر

۱ پوتی بیگم بیٹی بادشاہ بیگم خاص محل سے فقط نواب مقرب الدولہ مہدی علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے منسوب تھین جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین انتقال کیا جھانکٹر باغ مین دفن ہوئین اونکے بیٹے نواب محسن الدولہ انکی شادی نواب نصیرالدولہ کی بڑی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم زہرہ بیگم حشمت الدولہ مرزا ابوتراب خان بیٹے مرزا ابوطالب خان سے حاجی بیگم کی شادی ہوئی زہرہ بیگم کی شادی مفخر الدولہ مرزا ابوالقاسم خان بیٹے مرزا ابوطالب خان سے ہوئی ان سبنے انتقال کیا لیکن زہرہ بیگم روانہ عتبات عالیات کربلاے معلی ہوئین بعد شرف زیارت لکھنؤ پہونچکر انتقال کیا +

۲ مرزا نصیرالدین حیدر عرف مرزا علی حیدر ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۱۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۳ع مسماۃ صبح دولت نواب ممتاز محل سے پیدا ہوے جنکا مقبرہ جھانکڑ باغ مین بنا جب حضرت

شاہ زمان بادشاہ بیگم سے خفا ہوے لیکن بیگم صاحبہ نے انکی پرورش زیادہ محبت مادری سے کی تھی اگرچہ فیض النسا اونکی ملازم واسطے پرورش کے تھین +

صاحبات محل اہل وثائق

۱ نواب مبارک محل بیٹی کرنل عیش — وفات

۲ نواب سلطان مریم بیگم بیٹی ڈاکٹر شارٹ بغداد — وفات

۳ نواب ممتاز محل — وفات

۴ نواب سرفراز محل — وفات

باقی اسامیان مگر سب بے اولاد رہین اور بادشاہ کو بھی کچھہ خواہش اولاد نہ تھی +

محلات حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر

۱ نواب سلطان بہو صاحبہ خاص محل بیٹی مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے دہلی کی وجہ اولاد رہین عملداری کے کا بعد روانہ کربلای معلی ہوئین بعد مجاورت چند سال وہین انتقال کیا +

۲ نواب ملکہ زمانیہ + — وفات

۳ نواب مخدرہ عظمے بیٹی والٹر سوداگر + — وفات

۴ نواب تاج محل جنکا خطاب پہلے خورشید محل تھا جمادی الاول ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء انتقال کیا کربلاے معلی مین بعد مجاورت چند سال + — وفات

۵ نواب بادشاہ محل + — وفات

۶ نواب قدسیہ محل + — وفات از دست خود

۷ نواب صاحبہ محل + — حیات

۸ نواب نور محل روانہ کربلای معلی ہوئین وہین انتقال کیا +

۹ نواب ممتاز الدہر بادشاہ جہان بیگم بیٹی مرزا باقر علیخان پوتی مرزا حسین علیخان صوبہ دار کٹہرہ یہ کتخدائی آخری تھی + — حیات

اور سب اسامیان عیش محل وغیرہ لیکن محروم اولاد سے رہین بادشاہ خود متمنی اولاد رہے +

مرزا فریدون بخت عرف منّا جان افضل محل سے اسکا قصہ منشی عبدالاحد رزیڈنٹی نے تواریخ بادشاہ بیگم مین بہت تصریح تمام بحکم شکسپیر صاحب بہادر لکھا ہے +
انکے تین بیٹے چنارگڈھ مین دار محل سے ہوئے جلال الدین حیدر خوش محل سے غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر ہوے جیسے ہی تھے یہ دونون نام جناب بیگم صاحبہ نے خود تبرکا سمجھکر رکھے تھے +

محلات و اولاد محمد علی شاہ

۱ نواب ملکۂ آفاق مخدرۂ عظمی ممتاز الزمانی نواب جہان آرا بیگم عرف چھیتو بیگم خاص محل حضرت فردوس منزل کی تھین وفات پائی
۱ محمد امجد علی شاہ بادشاہ +

۲ نواب سلطان عالیہ بیگم بڑی شاہزادی منسوب بنواب محسن الدولہ بہادر سے تھین قبل از فساد لکھنؤ انتقال کیا
۳ نواب روشن آرا بیگم چھوٹی شاہزادی منسوب نواب منیر الدولہ عرف مرزا امین بیٹے مرزا ابو طالب خان سے تھین بعد ہنگامۂ فساد لکھنؤ اونکے شوہر کلکتے گئے وہان سے روانہ کربلائے معلی ہوئے وہین انتقال کیا بعد اسکے شاہزادی بھی باجازت اونکی عتبات عالیات کو گئین بعد شرف زیارت جب بمبئی پہونچین انتقال کیا اونکی نعش روانہ عتبات ہوئی +
۴ نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان یہ بڑے بیٹے بادشاہ خانم سے تھے جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین اہتمام الدولہ مظفر علیخان کی بڑی بیٹی سے بہت تکلف سے شادی ہوئی تھی کئی مہینے پیشتر جلوس سلطنت مرگ ناگہانی سے انتقال کیا سلطنت سے محروم رہے بعد اوسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا +
انکے بیٹے فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ مرزا حسین علی بہادر خویش نواب ملکہ زمانیہ حضرت خلد منزل نے انکی شادی کی +
انکی تین بہنین افضل بیگم نواب شمس الدولہ سے سردار بیگم نواب امیر الدولہ سے منسوب ہوئین یہ دونون بیٹے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان کے ہین +
نواب ممتاز النسا بیگم عرف چینا بیگم مظفر الدولہ ظفر جنگ محمد زکی علیخان عالی جنگ سے شادی ہوئی یہ بیٹے نواب احمد علیخان کے انکا بیٹا رشید الدولہ ناصر الملک محمد جعفر علیخان بہادر رستم جنگ

دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کی بیٹی سے منسوب تھا اتفاقاً گھوڑی سے گر کر مر گیا +
جینا بیگم کی دو بیٹیان نواب شوکت مہو نواب حشمت مہو +

شاہزادے صاحبات محل سے

۱ مرزا خورم بخت بہادر نواب یحیےٰ علیخان نواب امیر خانم صاحبہ سے
۲ مرزا عظیم الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب وزیر خانم صاحبہ سے
۳ مرزا رفیع الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب امراؤ خانم صاحبہ سے
۴ مرزا فرخندہ بخت بہادر نواب محمد فدا علی بہادر وفات
نواب حضور خانم صاحبہ سے +
۵ ابو المظفر سکندر قدر خورشید حشم صاحب عالم ہمایون بخت مرزا احمد علی بہادر نواب ملکہ جہان وفات
حمیدہ سلطان مخبر الزمانی نواب تاج النسا بیگم صاحبہ سے +
ایک شاہزادی بھی اُنسے ہوی تھی نوابی مین سن طفولیت مین مر گئی جمنیا باغ مین دفن ہوئی
بادشاہت مین اسیکا نام حسین آباد رکھا +

شاہزادیان و خویش صاحبات محل

۱ نواب سلطان بیگم عرف پھندنا بیگم زوجہ نواب معظم الدولہ رستم الملک باقر علیخان بہادر
متانت جنگ بیٹے مرزا کمال الدین حیدر +
۲ نواب زیب النسا بیگم عرف حاجی بیگم نواب وزیر خانم صاحبہ سے + زوجہ نواب اقتدار الدولہ
محتشم الملک مہدی علیخان بہادر ضیغم جنگ عرف نواب دولہ بیٹے مرزا امام الدین حیدر +
۳ نواب فخر النسا بیگم عرف مغل صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ سیف الملک زین العابدین خان
بسالت جنگ بیٹے محمد رضا خان پوتے مرزا کمال الدین حیدر کے +
۴ نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم وفات زوجہ نواب غضنفر الدولہ وفات ایک بیٹی دو بیٹے صارم الدولہ وفات
بہادر حیدر جنگ خاقان مرزا +
سلیمان مرزا انکی شادی مرزا فرخندہ بخت کی بیٹی سے ہوئی + ایک بیٹی
مسعودی بیگم +

ذکر نسب ہمایون میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

۱ میر محمد امین ۲ میر محمد نصیر ۳ میر محمد امین ۴ میر محمد جعفر ۵ قاضی شمس الدین شہید مخفی
۶ سید محمد ۷ سید غیاث الدین محمد ۸ سید سراج الدین علی ۹ سید اسحاق ۱۰ سید محمد
۱۱ سید یحیی ۱۲ سید غیاث الدین محمد ۱۳ سید موسی ۱۴ سید قاسم ۱۵ سید علی ۱۶ سید جعفر
۱۷ سید حسین مخدوم ۱۸ سید عبد الحی ۱۹ سید عمر ۲۰ سید ارقم ۲۱ سید عبد القادر ۲۲ سید تاج الدین
۲۳ سید محی الدین ۲۴ سید علی ۲۵ سید محمد زاہد یا شہید ابن الامام الہمام جناب
موسیٰ کاظم علیہ وعلی آبائہ افضل الصلوۃ والسلام +

مدت وزارت و سلطنت وزرا و سلاطین اودھ
میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک

منصوب سنہ ۱۱۳۲ ہجری سنہ ۱۷۱۹ء مدت ۱۹ سال انتقال سنہ ۱۱۵۱ ہجری سنہ ۱۷۳۷ء
وعارضہ جسمانی و تپ و درد سر مدفون دہلی +

نواب منصور علیخان صفدر جنگ بہادر

مسند نشین وزارت سنہ ۱۱۵۱ھ ۲۲ ذیحجہ مدت ۱۷ سال انتقال مقام پاپر گھاٹ سلطانپور
سنہ ۱۱۶۶ ہجری سنہ ۱۷۵۳ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون اول گلاب باڑی فیض آباد بعد اسکے
استخوان حکیم مرزا بھیجو کربلائے معلی لیگئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مدفون عارضہ دنبل +

نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین سنہ ۱۱۶۶ ہجری سنہ ۱۷۵۴ء مدت ۲۲ سال انتقال شہر ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ ہجری
سنہ ۱۷۷۵ء عارضہ خارک مدفون گلاب باڑی فیض آباد +

نواب آصف الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین سنہ ۱۱۸۸ ہجری سنہ ۱۷۷۵ء مدت ۲۳ سال ۴ شہر ۲ یوم عارضہ استسقا
انتقال پنجشنبہ یکپاس روز ماندہ ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۲ ہجری سنہ ۱۷۹۷ء ستمبر ماہ کوار
مدفون امام باڑۂ خود دوہرہ ہندی اٹھارہ سو سمت کا پرمان + سنہ بارہ سو بارہ
ہجری جانت سکل جہان + ربیع الاول ۲۸ اور جمعرات مدہ دان + سدھی پریوا کوار کی جب آصف تجو پران +

۵ نواب زینت النسا بیگم عرف آمنہ بیگم وفات زوجۂ نواب جراز الدولہ وفات نواب محسن الدولہ کے بے بات بھائی ۔

محلات حضرت امجد علی شاہ

۱ خاتون معظمہ بادشاہ بہو نواب ملکۂ کشور فخر الزمانی نواب تاج آرا بیگم خاص محل بیٹی نواب حسین الدین خان انتقال شہر پارس سلطنت فرنس ۔

۱ خورشید حشمت مرزا محمد واجد علی بہادر خطاب ابو المنصور سکندر جاہ سلیمان حشم صاحب عالم ولی عہد مرزا محمد واجد علی بہادر نواب علی خان کی بیٹی سی بیاہی گئی ہوتی نواب شریف الدولہ

۲ مرزا احمد جواد علی جنرل سکندر حشمت دارا مرتبت نواب منیر الدولہ کی بیٹی سی بیاہی گئی وفات شہر پارس

۳ اشرف النسا بیگم خطاب افسر بہو صاحبہ نواب سرفراز الدولہ مرحوم بیٹے نواب منیر الدولہ مرحوم سے کتخدا ہوئین ۔

نواب خسرو بیگم ملکۂ گیتی سے

۱ مرزا محمد رضا علی بہادر دارا سطوت مسماۃ انجمن آرا بیگم بیٹی نواب معظم الدولہ سی کتخدا ہوے ۱۲۸۳ہ ہجری مطابق ۱۸۶۶ء مین انتقال کیا مدفون کربلای میر خدا بخش ہوئین ۔

۲ مرزا محمد حسین علی بہادر سکندر قدر مسماۃ افضل بیگم بھانجی نواب ممتاز الدولہ سی بیاہے گئی عارضۂ صرع سی انتقال کیا پھر اس صاحبزادی کی شادی حسب شرع مرزا حسن رضا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کے بیٹے سے ہوئی ۔

نواب ملکۂ عہد تاج مخدرات نواب فغفور محل صاحبہ

۱ مرزا سلیمان قدر بہادر مرزا رفیع الشان کی بیٹی سے کتخدا ہوے ۔

۲ کسری شکوہ مرزا محمد عباس بہادر ۲۴ شوال ۱۲۵۹ہ ہجری پادشاہت مین پیدا ایش ۱۵ ربیع الثانی ۱۲ ہجری انتقال ۔

۳ بہرام صولت مرزا محمد مصطفی سلیمان بہادر خلف ارشد محل غیر سے جنکی قبر کربلای بنوئین ہے جسے اب خورشید باغ کہتے ہین ۔

مرزا وزیر علیخان

مسند نشین ربیع الاول سنہ ۱۲۱۲ ہجری ۱۷۹۷ء مدت ۴ شہر ۵ یوم وفات قلعہ کلکتہ سنہ ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء ماہ جون اساڑھ مدفون کاشی باغ کلکتہ تپ محرق +

نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

مسند نشین ۳۔ شعبان روز بسنت سنہ ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۸ء مدت ۱۶ سال ۱۱ شہر ۱۲ یوم وفات ۲۹ رجب سہ شنبہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء ماہ جولائی ساون مرگ مفاجات وغیرہ مدفون خاص بازار مکان نواب غازی الدین حیدر +

نواب غازی الدین حیدر

مسند نشین بتاریخ وسنہ مذکورہ جلوس تخت سلطنت ۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء شاہ زمن مدت وزارت و بادشاہت ۱۳ سال ۸ شہر ۵ یوم وفات سنہ ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون امام باڑہ نجف تعمیر خود +

شاہ زمان نصیر الدین حیدر

جلوس سلطنت تاریخ و شہر سنہ مذکورہ مدت ۱۰ سال ۵ یوم شب سہ شنبہ ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء ماہ جولائی ساون بعارضہ مادہ خارک بظاہر تپ وغیرہ مدفون کربلای نو تعمیر خود آنطرف دریاے گومتی +

مرزا فریدون بخت عرف منّا جان

مدت دو ساعت انتقال چنار گڈھ مرض مرگ مفاجات محرم سنہ ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء جنوری ماگھہ +

محمد علی شاہ

جلوس ۵۔ ربیع الثانی سنہ و تاریخ مذکورہ مدت ۵ سال ۱۰ یوم عارضہ تپ محرق مدفون امام باڑہ حسین آباد نو تعمیر خود ماہ مئی سنہ ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء ماہ جیٹھہ +

محمد امجد علی شاہ

جلوس سنہ مذکورہ مدت ۴ سال ۱۰ شہر ۲۴ یوم مرض سرطان مدفون چھاونی میڈو خان رسالہ دار ۲۶ صفر سنہ ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء فروری پھاگن +

واجد علی شاہ سلطان عالم

جلوس سنہ مذکورہ مدت سلطنت ۹ سال ۱۱ شہر ۵ یوم روانہ کلکتہ قیام موچی کھولہ سنہ ۱۲۷۲ھ
سنہ ۱۸۵۶ء ۵ رجب شب جمعہ

مرزا برجیس قدر وزارت آبائی مصنوعی جبری

مدت مجموع ۹ شہر روانہ کوہ نیپال و قیام انجا
مدت وزارت وزرای اودھ مجموع ۱۴۳ سال ۳ شہر ۲۴ یوم مدت بادشاہت ۴۱ سال

سبب تالیف کتاب

جب مسٹر ہنری الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورمنٹ رونق افروز لکھنؤ ہوئے اونکو
کتب تواریخ کا بڑا شوق تھا چنانچہ ہر شہر سے کتابین بہت تحفہ خط ولایت کمیاب بلکہ نایاب
خواہ بقیمت یا بہدیہ لیتے تھے اور ہر شخص بطیب خاطر یا موجب رسوخ یا حشمت موہوم سمجھکر دیتا تھا
چنانچہ مرزا وصی علیخان جو لکھنؤ سے حسب دستور قدیم سرکار وسیلہ رسوخ جانکر کئی نسخہ جبلہ
تواریخ خط ولایت و ہند جو کتب خانہ مرزا جعفر مرحوم سے حضور عالم کو اونکی اولاد سے بقیمت قلیل
ہاتھ آئی تھین گذرانین وہ درحقیقت کتب خانہ شاہی سے تحویلدارون نے باخفا آئی تھین
صاحب نے بہت مسرت دلی سے اصرار اونکی قیمت کا کیا نہ لی اسیکو وسیلہ رسوخ اپنا
سمجھے چنانچہ اسکا ذکر اپنے مقام پر آویگا ۔
ایک دن کرنیل ولکاکس صاحب بہادر مہتمم رصد خانہ سلطانی نے اس ملازم مؤلف سے فرمایا کہ
الیٹ صاحب تفحص تواریخ مملکت اودھ کے بہت مشتاق ہین عرض کیا کہ کتاب عماد السعادت
مرزا محمد حسن قتیل اور بہادر خانی وغیرہ کتب ہند مین متفرق احوال ریاست کا بھی مندرج ہے
فرمایا مختصر اسی سلطنت کا احوال ابتدا سے آج تک کا چاہتے ہین عرض کیا مجھکو کرنل جان بیلی صاحب
رزیڈنٹ کے وقت سے ہوش و خبر ہی جو حوادث و انقلاب سرکارین مین گذرے ہین اور
اس سے پیشتر کا حال بھی اکثر واقف کارون سے مفصل معلوم ہی لیکن بشرطیکہ آپ بھی اوسکی
تصحیح و تحقیق پر متوجہ ہون تو غالب ہی کہ صاحب ممدوح بھی اوسے پسند کرینگے چنانچہ بعنوان کتاب
موافق دستور انگریزی کیا کسیکی خوشامد یا تعریف زائد نہین جیسا مورخین زمانہ کرتے ہین
فقط حقیقت حال مثل اخبار اپنی رسائی تحقیق سے لکھا کرنل ولکاکس صاحب و ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے
کئی باب مثل مشتے نمونہ سنے بلکہ الیٹ صاحب کو بھی بھیجی اونھون نے ازراہ قدر شناسی
پسند کرکے تعریف لکھی مگر افسوس یہ ہی کہ اونکا کیپ مین جاکر مرجانا باعث ناکامی ہوا پھر
اگلسنٹ صاحب مہتمم کالج جنرل مارٹن نے کئی باب سنے اور جنرل سلیمن صاحب رزیڈنٹ کو جہانتک
اونکے زمانے مین احوال گذرا تھا لکھکر دیا اونکی چٹھیان میرے پاس موجود ہین جو ازراہ قدردانی
اور جوہر شناسی کے مجھے عنایت فرمائی تھی ۔

اب مختصر حال اپنی ناکامی کا یہ ہے کہ جب بعد انتقال کرنل ولکاکس صاحب کے قطب الدولہ مقرب خاص نے حضرت سلطان عالم کی نظر انور سے گذرانی بعض مقامات مندرجہ اپنے عہد دولت کو ناگوار طبع اقدس سمجھکر ازراہ عتاب عاصی کو نوکری سے موقوف کیا +

اب بفضل خدا سے آج تک جو سوانحات اور حوادث عجیبہ انقلاب عظیمہ دور فلکی سے ہوے صاف صاف بلا رعایت لکھے گئے بہ نسبت اوسوقت کے یہ کتاب اب سہ چند ہوگئی ہے ایک جلد فارسی دوسری اردو تیسری ترجمہ انگریزی جنرل جیمرلین صاحب نے خود کئی باب ترجمہ کیے باقی پاٹر صاحب سے ترجمہ کراکے مرتب کیے بشرطیکہ صاحبان انصاف و حکام عادل بھی پسند کرین اور بعد طبع کے بطیب خاطر مول لین کہ ایسے بھی وقائع یادگار زمانہ ہوتے ہین چنانچہ اب جنرل جمرلین صاحب بہادر ۱۰ ماہ مارچ روز جمعہ ۱۸۵۸ء مع الخیر روانہ ولایت لندن وطن مالوف ہوے ہین بعد مع الخیر پہونچنے منزل مقصود کے انشاء اللہ تعالی ولایت مین طبع کراوینگے اور وہان خاص و عام و حکام کو یہ حال مملکت اودہ بخوبی منکشف ہوجائیگا اگرچہ کوئی امر پوشیدہ نہین رہا حق و باطل اہل انصاف کو کالشمس فی النہار کھل گیا ہے خدا غربا بے شہر پر رحم کرے اور سب کو توفیق خیر دے +

داب دستور مورخین اخبار و سوانح نگار زمانہ ناہنجار مورخین اخبار تین قسم کے ہوتے ہین +

پہلے وہ فرقہ جو دشمن افعال صاحبان اقبال اور اہل کمال بسبب اپنے حسد کے ہوتا ہے بغیر ظہور مضرت جو محض عداوت اور اپنی بدباطنی سے دیدہ و دانستہ پردہ غفلت آنکھ بے بصیرت پر رکھکر کسی کے عیب ذاتی و صفاتی کو اپنے ذہن مین ٹھہرا کے لکھتا ہے اسواسطے کہ خلق عالم مین بدنامی ہو یا کھلکر اظہار عادات بد سے نسبت دے سکتا تو نیک کامون کو بطور کنایہ اور اشارہ بطریق مضحکہ لکھتا ہی جسے عقلمند خوب سمجھتے ہین +

دوسرے وہ طائفہ جو دوست یا تابعدار کسی کا ہے کہ چار و ناچار سوای تعریف کے کچھ اور نہین لکھ سکتا اور اپنے دفع دخل کیواسطے پچھلے حکام کے عیب کو اپنی دلیل عقلی سے ثابت کرتا ہے یا خوف آبرو و عزت حاکم وقت سے رکھتا ہے بہرصورت مجبور ہی +

تیسرے وہ لوگ جو فقط بیان حقیقت حال کرتے ہین جس سے کسیطرح کی نفسانیت ظاہری و باطنی ثابت نہو لیکن طریق وطرز معقول سے جو شایان زبان شرفا و نجبا ہے اور سچ کہنے مین کسی سے نہین ڈرتا اگرچہ یہ بات سب پر ناگوار خصوصًا حکام پر ہے الحق مُرّ غرض عاصی پر معاصی سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی مشہدی طون طبسی المعروف محمد میر زائر نے جو ان اوراق کے لکھنے مین عرق ریزی کی ہے ہر صاحب فہم دریافت کرے گا اگرچہ زمانہ پر آشوب اور قدردانی قدرشناسون کی ظاہر ہے +

ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شے قدرا و ہو المستعان و بہ نستعین

خلاصۂ احوال سلطنت ملک اودھ

سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ع

قطعۂ تاریخ

سلطان عالم شہ ذیشان و ذوی شکوہ
کیونکر نہ اسکے عہد مین کثرت ہو عیش کی
ہے وہ مدار دولہ بہادر وزیر شاہ
سید کمال دین حسینی کی وجہ سے

ہے تاجدار مملکت صوبۂ اودھ
ہے اس سے زیب منزلت صوبۂ اودھ
مسند نشین معدلت صوبۂ اودھ
دیکھی سبھون نے مرتبت صوبۂ اودھ

ہاتف پکارا سال ہمایون کو اسطرح
تقویم حال سلطنت صوبۂ اودھ

سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان و امرائے ذوی الاحترام

سید شمس الدین محمد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیٹے کی اولاد ساکن نجف اشرف بہت صاحب علم تھے شاہ اسمعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضات کیا اور نیشاپور مین بہت سی املاک و جاگیر دی اونکے کئی بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا سید محمد جعفر اونکے دو بیٹے ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے بیٹے کا نام میر محمد یوسف تھا میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف دوسرے شاہ عباس ثانی کے زمانے مین تھے بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کوئی شخص آگے سواری کے چلتے تھے اور سارا لشکر پیچھے رہتا تھا اتفاقاً قریب جنگل سواری شاہ چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا گھوڑے سے گرا دیا میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اوس شیر کو بیش قبض سے مار ڈالا بادشاہ زرہ پہنے تھا کچھ صدمہ نہ پہونچا بادشاہ نے ایسے کار نمایان سے چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین عرض کی مین سید ہون مجھ سے سیاست نہو سکے گی اور بدی اسکے انتظام ریاست غیر ممکن ہی مجھے معاف فرمائیے مگر میر محمد نصیر میرا چچازاد بھائی ہی ابھی تک کتخدا بھی نہین ہوا اوسکی شادی مسمی رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کیجیے وزیر قوم قزلباش سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے مینے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ میری اور تیری قرابت ہو وزیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم سے منسوب ہو اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت جاگیر دی اور املاک ۔

میر محمد نصیر کے بیٹے سے دو بیٹے دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے ایفاے وعدہ چاہا یعنی محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان سے ہے یعنی سلطان

مرزا یوسف قرا اور شاہ بداغ سے ہے تیری بیٹے سے جسکا نام جعفر خان بیگ ہو اپنی بڑی بیٹی کی شادی کرو اونھون نے قبول کیا اس شرط سے کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کرے پس بعد منظوری کے یہ دونون شادیان ہوئین باقی رہا ایک بیٹا اور بیٹی بیٹی کو میر محمد یوسف کے بیٹے سے جسکا نام میر محمد شاہ میر تھا منسوب کیا اور میر محمد یوسف کی بیٹی سے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کا بیاہ کیا میر محمد یوسف کی املاک بہت تھی اس جہت سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا +

ایکدن میر محمد امین کی بی بی نے طعنہ دیا ازبسکہ صاحب غیرت تھے وطن کو چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوے وہ زمانہ فرخ سیر بادشاہ شاہجہان کا تھا یہان آکر نوکر اور داخل زمرۂ امرای سلطنت ہوے نواب سعادت خان برہان الملک خطاب پایا بتدریج +

بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکا لیا تھا خسارہ ہوا مرزا یوسف کو بڑی مان کا زیور بیچکر اوسے ادا کیا اس غیرت و حجاب سے ہندوستان آئے نواب سربلند خان کے خیمہ نصب کرنے پر نوکر ہوے اتفاقاً ایکدن خیمہ زمین نشیب مین نصب ہوا تھا مینہ برسا خیمے مین پانی گیا بیٹھنا مشکل پڑا نواب انپر خفا ہوے فرمایا تمھارے دماغ سے بوی ہفت ہزاری پائی جاتی ہے انھون نے روزگار چھوڑ دیا دلی آئے شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکا لینا شروع کیا اور اپنی نیک نہادی اور صفائی سے جو محاصل ہوتا تھا اوسمین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے جب انکی دیانت امانت کارگزاری مشہور ہوئی شاہزادون سے نوبت حضور شاہی پہونچی خلاصہ جب یاوری اقبال ہوتی ہے بگڑی بن جاتی ہے جیسا اس زمانہ حال مین دیکھا خدا نے چند روز مین انھین منصب ہفت ہزاری دکھایا تفضل خداداد عجب وقت خاص سے ہوا تھا مگر یہ بھی مدت عمر تک اپنے اس معمول پر رہے جب راہ مین سواری نواب سربلند خان کی ملتی تھی ہاتھی سے اوترکر ازراہ آداب سلام کیا کرتے تھے فی الحقیقت وہ عجب نیک ساعت تھی +

بعد اسکے میر محمد باقر انکے بڑے بھائی ہندوستان مین آئے بابین راہ قندھار اپنا بیاہ کیا ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام نثار محمد خان رکھا جب ہندوستان مین پہونچے

ملازمت فرخ سیر حاصل کی خطاب سیادت نشان پایا بعد فرخ سیر جب سلطنت محمد شاہ ہوئی نواب سعادت خان کو صوبہ داری ملک اودھ اور اکبر اباد اور نواب برہان الملک خطاب ملا اور انکے بھتیجے نثار محمد خان کو خطاب نواب شیر جنگ +

نواب سعادت خان کی ہندوستان مین پانچ بیٹیان ہوئین بڑی صدر جہان بیگم دوسری نورجہان بیگم تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم نواب برہان الملک کی بڑی بہن جو جعفر خان بیگ سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا مرزا محسن چھوٹا مرزا محمد مقیم اور نواب کی چھوٹی بہن جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھی اونکو دو بیٹے دو بیٹیان بڑا بیٹا مرزا محمد یوسف چھوٹا نصیر الدین حیدر خان بیگ اور چھوٹا بھائی جعفر خان بیگ جسکا نام مرزا محمد شفیع اونکی چار بیٹیان تھین مرزا محمد مقیم چھ مہینے کے بڑے بھائی مرزا محسن چار برس کے تھے جب انکی مان نے انتقال کیا تھا مرزا محمد مقیم کو اونکی خالہ نے اپنا دودھ پلاکر پالا تھا اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوے +

جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم ۱۴ برس کی ہوئی اپنی بہن کو معہ مرزا محمد مقیم نیشاپور سے بلا کر اپنی بیٹی سے شادی کر دی مرزا محمد مقیم کو یاوری اقبال سے خطاب نواب صفدر جنگ ملا +

جب نواب کی دوسری بیٹی نورجہان بیگم عرف ہینگا بیگم دس برس کی ہوئی پھر اپنی بہن کو نیشاپور سے اور نصیر الدین حیدر خان کو بلوا کر شادی کر دی اور اپنی نیابت صفدر جنگ کو دی +

دختران مرزا محمد شفیع چھوٹے بھائی جعفر خان بیگ یا مرزا محسن سے اور دو غیر قوم اشراف عالیخاندان سے منسوب ہوئین ازانجملہ ایک مرزا مسیح سے دوسری میر عبد اللہ سے کتخدا ہوئی اور سب سے چھوٹی مرزا یوسف سے +

مرزا محسن کے دو بیٹے دو بیٹیان تھین بڑا بیٹا جعفر قلی خان مشہور مرزا بزرگ چھوٹا محمد قلی خان مشہور مرزا کوچک +

وہ بیٹیان جو غیر قوم سے بیاہی گئین ایک مرزا مسیح سے انکے دو بیٹے ہوے

محمد علیخان دوسرا مرزا رحیم خان محمد علی خان کا بیٹا مرزا حسین خان نواب سالار جنگ کی بیٹی سے بیاہا گیا وہ بے اولاد مرگیا محمد علیخان کی بیٹی جو نواب سالار جنگ کے بیٹے سے منسوب ہوئی تھی اوس سے جو اولاد ہوئی طفولیت مین مرگئی مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی مرزا مینڈھو نواب شجاع الدولہ کے بیٹے سے بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام بھی مرزا مسیح تھا جسکی پنشن سو روپیہ ماہواری کی سرکار کمپنی سے تھی اس جہت سے کہ کئی برس تک ضلع اکبر اباد مین تحصیلدار رہا موافقت کلکٹر صاحب و سفارش ڈاکٹر سے یہ پنشن مادام حیات مقرر ہوئی تھی اور سرکار شاہی سے بھی سو روپیہ ملتے تھے پیش از فساد لکھنؤ مرگئے انکے بیٹے کا بھی نام مرزا عبد الرحیم خان تھا بہت ہوشیار و کارگزار سرکار صاحب النصیب عہد دولت حضرت جنت مکان مین نواب امین الدولہ نے تحصیلدار علاقہ کیا تھا عین شباب مین مرگیا پنشن شاہی فقط تقسیم اولاد ہوئی +

میر عبد اللہ سے تین بیٹے ہوے مرزا عبد المطلب خان مرزا حیدر علیخان مرزا علی اکبر یہ سب بے اولاد مرگئے مگر ایک بیٹی میرزا عبد المطلب خان کی مرزا مسیح سے بیاہی گئی +

مرزا محسن بڑے بھائی نواب صفدر جنگ کے دو بیٹے دو بیٹیان بڑی بیٹی بے اولاد مرگئی چھوٹی مرزا ابو طالب خان کے بیٹے مرزا ابو تراب خان سے منسوب ہوئی جو پھوپھی زاد نواب صفدر جنگ سادات حسینی تھے جنکا دادا مرزا فخر الدین محمد متولی روضۂ حضرت امام رضا علیہ السلام مشہد مقدس مین تھا اونکے دو بیٹے بڑا بیٹا مرزا محمد ابراہیم خان عرف مرزا سید چھوٹا مرزا ابو طالب خان داماد جنت آرامگاہ سگی بہن فردوس منزل سے بیاہا گیا +

مرزا ابو طالب خان کے تین بیٹے مرزا ابو تراب خان مرزا ابو القاسم مرزا ابو الحسن عرف مرزا امین مرزا ابو تراب خان کی شادی مسماۃ حاجی بیگم نواسی خلد مکان سے ہوئی + مرزا ابو القاسم خان دوسری بہن مسماۃ زہرا بیگم سے کتخدا ہوے یہ دونون سگی بہنیاں نواب محسن الدولہ کی بھتیجین مرزا ابو الحسن فردوس منزل کی چھوٹی بیٹی سے بیاہے گئے + بڑا بیٹا مرزا محسن کا مشہور مرزا بزرگ میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور چھوٹی بی بی سے

بیاہا گیا ان سے ایک بیٹا مرزا محمد شفیع خان ہوا جب نیشاپور سے ہندوستان مین آیا
نواب شجاع الدولہ نے اونھین رسالہ دار کیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی سے عقد کر دیا یعنے نواسی
نواب برہان الملک سے لیکن رخصت عروس نہوئی تھی کہ نواب نے انتقال کیا مرزا محمد شفیع خان
دلی گئے بعد مرنے نواب نجف خان کے امیر الامرا ہوے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا
سے مار ڈالا +

مشہور ہے کہ بعد نواب نجف خان مرحوم کے ان خود بینا عاقبت اندیش امرا و سردار
نے عجب ہنگامہ فساد برپا کیا کسی نے آپسمین صلح و اتفاق نکیا ان سبکی جمعیت فوج گنی
لاکھ کی تھی سب کے سب ایکسال کے عرصے مین آپسمین کٹ کر مر گئے جنکا نام و نشان نرہا
مختصر حال یہ ہے جب مرزا محمد شفیع خان امیر الامرا ہوے اونکی بدمزاجی سے جتنے
سردار اور افسر فوج تھے ناراض بیدل و خائف آبرو ہوکر راہ عافیت ڈھونڈھنے لگے
ازانجملہ بعد از خرابی محمد بیگ خان ہمدانی سے جب بظاہر صلح و آشتی ٹھہری نواح اکبرآباد مین
لشکر طرفین صفوف آراستہ ہوکر کھڑا ہوا ایک طرف سے مرزا محمد شفیع خان اجل گرفتہ دوسری
جانب سے محمد بیگ خان ہاتھی پر سوار وسط میدان مین پہونچے محمد بیگ خان موٹا تھا
مرزا صاحب دُبلے محمد بیگ خان نے دست معانقہ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا اسمعیل بیگ خان
انکا بھانجا خواصی مین تھا مرزا کے پیٹ مین کٹار مار کر تمام کر دیا انکے مونھ سے فقط اتنی بات
نکلی ای بیمساق آخر دغا کی تو نے محمد بیگ نے دونون ہاتھون سے معیت کے اپنی طرف
کھینچ لیے محمد شفیع خان زمین پر گر پڑے انکی خواصی مین مرزا محمد امین خان باپ مرزا
محمد نقی خان کے تھے جب محمد شفیع خان کی سواری کے ڈنکے کی آواز سنی جلد ہاتھی پر
سوار ہو ضد ہندوستانی مین اضطراب سے انکی پگڑی اوچھلکر گر پڑی لوگون نے کہا ننگے سر
ہو آپ سجائیے نمانا جب میدان وغا مین پہونچے چاہا کہ ہاتھی پر کھڑے ہو کر محمد بیگ کو
تلوار مارین اوسنے دفعۃً اپنے ہاتھی کو بٹھا دیا یہہ جھونک مین تلوار لگے گر پڑے محمد بیگ نے
اپنے ہاتھی سے کچلوا دیا مشکل سے لاش علی اکبر آباد مین دفن ہو زبانی میر سید علیخان سالار
مرزا بزرگ کا دوسرا بیٹا جسنے ٹبرا زین العابدین خان اور محل سے تھا نواب محمد قلیخان کی

بیٹی مسماۃ بڈھن صاحبہ سے بیاہا گیا جو نواب برہان الملک کی نواسی محمدی بیگم کے پیٹ سے تھا ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی بن بیاہی مر گئی بیٹا جسکا نام مرزا بزرگ تھا نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے منسوب ہوا وہ بھی بے اولاد مر گئی مرزا بزرگ کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا ایک بیٹی ہوئی اور وہ خود حالت جنون مین مر گئی اونکا بیٹا قائم علیخان مرزا برہان الدین حیدر مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہا گیا اونکی بہن مرزا مذکور کے بیٹے نواب مرزا سے منسوب ہو کر مر گئی اوس سے تین بیٹے رہے +

نواب محمد قلی خان مرزا محسن کا بیٹا جب ہندوستان مین آیا جسے آغا بابا کہتے تھے نواب صفدر جنگ نے صوبہ دار اکبر آباد کیا وہ پہلے محمدی بیگم نواب برہان الملک کی بیٹی سے منسوب ہوا اوس سے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ مذکورہ تھی بعد اونکے مرنے کے میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشا پور مین پہلے منسوب ہو چکا تھا اوس سے ایک بیٹا مرزا جعفر ہوا اور محمد قلی خان کا ایک بیٹا دوسری بی بی سے محمد علیخان ہوا یہ مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا مگر بیبیان بہت تھین +

محمد علیخان کی ۵ یا ۶ بیٹے چار پانچ بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان داماد جنت آرامگاہ دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان مسماۃ پوتی بیگم حضرت خلد مکان جو بادشاہ بیگم کے پیٹ سے تھین منسوب ہوی وہ جنت آرامگاہ کے زمانے مین مر گئین ایک بیٹا دو بیٹیان چھوڑ کر

نواب محسن الدولہ داماد حضرت فردوس منزل حضرت خلد مکان کی سلطنت مین کتخدا ہوے انکے کئی بیٹے طفولیت مین مر گئے اب ایک بیٹا مرزا عالی قدر ہے جسکی شادی حضور عالم کی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم و زہرا بیگم جنھین بادشاہ بیگم نے پرورش کیا تھا مرزا ابو تراب خان دوسرے مرزا ابو القاسم خان مرزا ابو طالب خان کے دونون بیٹون سے شادی ہوئی +

مرزا اکبر علیخان محمد علیخان کے بیٹے کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے ہوئی زمانہ ترقی مرزا حاجی ہین جو مقرب خاص حضرت خلد مکان کے تھے +

نواب برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے نواب صفدر جنگ سے کی

اور نواب کے جیتے جی اونکے نائب بھی تھے بعد مرنے نواب کے خلعت شاہی اونکے چھوٹے بیٹے کو ہوا قضارا وہ عارضہ چیچک سے طفولیت مین مرگیا یا کسی عارضہ دنیاسی واللہ اعلم جیسا اکثر جانتے ہین اوسوقت نواب صفدر جنگ کو اصالتاً خلعت ہوا صوبہ اودھ اور صوبہ اکبر آباد کا اوتھون نے نواب عمدۃ الملک امیر خان سے صوبہ آلہ آباد سے اکبر آباد کا معاوضہ کرلیا کہ قریب صوبہ اودھ ہے +

نواب صفدر جنگ کا اکلوتا بیٹا مرزا جلال الدین حیدر لقب شجاع الدولہ نواب صفدر جنگ کو محمد شاہ بادشاہ سے پہلے دار وغگی توپخانہ و میر آتش کیا تھا جب احمد شاہ درانی کابل لاہور تک پہونچا بادشاہ نے قمر الدین خان وزیر اعظم کو مع نواب صفدر جنگ اپنے بیٹے احمد شاہ کے ساتھ روانہ لاہور کیا اتفاقاً وزیر اعظم وہان مارا گیا نواب نے دُرّانی کو شکست دی دہلی سے خبر انتقال بادشاہ پہونچی احمد شاہ بادشاہ ہوئے نواب صفدر جنگ اپنے حسن تدبیر و یاوری اقبال سے وزیر ہوئے +

اسکی تفصیل اکثر کتب تواریخ اور محققین کو معلوم ہے انکی قوم بیات قراقون لو قوم مغل ہی ہے بعض کہتے ہین قزلباش +

مختصر یہ ہے قرا یوسف قوم ترک جس وقت لڑائی مین مرزا شاہرخ بیٹے امیر تیمور کے قبل از معرکہ بسبب درد گردہ اور کثرت قے سے مرگئے اونکا بیٹا جہان شاہ والی ریاست تبریز ہوا بعد اونکے اونکا بھتیجا بدائغ شاہ حاکم ہوا اوسکے بعد اونکا بیٹا حسین علی مرزا اسیطرح بتدریج تسلط ہوتا چلا آیا اونکا بیٹا ناصر مرزا پھر اونکا بیٹا منصور مرزا حاکم ریاست ہوا اور انھین کی عہد دولت مین شاہ عباس اول کا ایران مین تسلط ہوا اوسنے سرکشان ترک کو زیر و زبر کیا تا اینکہ منصور مرزا بھی اسیر ہوا اور حکم بادشاہ یہ ہوا کہ اب سب ترک جتنے ہین نیشاپور مین جاکر رہین وہان منصور مرزا کیواسطے جاگیر مقرر ہوئی جب یہ حاکم جاگیر ہوئے بہت بخوبی بسر کی جب مرگئے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا بتجویز ترکان رئیس ہوا اسیطرح بعد اونکے اونکا بیٹا جعفر خان بیگ حاکم ہوا بعد اونکے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا مسند ریاست پر بیٹھا انکے دو بیٹے تھے محمد شفیع خان بیگ و جعفر خان بیگ محمد شفیع خان کے سواے

پانچ جیٹون سے کوئی بیٹا نہ تھا جعفر خان بیگ کے دو بیٹے تھے مرزا محسن بخطاب عزت الدولہ دوسرے مرزا محمد مقیم مخاطب منصور علیخان صفدر جنگ +

میر شاہ میر کا بیٹا جو نواب برہان الملک کی بہن سے تھا انکا بڑا بیٹا مرزا یوسف بڑا زبردست تھا تمام ایران مین بزور و طاقت اپنا مثل نرکھتا تھا اسی باعث سے نادر شاہ نے بدغا گرفتار کر کے اندھا کر ڈالا تھا +

انکا بڑا بیٹا سید محمد خان دوسرا شاہ میر خان تیسرا مرزا محمد امین خان یہ تینون مرزا محمد شفیع خان بھائی جعفر خان بیگ کی بیٹی سے تھے اور دو بیٹے مرزا جعفر اور مرزا غیاث الدین محمد خان مرزا محمد باقر کی بیٹی سے تھے جو داروغہ فراش خانہ روضۂ حضرت امام رضا علیہ السلام کی تھی لیکن بڑا بیٹا سید محمد خان آمنہ بیگم سے بیاہا گیا جو چھوٹی بیٹی نواب برہان الملک کی تھی اُسنے ایک بیٹی شمس النسا بیگم مشہور بتوکل صاحبہ وہ مرزا جعفر نواب محمد قلیخان کے بیٹے سے بیاہی گئی جو نواب محمد خان کی پھوپھی کے پیٹ سے تھا اونسے اولاد نہ ہوئی مگر سردار مرزا مرزا سید و کے بیٹے کو وقت پیدایش بمہر عزیز واقربا اپنی فرزندی مین لیا تھا کہ میرے بعد میرا وارث ہوگا جینے تھوڑے دن ہوئے انتقال کیا +

مرزا جعفر کے چار بیٹے تین بیٹیان دوسری بی بی سے منجھلا بیٹا مرزا محمد یوسف کا شاہ میر خان اپنے چچا مرزا نصیر الدین حیدر خان کے بیٹی سے جو نواب برہان الملک کی بیٹی سے تھا بیاہا گیا اونکی بی بی بیٹا جنکر مر گئی اور آپ عالی گہر بادشاہ کے ساتھ نواب نجف خان کی لڑائی مین مارا گیا چھوٹا بھائی مرزا محمد امین خان نصیر الدین خان کی چھوٹی بیٹی سے بیاہا گیا یعنے نواب برہان الملک کی نواسی انجم النسا بیگم مشہور گھیتو بیگم سے اونسے چار بیٹے دو بیٹیان ہوئین + بڑا بیٹا مرزا محمد نصیر خان دوسرا مرزا محمد تقی خان انسے چھوٹی بہن قدسیہ بیگم اور چھوٹا بھائی مرزا علی نقی عرف مرزا جّو اور سب سے چھوٹی بہن سات برس کی ہوکر مر گئی اور ان سب سے چھوٹا بھائی مرزا محمد یوسف عرف مرزا ابّو سولہ برس کے سن مین بسبب اپنی شہسواری کے گھوڑے سے گر کر مر گیا +

مرزا محمد نصیر خان اور مرزا محمد تقی خان کو نواب آصف الدولہ نے خردسالی مین مثل

فرزندان

فرزندون کے پرورش فرمایا تھا چنانچہ مرزا محمد نصیر خان کی شادی حسن علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے جناب عالیہ یعنی نواب شجاع الدولہ کی مان نے پرورش کیا تھا اور لطف النسا بیگم مشہور مہر بنت نواب شجاع الدولہ انھین جناب عالیہ نواب آصف الدولہ کی مان نے پالا تھا وہ مرزا محمد تقی خان سے بیاہی گیئن انکی حقیقت پرورش سے اکثر معتمدین فیض آباد واقف ہین واللہ اعلم +

مرزا محمد تقی خان کی بہن قدسیہ بیگم مرزا محمد ابراہیم عرف مرزا سید و سے کتخدا ہوئین مرزا علی نقی عرف مرزا جو جمنی بیگم صاحبہ نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے بیاہے گئے +

مرزا محمد نصیر خان کا بیٹا مرزا شاہ میر خان فاطمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد تقی خان کی بیٹی سے انکا بیٹا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر مسماۃ مولا بیگم مرزا محمد نصیر خان کی بیٹی سے مرزا حیدر کے تین بیٹے نواب بہادر جسکی شادی دوسری نواب معتمد الدولہ کی چھوٹی بیبی سے ہوئی جو خرد محل سے تھی وہ بھی مرگئی ایک بیٹی ایک بیٹا خورشید مرزا چھوڑکر نواب بہادر بھی مرگئے انکی بیٹی کی شادی نواب دولہ بھلے نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی جو مقیم کانپور ہین خورشید مرزا کی شادی نواب سعید الدولہ کی بیٹی سے ہوئی وہ قضا سے مرگئی مرزا والا جاہ عالیجاہ کی شادی نواب منور الدولہ کی بیٹیون سے ہوئی جو زمانہ وزارت نواب منتظم الدولہ تھا مرزا حیدر کی بیٹی کا عقد خلد مکان کے زمانے مین نواب حسین علیخان نواب جعفر علیخان کے بیٹے سے ہوا رسم رخصت عروس تہ ہوئی وہ بھی مرگئی صاحبزادی بھی بعد چند سال کے مرگئے انھین نواب مبارک محل نے باجازت حضرت خلد مکان اپنا بیٹا کیا تھا +

مرزا شاہ میر خان کے تین بیٹے نواب مرزا نواب میر کلو کی بیٹی مسماۃ وزیر بیگم سے بیاہا گیا دو بیٹے دو بیٹیان چھوڑکر مرگئی نادر مرزا مرزا غیاث الدین محمد خان کی بیٹی سے اور صاحب مرزا مرگیا +

مرزا شاہ میر خان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین آغا علیخان نواب معتمد الدولہ کے بڑے بیٹے سے شادی ہوئی +

آغا علیخان جب اپنی مان خورد محل کے ساتھ روانہ کربلا ئی معلی ہوے کاظمین علیہم السلام مین

انتقال کیا نعش کو کربلای معلی مین لیجا کر دفن کیا رواق روضۂ مقدسہ مین انکی ازواج اور اولاد کو سرکار سے وثیقہ حسب تقسیم شرعیہ ملتا ہے +

مرزا سیدو کے چار بیٹے دو بیٹیان بڑا بیٹا سلطان مرزا معصومہ بیگم مرزا اجو کی بیٹی سے کتخدا ہوا اونکے دو بیٹے دو بیٹیان +

مرزا سیدو کی بیٹی نواب سید محمد خان سے بیاہی گئی وہ بیٹا مرزا غیاث الدین محمد خان کا پوتا مرزا یوسف خان کا جو نواب نجف خان کی بیٹی سے تھا +

بہادر مرزا کی شادی اونکے چچا مرزا ابوطالب خان کی بیٹی سے ہوئی انکا بیٹا شمس الدین محمد مرزا مرزا ابوتراب خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اور دو بیٹیان ایک کی شادی منظفر مرزا نواب مظفر الدولہ کے بیٹے سے ہوئی دوسری بیٹی اولاد نواب سعادت علیخان مین کسی سے بیاہی گئی +

تیسرا بیٹا مرزا سیدو کا سردار مرزا انکی پہلی شادی مسماۃ حضرت بیگم مرزا حیدر کی بیٹی سے ہوئی بعد اوسکے مرنے کے دوسری بیٹی مسماۃ مہدی بیگم سے ہوئی انسے ایک بیٹا مرزا محمد حسین خان ہوا جوانا مرگ مر گیا انکی مان بھی مر گئی +

ایک اور بیٹا مرزا علی حسن کسی محل سے ہوا جسکی شادی نواسی مرزا حیدر نواب آفتاب علیخان کی بیٹی سے ہوئی

مرزا سیدو کا چھوٹا بیٹا شوکت الدولہ علی مرزا کی بنارس مین نواب شمس الدولہ کی چھوٹی بیٹی سے شادی ہوئی +

سید محمد خان عرف مرزا سیدو مرزا اجو کا بیٹا حسینی بیگم صاحبہ ہمشیرہ غلام رضا خان مرزا حسن رضا خان کے سگے بھائی کی بیٹی سے کتخدا ہوا اور دو بیٹیان جنکا احوال گذرا مرزا سیدو کے دو بیٹے مرزا برہان الدین حیدر مرزا صمصام الدین حیدر مرزا برہان الدین حیدر باتہام شمول فساد مرزا جنس قدر تباہ و پریشان ہو کر رئیس رامپور کی پاس نوکر ہوے اور بعد کئی برس کی لکھنو آ کر مر گئے اونکا وثیقہ سرکار سے جاری نہوا +

بعد انتقال حسینی بیگم پھر عزت النسا بیگم سے مرزا اجو کا عقد شرعیہ ہوا مگر عزت النسا بیگم بے اولاد رہین مگر اور محل سے اولاد ہے +

مرزا محمد یوسف کے دو بیٹے دوسری بی بی سے جیسا مذکور ہوا مرزا جعفر بڑا بیٹا

بائیس ۲۲ برس کا بن بیاہا مر گیا سبب یہ ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کے لشکر مین ایکدفعہ آندھی آئی اس شدت سے کہ لشکر مین سب خیمے گر پڑے مرزا جعفر نے اپنے تینون بھائیون سے کہا تم ایک چوب خیمے کی تھامے رہو مین اکیلا دوسری چوب تھامے رہونگا پس ایسا زور و قوت کیا کہ آندھی سے چوب کو گرنے ندیا اسی زور سے اونکے دونون گردے پھٹ گئے ادھر ہوا کی موقوفی ہوئی سے چوب کو چھوڑا اودھر اونکی روح نے مفارقت کی +

انکے بھائی غیاث الدین محمد خان ایک شخص ولایتی مشہور قاسم بیگ سبز داڑھی کی بیٹی سے کتخدا ہوے اوس سے ایک بیٹا دو بیٹیان ہوئین مرزا حسام الدین حیدر خان دہلی مین نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اونسے دو بیٹے ایک بیٹی ہوئی دوسری بی بی سے دو بیٹے ہوے بعد اسکے غیاث الدین محمد خان نے نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہ کیا اونسے ایک بیٹا نواب سید محمد خان ہوا جسکا ذکر گذرا وہ بھی بے اولاد عارضہ جذام سے مر گیا قصد زیارت کربلای معلی کیا تھا انجا سکا شاعر ہندی بہت خوب تھا رند تخلص ہزار ہا روپیہ صرف کیا +

تیسری بیٹی نواب برہان الملک کی مسماۃ بندی بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب تھی جسکا خطاب سیادت خان تھا اونسے ایک بیٹا میر محمد باقر عرف مرزا بندو ہوا وہ سنگی بیگم صاحبہ بڑی بیٹی نواب شجاع الدولہ سے بیاہا گیا اونسے اولاد نہوئی مگر قدرت خدا سے سن پیری اسی برس مین ایک بی بی سے جعفر علیخان پیدا ہوا دلیر الدولہ مرزا حیدر کی بیٹی سے کتخدا ہوا ایک بیٹی بھی ہوئی وہ طفولیت مین مر گئی +

حضرت خلد مکان کے زمانہ مین مرزا بندو نے فیض آباد مین انتقال کیا اسو ماہواری کی تنخواہ تھی سرکار شاہی سے پوری تنخواہ جاری نہوئی اس جہت سے کہ جعفر علیخان صغر سن تھا حسب سرشتہ دو سو روپے ماہواری جاری ہوئی باقی تنخواہ خزانہ ظفر الدولہ مین بامانت رہی جب زمانہ عدل و انصاف حق رسان کا جرنیل سلیمن صاحب بہادر کی رزیڈنٹی مین مشتہر ہوا جعفر علیخان نے بفہمایش صاحبان خود غرض زمانہ وہی تنخواہ سابق امانت سرکار کا کیا صاحب بہادر نے از راہ انصاف پرچہ پیام امداد تنخواہ سائل کا سرکار شاہی مین بھیجا یہان

اہلکارون نے بلطایف الحیل چاہا ندین عذرات بارد پیش کیے صاحب عادل نے بہت جد و جہد سے پوری تنخواہ ابتدا سے دلوادی شاید ستر ہزار روپیہ ہوا تھا اسمین ایک انگریز صاحب بھی شامل وکالت ہوگئے تھے چالیس ہزار لیکر وہ توراہی لندن ہوے دو صاحب اور صاحبان لکھنؤ سے تھے اونھین چراغی ملی باقی جتنا رہا ہو جعفر علی خان کو ملا انکا سامان نوابی درست ہوگیا ۳۰۰ سو ماہواری ملنے لگی دروازہ عیش و عشرت کھلا اور مرغ بازی کئی برس تک خوب رہی +

جب فساد لکھنؤ ہوا اور زمانہ بغیر فتح شاہ جی ہوا جعفر علیخان بھی لٹے اور مجبوری پیالہ شاہ جی کا نوش جان کیا جب عملداری سرکار ہوئی معتوب ہوے بعد کئی برس کے دادو دہش وکلای عدالت سے پھر تنخواہ بدستور جاری ہوئی وگرنہ بسر اوقات فقط بی بی کی تنخواہ پر تھی انکے بیٹے نواب مہدی علیخان کی شادی نواب یحیی علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے نواب ممتاز محل حضرت خلد مکان نے مثل اپنی بیٹی کی پرورش کیا تھا جب بدستور تنخواہ جاری ہوئی چندے نہی صورت سابقہ ہونی شروع تھی کہ دفعتہً مادہ صرع سے شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۳ء انتقال کیا +

نواب سعادت خان کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا مرزا گھسیٹا اوسکی شادی سیتی بیگم نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوئی انکی دو بیٹیان ایک بیٹا منجھلے آغا کربلائی معلی جاکر زائر بھی ہوا +

نواب سعادت خان کا بڑا بیٹا نواب برہان الملک کا بڑا بھائی نواب شیر جنگ اوسکی شادی نواب ذوالفقار خان کی بیٹی سے ہوئی وہ بیٹا نواب اسد خان وزیر عالمگیر بادشاہ کا تھا مگر اوس سے اولاد نہوئی اور بی بی سے ہوئی وہ بھی مر گئی +

نواب شیر جنگ کا پوتا مرزا آغا حسن علیخان کی بڑی بیٹی سے بیاہا گیا اوس سے ایک بیٹی ہوئی وہ نواب علیخان کے بیٹے سے منسوب تھی وہ ایک بیٹی چھوڑ کر مر گئی جسکی شادی صاحب مرزا مرزا شاہ میر خان کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی +

ایک بیٹی نواب سعادت خان کی نواب موسی خان سے منسوب ہوئی جو نیشاپور کے اقربا سے تھا اونکا بیٹا عباس قلیخان اسی برس کے سن مین بے اولاد مر گیا + والسلام

ذکر اجمالی نواب نجف خان مرحوم

ذوالفقار الدولہ بخشی الملوک نواب نجف خان کا نسب مادری صفویہ تک ہی انکی بہن مسماۃ بیگم صاحبہ مرزا محسن نواب صفدر جنگ کی بھائی سے منسوب تھی جب مرزا محسن مرگئی نواب نجف خان نو برس کی تھی نواب محمد قلیخان نی انھین مثل اپنی بیٹی کی پرورش کیا تھا بہت چاہتی تھی جب جوان ہوی رسالدار کیا بعد مرنی نواب محمد قلیخان کی بادشاہ عالی گہر نی انھین بتدریج مراتب امیر الامرا کیا از بسکہ جرأت ذاتی رکھتی تھی اپنی یاوری اقبال اور بزور شمشیر تقریباً چار کرور کا ملک نواح شاہجہان آباد مع قلعجات وغیرہ اپنی حکومت مین لائی مگر بدت حکومت و ریاست مین بسبب بے انتظامی و خودسری کی کبھی چین نہ پایا ورنہ انتظام جیسا چاہی تھا کہ اسکی ہمیشہ گذران مثل عرب صحرائی بادیہ نشین کی رہی اور انتظام خودسر فوج کا بھی ظاہر تھا اسی جہت سی بنیاد ریاست کو قیام نہو سکا اونکی بعد وفات ایک چھنگی ہوای خلاف سی نشان بھی باقی نرہا مثل حباب آب ریاست ہی اہل لشکر ہر روز خون ناحق و ظلم بیجا پر کمر باندھی رہتی تھی کبھی انجام کار کو نسمجھی اپنی زعم ناقص مین ہر سوار و پیادہ اپنی تئین نواب جانتا رہا اکثر ثقات جو شریک یا ملازم لشکر مین تھی حکایات ظلم و تعدی بیان کرتی ہین یہی سبب تو بلا زبن تھا کہ ہر روز سو پچاس کہی تکرار بیجا سے مارے گئے او سیقدر اور نوکر ہوی اس تفصیل شرح فضول کو ایک کتاب چاہیے +

غرض نواب نجف خان کی دو بیٹیان بڑی مرزا غیاث الدین محمد خان سی چھوٹی مرزا محمود خان احمد خان کی بیٹی سی منسوب تھی جو بھائی کفایت خان دیوان طیمور شاہ کابل تھا لیکن سید موسوی ہی انکی بی بی ایک بیٹی بیٹا چھوڑ کر مرگئی بیٹا نواب محمد علیخان عرف نواب مرزا بخشی بہادر شاہ بیٹی عالیہ سلطان بیگم مظفر الدولہ مرزا حسام الدین خان کی بیٹی سی منسوب تھی جو نواب نجف قلیخان کی بیٹی سی تھا +

قطعۂ تاریخ وفات نواب نجف خان

ای چرخ کج نہاد و کمان پشت پُر بہانہ
نسل سیادت صفوی از دو شرف
بخشی الملوک میر نجف خان شیر دل
سلطان لافتاش ستودہ ہی خلف

کز سہم حادثات بسازد خطابہا
شایستہ میوۂ شجر باغ ہشت چار
کشور کشای ہند بتائید لاتخف
زد کالک وحی تو ام عالی سخاک او

زد بر نشانہ اشرف سادات آکہ بود
پاکیزہ جوہر و گہر در نہ صدف
آن اشجعی کہ دست چو بردی بذوالفقار
تاریخ سال ارقم این تربت نجف

تمت　　سنہ ۱۱۸۶ھ　　۱۷۷۳ع

پہلا باب

ذکر احوال میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر تا زمان سلطنت حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ اودھ

جاننا چاہیے کہ ابتدای خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان مملکت صوبہ اودھ ذات خاص میر محمد امین موسوی نیشاپوری سی ہے یہ رئیس ملک خراسان نیشاپور کے رہین خاندان عالیہ سی بہادر شاہ بادشاہ شاہجہان کی سلطنت مین میر محمد نصیر باپ میر محمد امین کے اپنے بڑے بیٹے میر محمد باقر کو لیکر ازراہ جہازہ بنگالے مین آکر عظیم آباد مین رہے شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکا خبرگیران ہوتا تھا وہین مر گئے +

میر محمد امین اون دنون ولایت مین تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ء مشتاق باپ اور بھائی کی ہوکر ہندوستان مین آئے جب عظیم آباد پہونچے اپنے باپ کے مرنے کا بڑا صدمہ اوٹھا کر وہان سے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ شاہجہان آباد آئے بعد تھوڑے دن کے نواب مبارز الدولہ سربلند خان کی جو صوبہ دار گجرات تھے نوکر ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکر بموافقت و واسطہ رای رتن چند دیوان قطب الملک وزیر اعظم نواب عبداللہ خان سنہ ۱۱۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۳ء مین مسند ہنڈول بیانہ ۸ لاکھ روپیہ تحصیل کی لیکر انتظام اوس علاقہ مین مشغول ہوے اونھین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے عقد کیا اسکے پیشتر سید طالب محمد خان آصف جاہ کی بیٹی انکے عقد مین تھی اور اسکے بھی پیشتر ایک بیٹی خاندان عالیہ سے انکے عقد مین تھی وہ بے اولاد مر گئی اور اس حکومت مذکور مین نواب بیگم صاحبہ یعنی مان نواب شجاع الدولہ کی ۵ یا ۶ برس کی اپنے باپ کے ساتھ تھین انکی ولادت خانم صاحبہ سے ہوئی جنکا مقبرہ وباغ اسی آباد مین مشہور باغ نکٹا این ہے +

مختصر حال ترقی جاہ نواب یہ ہے کہ جب محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوے سادات بارہہ کا سلطنت مین تسلط تام تھا اور اختیار کلی جسے چاہتے تھے بادشاہ کرتے تھے پھر اسے قتل کرکے سلاطین مین سے دوسرے کو تخت نشین کرتے تھے جسطرح قتل فرخ سیر بادشاہ وغیرہ مشہور ہے چنانچہ جب محمد شاہ کو تخت نشین کرنے لگے انکی مان [illegible] انکی [illegible] ظالم و تعدی سے

سب ارکان دولت بھی خائف و ترسان رہتے تھے اس جہت سے بادشاہ نے اپنی حکمت عملی سے قطب الدولہ وزیر اعظم کو انتظام ملک دکن کیواسطے سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۹ع مین روانہ کیا اوسوقت دہلی مین یہ مثل مشہور ہوئی اب جگ ٹوٹا توپوخواہ ماری جائیگی۔

خلاصہ جب محمد امین خان کو کینہ کہ نواب حسین علیخان سگے بھائی قطب الملک سے عداوت قلبی ہوگئی اونھون نے ایکدن میر حیدر خان کاشغری کو جو اونکا رفیق خاص تھا انکے قتل کو بھیجا اوسوقت نواب حسین علیخان جھالردار پالکی مین سوار دربار بادشاہ کو جاتے تھے انھون نے عرضی دی نواب اوسے پڑھنے لگے پس دفعتہً چھرا اونکے پیٹ مین مارکر تمام کردیا لیکن اوسیوقت نواب کے بیٹے نے بھی اونکا کام تمام کردیا مشہور ہے کہ حسین علیخان رات کو خواب دیکھ چکے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بلغ وعدک غلب عدوک اوسکی تعبیر صبح کو ظاہر ہوئی۔

جب خبر قتل قطب الملک کو پہونچی اپنی فوج لیکر دلی پھر آئے اور جتنے انکے متوسلین ناموری تھے اونکو خط طلب اعانت لکھا کہ میرے شریک حال ہو چنانچہ نواب برہان الملک کو بھی خط اس مضمون کا بھیجا کسواسطے کہ انکی ترقی جاہ کا باعث اونکا دیوان ہوا تھا لیکن نواب نے بغور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی نیکنامی دنیا کو مقدم سمجھا اور فرمان شاہی بھی طلب کا پہونچا تھا بموجب حکم شاہی ۴ ہزار سوار و پیادہ جرار لیکر اپنے علاقے سے روانہ ہوکر داخل شاہجہان آباد ہوے نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے انکی بہت تعریف کی بادشاہ خدا سے ایسا شخص جرار چاہتے تھے کہ وہ عبد اللہ خان کا استیصال کرے غرض انھین کے وسیلے سے حاضر حضور شاہی ہونے لگے آخر خطاب نواب سعادت خان برہان الملک پایا جب مقابلہ عبد اللہ خان ہوا بعد قتال و جدال اونھین گرفتار کر لائے پس نواب کی ایسی جانفشانی اور کارنمایان سے بادشاہ بہت خوش ہوے سنہ ۱۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۰ع کو نظامت صوبہ اکبر آباد عنایت فرمائی یہ روانہ ہوے۔

ایسے حالات کی تفصیل اکثر کتب تواریخ ہند مین ہے کچھ احوال مرزا محمد حسن قتیل نے بھی لکھا ہے اور اس عاصی کو فقط احوال سلطنت خاص منظور رہے جو مختصر سرکار مین

گذرا ہے اسواسطے تقویم پارینہ سمجھکر چھوڑ دیا مگر بضرورت ہر مقام لکھا ہے اب پہلے احوال شیوخ لکھنؤ سنا چاہیے

ذکر عروج و ترقی شیوخ لکھنؤ اور انکی بنا ہی تسلط صوبہ اودھ

ایک شخص شیخ عبد الرحیم ساکن قصبہ بجنور متصل شہر مرادآباد مفلس و محتاج اپنے گھر سے بتلاش معاش نکلا اور اپنی یاوری قسمت سے رفتہ رفتہ ملازم محمد اکبر بادشاہ شاہجہان آباد کا ہوا ایک مدت تک جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصب اونکا مین کھڑا ہونے لگا بادشاہ کو احکام نجوم پر اعتماد تھا ایکدن سب نجومیون نے باتفاق بادشاہ سے عرض کیا کہ دو دن دس ساعت تک آپکو جلوس تخت سلطنت اچھا نہین ہے اسواسطے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مدت مجوزہ تک سلطنت ہندوستان کسی اور کے نام ہوجاے تو بہتر ہے بادشاہ نے اس تجویز سے مشوش ہوکر شیخ عبد الرحیم خان کیطرف دیکھا اونھون نے اسے حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر قبول کیا جب وقت مجوزہ مین فقط دو ساعت رہی بادشاہ نے پیشاک طلب فرمائی خواجہ سرا نے حاضر کی اتفاقاً تاج شاہی مین ایک سانپ تھا اوسنے خواجہ سرا کی اونگلی مین کاٹا دفعۃً زمین پر گر کر تصدق ہوا نجومیون نے عرض کی یہی آفت سماوی تھی جو اسپر گذری اب حضرت جلوس فرمائین۔

شیخ عبد الرحیم خان حسب الحکم تخت شاہی سے اوترے بادشاہ نے جلوس فرمایا اور کمال مرحمت خسروانی سے سلطنت تین دنکی انھین بعنایت فرمائی اور پرگنہ کوبج اور لکھنؤ جاگیر دی یہ علاقہ نظامت بہرائچ مین ہے شیخ بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنؤ ہوئے اور اطمینان بندوبست کیا پانچ محل اپنی پانچ جورؤن کے واسطے بنوائے جسے آج تک پنج محلہ کہتے ہین وہ اندر داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہوگیا ہے اور قلعہ مچھی بھون اپنے رہنے کو کنار دریاے گومتی بنوایا اونکا مقبرہ قریب عیش باغ ہے جسے نذان محل کہتے ہین مشہور ہے کہ اس قلعہ مین ایک مکان کے ۲۶ دروازے تھے ہر دروازے پر گچکارون نے دو مچھلیان گچ سے بنا دی تھین اس جہت سے اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بھون ہوگیا اسیطرح پیشتر لچھمن ٹیلہ مشہور تھا جب شاہ پیر محمد اسپر مقیم ہوے اونکے نام سے مشہور ہوا

غرض شیخ مذکور مدت تک بحکومت رہے جب مر گئے اونکی اولاد بترتیب وارث جاگیر رہی
یہ قصہ اکبری داخل اکبرنامہ نہین ہے +

نواب ابو المکارم خان کا احوال یہ ہی

شیخ ابو المکارم بھی اسی قصبہ مذکور کی رہنے والے تھے یک چشم تھے مگر بڑے بہادر اور
شجاع پریشان حال عالمگیر بادشاہ کی سلطنت مین فدائی خان صوبہ دار ملک اودھ تھا
اوسکے گھوڑونکا اصطبل اوس پار دریا کے تھا ایکدن سائیس گھوڑون کو نہلانے دریا
لیے جاتے تھے شیخ صاحب اپنے دروازے پر سر راہ بیٹھے ہوے تھے گھوڑون کے
سم سے کیچڑ اوڑکر اونپر گری بہت خفا ہوے سائیسون نے بھی جواب سخت دیا شیخ نے
چھری لیکر ایک سائیس کو ماری کئی زخمی ہوگئے مگر صوبہ دار کے ڈر سے آوارہ وطن ہوکر شاہجہان آباد
پہونچے بہادر شاہ بادشاہ کے نوکر ہوے ایک مدت تک کار نمایان کرتے رہے آخر کو
صوبہ دار اودھ ہوکر آئے اور سیکڑون گانوون زمیندارون سے بجبر و ظلم لیکر بیعنامے اپنے نام
کرلیے اور ظلم سے زمیندار سرکشون کے سر لوہے کی موگری سے کچلوا کر انتظام صوبہ کیا
آخر مر گئے اونکا مقبرہ مکارم نگر مین صحن مسجد مین ہے اونکی اولاد شیخ احمد بخش داروغہ
دیوانخانہ نواب امین الدولہ اور شیخ حیدر بخش انکے سگے بھائی جو کلکتے مین بغربت تھے شیخ
حفیظ الدین اس قوم مین بہت صاحب اعتبار تھے بلکہ اولاد محمود قلندر سے لوگ کہتے ہین
یہ فقیر بنگالی باغ لکھنؤ مین رہتا تھا اور حاکم بھی اوسی محلے کا تھا بعض علوی بعض بنی امیہ
بھی کہتے ہین واللہ اعلم رئیس اس قوم کے راجہ میان اور شیخ شبراتی باپ شیخ احمد بخش
کے اور شیخ فقیر اور عسکری احمد بھی تھے +

نواب برہان الملک بہادر کا صوبہ دار ہوکر داخلہ صوبہ اودھ

خلاصہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین جسوقت بے انتظامی اور خرابی اور سرکشی زمینداران
و رئیسان صوبہ اودھ کی متواتر بادشاہ تک پہونچی ارکان دولت شاہی جو نواب سے
مخالفت مذہب اور انکی ترقی جاہ یوماً فیوماً اور خدمت گذاریون سے حسد و رشک رکھتے تھے

وقت خاص پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس صوبہ کے بندوبست و انتظام کیواسطے کوئی
شخص ایسا معلوم نہین ہوتا کہ ایسے سرکشون اور متمردون کو جا کر سزای قرار واقعی دے
بادشاہ نے بھی انہین سب طرح لائق سمجھکر حسب دستور نواب کو خلعت صوبہ داری و فرمان عنایت
فرمایا منافقین جنکے دلون مین تخم نفاق تھا بہت خوش ہوئے مگر یہ سجانتے تھے کہ انکی
سرسبزی اور یاوری اقبال ہوگی بظاہر سبھون نے مبارکباد دی لیکن اوس زمانہ مین جو بوجہ
بے انتظامی سلطنت تھی فقط حکم شاہی کافی ہوا کچھ فوج سے اعانت نہوئی۔

نواب والاشان بھی مخالفین کی کارپردازی سمجھ گئے مگر محض اپنی جرات مردانگی اور تہور سے
نظر بخدا کمر ہمت باندھی پہلے از روی مآل اندیشی قوم مغلیہ کو جمع کیا جو ہزارون بیکار یا گشت
بازار مین مشغول گشت رہتے تھے یہ خوشخبری سنکر ہجوم کیا نواب نے کہا سنو میرے بھائیو ہمشہری اگر اس
وقت کے سوکھے ٹکڑون پر قناعت کروگے خدا چاہے تو ایکدن اس عرقریزی و حق
خدمت سے ثمرہ اوٹھا کر پلاؤ بھی کھاؤگے سبھون نے بجان و دل قبول کر کے کمر ہمت مردانگی
باندھی کہتے ہین کہ نواب کے ان سوکھے ٹکڑون پر کئی ہزار مغل مفلس پریشان حال جمع ہوگیا
لمبی کالی ٹوپیان سر پر رکھ ولایتی تلوار کمر مین باندھ آغا صاحب بن گئے بعد اسکے نواب جب
اپنی قوم کی بھرتی سے فارغ ہوئے اپنے توپخانے سے کچھ توپین چنکر ساتھ لین اور جو کچھ
گھر مین قسم زیور وغیرہ تھا اوسے بیچکر بیل توپون کے مول لیے اور جمعیت کثیر سے اکبرآباد
آئے وہان کے صوبہ دار نے چاہا تدبیر ضیافت کرے نواب نے صلاح وقت سمجھکر زرنقد
لیکر اپنی فوج مفلوک پر تقسیم کیا فی الجملہ سب کا سامان سفر درست ہوگیا وہان سے کوچ کر بریلی
آئے یہان بھی وہی صورت دعوت پیش آئی بعد اسکے داخل فرخ آباد ہوئے وہان کے
نواب نے بڑی عزت وخاطر کی باقی سامان بھی درست ہوگیا بہت سے گھوڑے یابو ٹٹو
مول لیکر مغلیہ کو تقسیم کیے وہان کے نواب نے یہ صلاح نیک دی کہ حال سرکشی اور تمردی شیخ
لکھنؤ کا ظاہر ہے ایسا نہو کہ مثل اورون کے آپکا بھی وہی حال ہوجاے اس قوم کی رفتار
و کردار و اعمال سے ہم خوب واقف ہین کسواسطے کہ ہمارے ملک سے حدود صوبہ اودھ
قریب ہے یہی مناسب ہے کہ آپ دریای گنگ سے اوتر کر یکایک داخل لکھنؤ نہوجیے گا

اوسکے قرابت قریبہ مین توقف کیجیے گا بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا
وہ تدبیر یہ ہے کہ درمیان شیوخ شہر اور قصبات بیرونجات صورت موافقت نہین بلکہ عداوت
ہے اور کم زور اپنے بالادست کے ہاتھہ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین غالب ہے کہ وہ لوگ
آپکی حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات و عافیت سمجھکر رہبر منزل مقصود ہون اور صلاح نیک بتاوین
مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے غرض جب اقبال یاور ہوتا ہے بگڑی بنجاتی ہی
نواب کنارہ دریای گنگ پہونچے موسم برسات تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اوترے
مشہور ہی ایک شگون نیک اس سلطنت مین یہ کہ جب کشتی سواری نواب بیچ دریا مین پہونچی
ایک مچھلی دریا سے جست کرکے دامن نواب مین آپڑی نواب نے اوسے شگون نیک جانکر
مثل حرز رکھہ چھوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین رہی
مفتاح الدولہ بہادر نے اس ماہی کو بھی اوسے دیکھا یا تھا اوسے تبرکاً تیمناً سمجھکر خزانہ
مین رکھا تھا اسیطرح ایک نقل خواب نواب کی بھی مشہور ہے جسکا ثمرہ وزارت سے
پھر بادشاہت کی تعبیر تھی +

خلاصہ نواب نے پہلے خیمہ نواح قصبۂ کاکوری مین برپا کیا وہان کے شیوخ وغیرہ خلاف
شیوخ لکھنؤ تھے نواب کا آنا اپنا مزید اقبال سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اور سب طرح کی
نشیب و فراز سے آگاہ کردیا کہ آپ مع فوج داخل شہر ہون وہان کے پستی و بلندی ٹیلون
اور بیہڑ سے بسلامت گذرنا مشکل پڑیگا کسواسطے کہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین
خوانخواہ بر سر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے سے اونھین آگاہ فرمایئے اور مقام فرودگاہ
لشکر یہ پوچھیے موافق دستور قدیم وہ اوس پار گومتی کے کہلا بھیجینگے اوسوقت لشکر کو حکم
دیکر وہین اپنا خیمہ نصب کروائیگا اور تھوڑیسی فوج بھی روانہ ہوتا کہ اونھین داخلۂ شہر سے
غفلت ہوجائے چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر گاؤگھاٹ سے ہوا نواب رات کو
مع فوج چڑھ آگئی تو ہین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے پہلے اوس تلوار کو جو
اوسکی سقف مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کیواسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے
نیچے سے چلا آئے نواب ہاتھی پر سوار تھے اوسکو کاٹ کر زمین پر گرا دیا بعد اسکے خیمہ خاص

روبروی پھاٹک مچھی بھون جہان آج تک نقارخانہ قائم ہے نصب کیا اوسوقت اکابر شیوخ دست بستہ حاضر ہوے اور بجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام یگانہ نہین بلکہ بیگانہ ہی بعد گفتگوی معاملات وانفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کردو اونھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جب تک وہ غسل سے فراغت ہو نواب نے قبول کیا بعد ہفتہ عشرے کے جسقدر مال و اسباب تھا لیکر اوٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوئے اور جسقدر اسباب نہ لیجا سکے تھے وہ نصیب غازیان ہوا اور ابھی نواب خیمے سے نہ اوٹھے تھے کہ شیخ صدرالدین محمد خان مجدالدین احمد خان عرف شیخ بچن بزرگ نواب معزالدین خان وغیرہ قریب سات سو کے سب قرابتدار قریبیہ اور اصحاب خاص شہر اور شیوخ پیر و نجابت بھی حاضر تھے بعد قیل وقال اہل شہر نے حلکر عرض کیا کہ نوابصاحب اگر ہماری قوم آپ کی رہبری نکرتی تو آپکو اسطرح آنا یہانتک مشکل ہوتا نواب نے بھی بدرشتی جواب دیا اسپر طرفین سے نوبت کشت و خون ہوئی مگر فوج مغلیہ اونپر غالب ہوئی آخر بیچ بچاؤ ہو گیا بعض ناقل ہین کہ کشت و خون ہوا واللہ اعلم اسی جہت سے نواب نے اسی مقام کو بنیاد فتح و فیروزی سمجھکر نقارخانے کا حکم فرمایا تھا ۶ یا ۷ ہزار اسکی تعمیر مین صرف ہوے جب یہ عرضداشت بادشاہ کو پہونچی دستخط ہوے این حق نمازیان بود نہ حق عزدوران مشہور رہے +

بہرحال اوسدن سے قلعہ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبہ پر تسلط ہو گیا اور زمیندار راجہ کم زور یہ حال سنکر بے حساب ہو گئے دست بستہ حاضر ہو کر رجوع بمعاملات کی پھر کسی نے ایسا سر نہ اوٹھایا +

نواب صفدر جنگ بہادر کے عہد دولت مین پانسو روپی کرایہ بابت زمین پنج محلہ شیخون کو ملتا تھا نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت مین فقط دو سو رہ گئے تھے اس جہت سے کہ نواب معزالدین خان کو نخوت و غرور بہت ہو گیا تھا جب سے ناموس نواب کو فرخ آباد کے پٹھانون کے شر سے بچایا تھا اور نواب بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے اس سبب سے کبھی نواب کے دربار نہ جاتے تھے شاید وہ کرایہ نامہ مہر کی نواب ورثہ

شیخ فقیر اکی پاس ہو نواب آصف الدولہ نے بعض محلات شیخین دروازہ وغیرہ جو قریب حسن باغ تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو او دیگا نوان اور کسندہلی اولاد نواب عبد الرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ کو بند توں کے حکم فرمایا کہ شہر کی چپرکیا ذمہ کرین کیونکہ زمیندار ائمین حق زمینداری لیتے ہین شیخون نے قبول نکیا اوس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا شیخ برای نام زمیندار ہے +

الغرض نواب کے حسن انتظام سے آمدنی صوبہ اودھ جو ہمہ وجوہ ستر لاکھ سال کی تھی پہلے سال انکے انتظام سے ایک کرور سات لاکھ تحصیل ہوے آخر کو بعد کئی برس کے مع جاگیرات اجارہ جو امرا و سلطنت کی تھین اور بسبب سرکشی زمینداروں کے ہر سال نقصان ہوتا تھا نواب کی سپردگی مین تھین اس جہت سے قریب دو کرور کے تحصیل ہوے جتنے نادہندہ سرکش تھے حساب سے ہو گئے بعد مرور ایام جب جاگیرات کا زیر و زبر ہوا وہ اجارہ داخل تحصیل صوبہ ہوا زبردست ہر وقت مین غالب رہتا ہی جسطرح اس زمانے مین اکثر تعلقدارونکا علاقہ بڑھ گیا ہی نالش بنبری کا مقدور رکھتے ہی جو نا صبیون سے ازروی عدالت اپنی حقیت لے سکے بہر حال نواب کے عدل و انصاف اور انتظام سے سب طرح سے امن و امان ہو گئی اور جس کارہ مہم سرکار مین نواب کارگزار و جانفشان ہوے سرانجام کو پہونچا چنانچہ مقدمہ لڑائی باجی راو بیٹے بالاجی پیشوا اور سیندہیا نائب پیشوای دکن کا جو مقابلہ کئی لاکھ فوج کے اسے ہوا نواب نے تھوڑا ہزار فوج جرار سے سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین ۱۷۳۵ء اونکو پسپا کر دیا یہ امر بھی نوادر روزگار سے ہوا اسکا ذکر اکثر تواریخ ہند مین ہے +

لیکن معرکہ مقدمہ نادر شاہ جو سنہ ۱۱۵۱ ہجری ۱۷۳۸ء مین ہوا اول بسبب غفلت و نافہمی بادشاہ کہ ہمیشہ سے عادی عیش و عشرت کے ہو رہے تھے اور گفتار و رفتار اپنے بزرگون کی بھی بھول گئے تھے جسطرح اونکی غفلت کی حکایات مشہور ہین دوسرے اختلاف رای ارکین سلطنت اور حسد و رشک نفسانی اور بے انتظامی فوج پھر کیونکر صورت انجام اور صلاح حال کی ہوتی وگرنہ عجب ہے کہ بادشاہ ۵ لاکھ کثرت فوج اور دہ ہزار توپ سے یون شکست فاش کھائے اگرچہ فی الحقیقت جیسا چاہیے لڑائی نہین ہوئی فقط سماوی یا موافق تقدیر

نواب برہان الملک رہتے کسواسطے کہ اپنی ہمقوم کی لڑائی سے البتہ خوب واقف تھے نادرشاہ کو اسطرح پھر جانا مشکل ہوتا کہ بالا مال ہوکر ولایت گئے فی الحقیقت لڑنے سے لڑوانا مشکل ہے اور یہ علم پر موقوف ہی فقط جرات ذاتی کام نہین آتی جیسا اس فساد لکھنؤ مین گذرا تلنگے خود کہتے تھے کہ ہمارے لڑوانے والے نہین جنکی تعلیم سے ہمنے سارے ہندوستان کو سر کیا چنانچہ نواب نے مکرر عرض کیا تھا کہ دلاوران خود سر سبقت نکرینگے تو بہتر ہے اور اگر تلوار گھسیٹکر اونپر جا پڑینگے پھر کچھ نہو سکے گا چنانچہ وقت لڑائی کے یہی صورت ہوئی بلکہ اوس تصور سے زیادہ پیش آئی ۔

اب مختصر شمول احوال نواب لکھا جاتا ہی کہ ٹھیک دوپہر کو نواب آصف جاہ نظام الملک دکن مع فوج داخل لشکر ہوا چاہتے تھے کہ لشکر نادری کے سواران قراولی سے مقابلہ ہوگیا نواب برہان الملک ازبسکہ بہت خصوصیت آصف جاہ سے رکھتے تھے اونکے شریک حال ہوے قریب تھا کہ سواران قراولی پس پا ہوجائین امیر الامرا میر بخشی نواب خان دوران بہادر خبر لڑائی کی سنکر بہت متاسف ہوے کہ میرے سامنے نامی برہان الملک کا ہوجاے تھوڑے سے سوار اور کمبل پوش خاص لیکر جا پڑے ہرچند نواب نے داد بیداد کی کہ خبردار ان سوارون سے الگ ہوجاو مین زیر چھترہ توپ انھین دیتا ہون کون سنتا تھا وہ مثل شیر و شکر مل گئے وہان فقط ایک باڑھ جزائر شتر کی چلی سب کے سب بھنکر خاک پر گرپڑے اور دو چار طناب خیمۂ شاہی تک پہونچکر کام آئے انکا بڑا نام ہوا ۔

دوسرے برگشتگی اقبال یہ ہوئی کہ نواب اور نواب شیر جنگ اوسوقت ہاتھیون پر تھے اتفاقاً دونون ہاتھی مست ہوکر اپنی شرارت حیوانی سے میدان پاکر لڑتے لڑتے اسیر حلقۂ سواران نادری ہوگئے اوسوقت ایک سوار رو برو نواب کے آکر کہنے لگا کہ اے میرے چچا مین تجھے کیا ہوا ہی کس سے لڑتا ہے مگر حمیت ولایت جاتی رہی یہ کہکر اوس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈور حوضے پر پھینک اوسے پکڑکر خواصی مین جا بیٹھا اور اپنی لشکر مین لے آیا بس خاتمۂ جنگ ہوگیا پھر اسنے زیادہ کون ایسا بہادر تھا جو مقابلہ کرتا سبکے جی ٹھنڈے ہوگئے خلاصہ بعد نماز مغرب یہ دونون امیر اسیر حاضر حضور شاہ ہوے حکم ہوا

کہ یہ مغززین ولایت ہین انھین احترام سے رکھو +
نواب نے شاہ سے گستاخانہ عرض کیا کہ تین برس کے عرصے مین شاہ عالم پناہ رونق افروز ہندوستان ہوے بائیس صوبہ دار صاحب فوج و سوار و پیادہ و توپخانہ ہین سوای فوج شاہی کے حضور کو اسے بسلامت پھر کر جانا مشکل پڑیگا خیر یہان تک جسطرح سے ہوا حضور خوب جانتے ہین اگر یہین سے تصفیہ برادرانہ ہوجاے تو کیا قباحت ہے کسواسطے کہ جنگ دو سردارہ غلام کی عقل ناقص مین مراجعت بہتر ہے شاہ نے بھی بغور تامل اس صوابدید کو پسند کیا اور فی الحقیقت شاہ کو ہندوستان کا لینا بھی منظور نہ تھا و گرنہ شاید دوسری صورت ہوتی خلاصہ مشہور ہے کہ مجموع دو کرور پر تصفیہ ہوچکا تھا صبح کو آصف جاہ نظام الملک شرف ملازمت نادری کو آئے نواب نے اپنا دوست خالص جانکر پوست کندہ سب احوال بیان کیا کہ تم بادشاہ سے جاکر یہ عرض حال کرو اونھون نے از راہ طمع نفسانی اپنا رسوخ و جانفشانی ہی ظاہر کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ غلام نے بڑی جد و جہد سے شاہ کو اسقدر روپے پر راضی کیا ہے کہ وہ یہین سے پھر جاینگے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ انھون نے محض از راہ خیر خواہی یہ صورت ٹھہرائی ہے بے تامل اس جلدوی خدمت مین اوسیوقت منصب امیر الامرائی پر سرفراز کیا حالانکہ نواب برہان الملک خود متمنی اس منصب جلیلہ کے تھے کسواسطے کہ حسب دستور وزیر اعظم مستحق اس منصب کا ہوتا ہے پس یہی امر انکی مایوسی اور ناگواری بلکہ بدنامی عوام کا باعث ہوا +

الغرض جب صورت تصفیہ خاص برخلاف ہوئی چار و ناچار محمد شاہ سوار رتھ ہاتھ مین بیڑا کے فقرا ایکہ سوار ہوے مگر شاہ جم جاہ نے اپنے بیٹے کو حکم استقبال دیا اور خود دولت و فرش استقبال شاہانہ کرکے مسند نشین ہوے محمد شاہ کا کلمات یاس کہنا اور شاہ کا جواب معقول دینا مشہور ہے اور یہ معرکہ مقام کرنال ۶۰ کوس دلی سے ہوا +

خلاصہ بعد داخلۂ شاہ دلی مین جو خون ناحق ہوا وہ بھی ظاہر ہے ۳ ساعت تک قتل عام کئی محلون مین ہوا بہر صورت بربادی رعایا اور توہین سلطنت بپہونچی تھی ہوئی بقول مرزا رفیع السوداے دسوین کا تو احوال ہے آفاق مین مشہور + مشہور ہے کہ بائیس کرور نقد

نوے لاکھہ کا جواہر سوای تخت طاؤس اور کوہ طور و دریاے نور تختی الماس حصہ بردار نہ ہوا
چنانچہ کوہ طور بعد معرکہ لاہور ضبط ہو کر داخل خزانہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہوا اور دریای نور
تختی الماس خزانہ عامرہ فتح علی شاہ قاچار مین رہی معلوم نہین یہ دونون صورتین کسطرح سے
ہوئین سوای اسکے جو زر نقد یا جواہرات عمدہ اور اسباب تحائف بواسطہ نواب برہان الملک
ہر امیر کبیر سے پہونچا وہ حساب سے باہر ہے انھین اوسکا اختیار تھا جسقدر چاہا دیا +
شاہزادی عصمت آرا یا عفت آرا بیگم جو نواب صاحبہ محل سے تھی احمد شاہ ابدالی جو دلی مین
آیا لیگیا اوسکا عقد اپنے بیٹے طیمور شاہ سے کیا تھا بعد کئی برس کے اوسنے کابل مین انتقال
کیا اونکی نعش دلی آئی درگاہ شاہ نظام مین ہم پہلوی اپنی مان کے جو حسرت دیدار مین مر گئی تھی
اور پائین قبر محمد شاہ دفن ہوئی نادر شاہ کا لیجانا اور نصر اللہ مرزا اپنے بیٹے سے عقد کرنا
غلط ہے مگر دو چیزین اور جو جان ہندوستان تھین حضرت شاہی اپنے ساتھہ لیگئے ایک حکیم
علوی خان جنکے معالجات کراماتی مشہور ہین دوسری نور بائی کسبی جسکا گانا اوس زمانے مین
خواب خیال تھا بعد مرور ایام ایکدن حضور شاہ غزل بازہوای چمنم آرزوست ہتہ دل سے گائی
شاہ نے رحم دلی سے رخصت کیا حکیم صاحب نے در دسر شاہ کو اینکھے کی ہوا سے کھو دیا
انھین بھی رخصت وطن مالوف ملی !

غرض ان وجوہات مذکورہ سے جسطرح بیان ہوی محمد شاہ کو نواب برہان الملک سے اور
ارکان دولت کے لگانے بجھانے سے سوء ظن حاصل ہوا اور ہمصورتان بیباک کی طعن و
تشنیع سو ہان روح نواب ہوئی بلکہ اپنا جینا ناگوار سمجھتے تھے اور نماز شب مین اپنے ابرو سے
مرجانے کی دعا مانگتے تھے آخر اونکی دعا مستجاب ہوئی بظاہر مرض الموت دنبل یا تپ محرق
سے آخر ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ء وقت شب انتقال کیا بعد صرف اخراجات ۹ کرور روپیہ
خزانہ مین جمع تھا عقلای زمانہ کے زبان زد یہ بات ہی کہ اس خاندان عالیشان کا لطف ریاست
از سعادت تا سعادت یعنی نواب سعادت علیخان تک تھا اوسی آن بان سے بعد اسکے پایہ
وزارت سے پادشاہت تک دوسری صورت ہر سلطنت مین پیدا ہونے لگی آخر با تمام رسید
جیسا گذرا جنت آرامگاہ کے خزانہ مین بھی اسیقدر روپیہ یا کچھ زیادہ بہت سلیقے سے

جمع ہوا تھا پھر کسی سے سلطنت مین اسقدر نہوا اس اخراجات کا بھی احوال اظہر من الشمس ہے
کہ کیونکر صرف کیا غرض صبح کو جنازہ نواب کو بڑی دہوم دہام سے اوٹھایا مقبرہ مرزا حسن
بیا باغ نواب شیر جنگ مین دفن ہوے لوگ کہتے ہین کہ اگر نواب دفعتاً نہ مرجاتے تو
بہر صورت خلعت وزارت نواب کو ہوجاتا مگر سب کاروبار وزارت کرتے رہے اس
مقبرہ عالیشان اور عمارات عالیہ مین مبالغ خطیر صرف ہوا اور قریب بنصف شہر
املاک نواب مین تھا محاصلات کرایہ بھی بہت تھا کئی دیہات متعلق تھے قبل از فساد
لکھنؤ ہزارہا روپیہ کا صرف رہا وہان کے داروغہ کی بڑی عزت تھی وارثان جدید نے
اسکی قدر نہ جانی کچھ اسمین سے غیر مستحقین کو دے دیا اب فی الجملہ بکمال عسرت خرچ ہی
جسکا ہونا نہونا یکسان ہے +

اس عہد دولت مین فوج صوبہ اودھ بائیس ہزار سوار مغلیہ وغیرہ جنکے افسر اور رسالدار
میر خدایار خان آغا باقر تیمنی میر اعظم خان میر جہانگیر خان ابو تراب خان محمد علیخان
اصفہانی بزن بیگ خان فتح علیخان ہندوستان زاد وغیرہ تھے جنکے
نام سے کٹرے آج تک شہر مین ہین اور پچاس ضرب توپ فوج پیادہ بہت
کم تھی اسکی قدر معرکہ بکسر سے ہوئی +

حدود صوبہ اودھ کنار دریا گنگ سے جنوباً شمالاً دریاے راپتی تک شرقاً عظیم آباد
غرباً شاہ آباد تک تھے جسکی مساحت تمامی ملک از روے مساحت جغرافیہ ۲۳۹۲۳ ۲
یعنی ۲۳ ہزار ۹ سو ۲۳ میل کی ہے + مدت ریاست ۱۹ سال +

نواب برہان الملک کی ہڈیان حکیم مرزا بچھو جد امجد مسیح الدولہ بہادر سفیر شاہی کے
کربلاے معلی لیگئے اور پشت روضہ مقدسہ او طاق مین دفن کیا اکثر زائرین اور
مجاورین نے اس عاصی سے بھی عتبات مین بیان کیا ہے اور حکیم صاحب کا سبب
عتبات جانے کا یہ ہوا تھا کہ ایکدن خورد محل جناب عالی مین کسی صاحبات محل کی
نبض دیکھنے کو حسب الطلب گئے تھے بعد نبض کے اوس بی بی نے ایک انگوٹھی
انکی اونگلی مین پہنا دی حکیم صاحب یہ حال دیکھکر بہت خائف ہوے باخدا سے تھے

خدا سے ڈر کر جناب عالی سے عرض کیا کہ ازراہ عطیہ عوض خلعت و انعام صاحبات محل
نے یہ انگشتری سلیمانی عنایت فرمائی ہے جناب عالی دل مین کچھ سمجھکے خاموش ہو رہے
اور اوس محل کا دروازہ چنوا دیا حکیم صاحب اسپر بھی مطمئن نہوے بلکہ ہر روز خوف
دبدبہ جناب عالی بڑھتا گیا کہ جب جناب عالی مجھے دیکھتے ہونگے ممکن نہین کہ خیال
خاطر اقدس مین نہ گذرتا ہو یہ حکیم باخدا تھے اگر اس زمانے کے ہوتے کیا کرتے
جیسا حکمائے عالی خاندان کا اکثر صاحبات سے کشش ظاہر ہوا آخر بعد چند روز کے
عرض کیا کہ غلام نے صحت حضور کے واسطے نذر زیارت کربلائے معلی کی تھی امیدوار
رخصت ہون جناب عالی نے بخوبی رخصت فرمایا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے باپ کی
ہڈیان انکے سپرد کین کہ زمین ارض اقدس مین دفن کر دینا یہ زمانہ نہین تھا کہ
لکھنؤ سے نعش بسلامت کربلا پہونچتی ہے یہ خوبی ریل و جہاز دخانی اور طبع دنیا ہے
چنانچہ مدت عمر تک حکیم صاحب مجاور ارض اقدس رہے ایک او طاق پہلوے ایوان
روضۂ مقدسہ ہے اوسمین رہتے تھے جب زمان نواب آصف الدولہ مین وہابی
داخل کربلا ہوے قتل عام کیا انھین بھی وہین ذبح کیا شاعر فارسی تھے یہ انھین کا شعر ہے

در سایۂ دیوار امام مقتول آسودہ بخواب
ذرہ کہ سیت مقتول بھی تخلص تھا

٭ ٭ ٭

متعلقہ صفحہ ۴۵ جلد اول

مرزا محمد مقیم ابو المنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر



Safdarjung.

نمبر ٦

مسند نشینی ابوالمنصور خان صفدر جنگ بہادر

جب نواب برہان الملک نے انتقال کیا محمد شاہ نے اونکے بیٹے صغیر السن کو عہدۂ جلیلۂ آبائی پر مع خلعت سرفراز کیا مگر کارفرمائی بدستور سابق متعلق مرزا محمد مقیم ابوالمنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر پر رہی قضارا انکی یاوری اقبال سے وہ صاحبزادہ بظاہر عارضۂ چیچک سے مر گیا یا کسی اور صورت سے جیسا کہ ثقات کہتے ہین واللہ اعلم یہ امور دنیاوی ہین نواب کو اصالتاً خلعت ہوا کسواسطے کہ یہ بھانجے اور داماد نواب مرحوم کے تھے اور نواب شیر جنگ نے بھتیجے نواب مغفور کے تھے ازراہ اولوالعزمی معرفت طہماسپ خان کے عرضداشت اس مضمون سے حضور نادری مین بھیجی کہ غلام نواب سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اونکی جانشینی حق غلام ہے ابوالمنصور خان بھانجے ہین بھتیجے کے ہوتے بھانجے کو دخل انصاف نہین امیدوار ہے کہ حضور اپنے برادر محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمائین کہ سند صوبہ داری اودھ غلام کو مرحمت ہو جاوے +

راجہ لچھمی نراین وکیل نواب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی معرفت عبدالباقی خان عرضداشت حضور نادری مین ارسال کی کہ نواب برہان الملک کو نواب شیر جنگ سے بسبب اونکے حرکات ناشایستہ و خلاف کے صفائی قلبی نہ تھی اگر ہوتی تو اپنے لخت جگر کو سپرد صفدر جنگ کیون کرتے اور دراصل یہ دونون مستحق نہین ہین شاہ عالم پناہ مالک و مختار تاج بخشی ہین جسے مناسب ہو سرفراز فرمائین اور موافق حکم حضور اقدس اور مطابق شرع شریف بھی بیٹی کے ہوتے بھتیجا وارث نہین ہو سکتا اسکے سوا صفدر جنگ مرد متدین خدا ترس صاحب لیاقت کارفرما درست عہد ہے اور سپاہ بھی اوس سے راضی ہے اور دو کرور روپیہ نقد پیشکش حضور ہے فقط بلے زر بر سر فولاد نہی نرم شود + اگر وہ دو کرور جمع نہوتے تو کیونکر یہ تدبیرین پڑتی سی طرح جنت آرامگاہ کی بھی آرزو تھی اس زمانے مین اوس سے بہتر صورت نکلتی افسوس کہ اجل نے امان ندی من کی من مین رہی +

غرض بعد ملاحظہ دونون عرضداشت کے دو سو سوار ولایتی زرہ پوش کے لینے کو اودھ مین آکر لگگئے اور خلعت سرفرازی محمد شاہ معرفت اپنے فدویان خاص کے مرحمت فرمایا نواب بالاستقلال صوبہ داری صوبہ پر مامور ہوے پس اہل انصاف بنظر بصیرت دیکھین کہ صوبہ اودھ مثل زمینداری استمراری ہوگیا ازراہ خرید عطیہ شاہی کہان رہا جیسا اکثر حکام عالیشان کی زبان پر ہے کہ جب زور و قوت بادشاہ کی کم ہوگئی صوبہ دارون نے غصب کرکے اپنی حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا اور ایک برکت خداداد جسمین سب کی عقل حیران ہے +

مشہور ہے کہ نواب مین بہت سی خوبیان ذاتی تھین از انجملہ ایک بات یہ ہے کہ باوجود اہل ولایت ہونے کے محض ازراہ جہاد نفسانی سواے نواب بیگم صاحبہ خاص محل کے کبھی کسی عورت پر ملتفت نہوے خلاف مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر کے کہ جنکی کثرت ازدواج و اولاد ظاہر ہے +

ذکر شادی نواب شجاع الدولہ بہادر

جب محمد شاہ کو منظور ہوا کہ فیمابین نواب صفدر جنگ اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کے قرابت ہو یہ امر بھی قدیم سے داخل ضروریات و لوازمات سلطنت تھا کہ بے اجازت بادشاہ خانہ زاد اور ملازمین شاہی کے آپسمین وصلت نہونی تھی اسی جہت سے سب کے نسب داخل دفتر دیوانی بادشاہ رہتے تھے ارشاد کیا کہ یہ میری بیٹی ہے اوسوقت نواب نے باطاعت شاہی قبول کیا ورنہ اپنے کفو و قبیلہ مین کرتے تھا +

غرض سنہ ۱۱۵۸ھ سنہ ۱۷۴۵ء خطبہ نکاح شرعیہ پڑھا گیا یہ شادی بھی شاہجہان آباد مین یادگار زمانہ ہوئی کہ بادشاہ خود مع ارکان دولت شریک محفل ہوے تھے لوگ اسکا فسانہ بیان کرتے ہین ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا +

معرکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل

مشہور خاص و عام ہے کہ جو امور نواب کی محض جانفشانی اور سرفروشی سے بادشاہ کے سرانجام بخوبی ہوے اگرچہ ارکان اعظم سلطنت بھی شریک رہے ویسے

کسی سے نہوئی بعض خیرہ سر و مخالف نے چاہا کہ نواب کو اپنے جال مکر و فریب مین پھنسا کر
معرکۂ احمد شاہ سے الگ ہو جائین لیکن ہمت عالی و جوانمردی مقتضی اسکی نہوئی اور
دشمنون کے بہکانے کو گوش ہوش سے نسنا چنانچہ جب معرکۂ جنگ لاہور مین ہوا مخالف نے
عرصہ تنگ کر دیا طرفین مین ہزارہا کا خون ہوا قریب تھا کہ لڑائی بگڑ جائے اسی لڑائی مین
اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم سلطنت اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کام آئے
نواب نے فقط اپنی فوج مغلیہ سے بڑی جوانمردی سے معرکہ آرائی کی ابدالی کو شکست دی
اسی لڑائی مین نواب کی بائین آنکھ مین ایک تیر لگا آنکھ جاتی رہی جب سے نواب
حدقۂ چشم مین بلوری آنکھ رکھتے تھے بعد فتح فیروزی شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھ
شاہجہان آباد آتے تھے جب پانی پت مین پہونچے رات کو خبر وفات محمد شاہ عرضی
لچھمی نراین وکیل سے مفصل معلوم ہوئی صبح کو حاضر حضور شاہزادہ ہو کر تہنیت تخت و تاج
دی اور اپنے ہاتھ سے چتر جھالردار مروارید شاہی فرق مبارک پر پھرایا اوسیوقت بادشاہ
نے ازراہ کمال عطوفت فرمایا کہ ہمین یہ سلطنت تمھین آپکی وزارت مبارک ہو نواب نے نذر دی
آداب شکریہ بجا لائے پھر وہان سے کوچ درکوچ داخل شاہجہان آباد ہوے۔

معرکہ نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد

مختصر حال اس معرکہ کا یہ ہے کہ جب ملک فرخ آباد قبضۂ تصرف نواب مین آیا اوسے
سپرد راجہ نول رای اپنے نائب کے کیا احمد خان نے رستم خان سے ملکر راجہ سے مقابلہ
لڑائی کا کیا راجہ نے اپنی دلاوری سے لڑائی مین جلدی کی لڑائی بگڑ گئی آخر پٹھانون کے
ہاتھ سے شکست کھائی کالی ندی پر مارا گیا جب نواب نے بڑی فوج سے مقابلہ کیا شکست
کھائی شاہجہان آباد چلے گئے ملک اودھ مین عمل پٹھانون کا ہو گیا بادشاہ کو بھی مخالفون
کے بہکانے سے نواب کیطرف سے کچھ ملال خاطر ہو گیا سخت متردد رہنے لگے اس
عرصہ مین نواب کی یاوری اقبال سے اتفاقاً پٹھانون اور لکھنؤ کے شیخ زادون سے پہلے
خانہ جنگی ہوئی آخر نوبت بصف جنگ پہونچی وہ نخوت و غرور و قوت حکومت و پٹھانونکو
ہوئی تھی جاتی رہی اوسوقت نواب معز الدین خان شیخ الرئیس نے بعد استیصال کلی

جیسا طریقہ شرفا و نجبا کا ہے نواب کو عرضی اس کیفیت خاص کی باظہار خلوص طلبی لکھی
نواب اس خوشخبری خداداد سے بہت خوش ہوے اور جواب شقہ خاص تحسین و آفرین بھیجا
مگر اسپر بھی رفع تردد نہوا اسواسطے کہ سرانجام اسکا مبلغ خطیر پر موقوف تھا نواب بیگم صاحبہ نے
اپنے پاس سے بارہ لاکھ روپیہ اور چار ہزار اشرفی دی کہ دشمنون کا استیصال کیجیے اوسوقت
لڑائی پر کمر ہمت باندھی چنانچہ معرفت راجہ رام نراین کی ملھار راو وغیرہ مرہٹون کو ایک کرور
روپیہ پر بشرط استیصال پٹھانون کے راضی کر کے شاہجہان آباد سے کوچ کیا احمد خان نے جب
یہ صورت دیکھی ساٹھہ ہزار سوار و پیادہ لیکر اور دوسری طرف سے روہیلے علی محمد خانی سب
تقریبا نوے ہزار اپنی قوم جمع کر کے بعد عہد و میثاق نواب وزیر الممالک کے مقابلہ کو پہونچا
نواب نواب الاحباب نے پہلے کئی سوار مرہٹہ کو حکم فرمایا کہ گنگا کے پل کے پار چلے جائین جب سوار
پار اوترے پٹھان کلنے لگے ٹھہر نسکے اوسی رات کو سراسیمہ ہو کر بھاگے ایک جگہہ جا کر پناہ
لی اس طرف سے نواب کی فوج نے تعاقب کیا راہ آنے جانے کی بند کی بعد تھوڑے دنکے
جب پٹھانون نے دیکھا کہ اب کچھہ بن نہین پڑتی ملھار راو سے سازش کر کے موافق کیا آخر
بنا ے صلح یہ ٹھہری کہ احمد خان سواے ۱۶ محال کے جو دو آب مین ہین کچھہ اور علاقہ نرکھین
اور علی محمد خانی ملک پٹھانونکا بدستور اونکے اختیار مین رہے باقی جتنا ملک ہے متعلق وزیر
ہو پس اس صورت سے ملھار راو کو محاصل دو کرور کا ہوا یعنی کرور روپیہ حسابی اور پچاس لاکھ
ایفاے وعدہ تا اختتام لڑائی نواب سے پائے باقی او پچاس لاکھ پٹھانون سے ملا نیہ
مقدمہ سنہ ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ع ہوا

علی محمد خان نے اپنے ملک مین تسلط پایا نواب احمد خان داخل فرخ آباد ہوے نواب وزیر الممالک
نواب محمد قلی خان کو بہ نیابت اپنی صوبہ اودھ مین چھوڑ کر شاہجہان آباد گئے بادشاہ نے
خلعت فاخرہ چارقب مالاے مروارید جیغہ سرپیچ مرصع و کلغی سے عنایت کیا مخالف اور دشمن
نواب کے جتنے تھے خاک مذلت پر گرے مگر باطن مین شعلہ نفاق زیادہ مشتعل ہوا الیس اگر انصاف
سے دیکھیے تو اس صوبہ پر تین کرور روپیہ حسابی صرف ہوا ہے اور بعد وفات نواب مرحوم
ایک خود نواب نے دیا اور محنت و مشقت و عرق ریزی جو ہر آفت مین کی ظاہر ہے خلاصہ

پس اگر بنظر بصیرت دیکھیے تو کبھی مرتبہ یہ صوبہ ہاتھ سے جا چکا تھا ۔
الغرض بعد چند روز کے از راہ رشک و حسد و خباثت نفس سب ارکان دولت بلکہ تمام اہل شہر کو نواب فلک جناب سے انکا اقبال و فتح و نصرت ہر مہم اہم میں دیکھکر عداوت قلبی پیدا ہوئی اور زیادہ تر بسبب مخالفت مذہب کا تھا اس عرصے میں نواب نے بظاہر باشارہ و تحریک بادشاہ بھی نواب بہادر خواجہ سرا معتوب بادشاہ کو بحیلۂ ضیافت اپنے گھر میں بلاکر مار ڈالا اوسکے رفیق و مصاحب کئی ہزار ہندوستانی تھے بعد اوسکے مارے جانے کے سب خانہ نشین ہو کر تشنۂ خون نواب ہوئے بادشاہ کی ماں جو ہر امر میں نواب کی حامی و مددگار رہتی تھیں وہ بھی اس امر سے برسر پرخاش ہوئیں تا اینکہ رفتہ رفتہ بادشاہ بھی اپنی تلون مزاجی اور نافہمی سے نواب پر خفا ہونے لگے جب اس مقدمے کو طول ہوا کوئی صورت صفائی کی نہ نکلی نواب بھی بمجبوری دلتنگ ہو کر ۱۱۶۵ھ مطابق ۱۷۵۲ء میں شاہجہان آباد سے نکلکر باہر خیمہ زن ہوئے اس خیال سے کہ بادشاہ خود نیک و بد سمجھکر مجھے منا لیجائینگے لیکن حریفوں نے ایسا تخم نفاق بو رکھا تھا کہ آخر اصلاح حائل مبدل بجدال ہوئی بائیس ہزار تورانی و ہندوستانی ملازم نواب تھے دشمنوں سے خوب لڑے چنانچہ دو مہینے تک یہ شعلہ کارزار مشتعل رہا آخر ایکدن نواب نے تنگ ہو کر بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ باوصف ان سب خدمات و جانفشانی و خیرخواہی کے فقط دشمنوں کے بہکانے سے ایسے غلام نمک خوار قدیم کو دشمن سلطنت قرار دینا بعید از انصاف خسروانی ہے خدا چاہے تو چند روز میں ان سب کا حال بطون حضور پر بخوبی کھل جائیگا غلام کا کوئی ارادہ نافرمانی نہیں بجز اطاعت کے عرضی پر یہ دستخط ہوئی کہ جو تمنے عرض حال کیا سچ ہے مگر اب مناسب وقت یہ ہے کہ تم اپنے صوبہ کو چلے جاؤ حسب الحکم شاہی نواب روانہ صوبہ ہوئے اور معرفت سید صلابت خان خلعت رخصتی سے بھی سرفراز ہوئے ۔

تھوڑے دن نگذرے تھے کہ بادشاہ دشمنوں کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوئے بلکہ جان بلب باخفا نواب کو شقہ خاص کمال عطوفت قدیمانہ سے بھیجا کہ تم جلد اپنی فوج قاہرہ لیکر حاضر ہو میں نے ان تورانیوں کے ہاتھ سے بہت تکلیف پائی اور اپنی اوقات

ضائع کی نواب والاقدر نے عزم بالجزم و انکی کیا تھا مگر افسوس کہ مرض الموت مین گرفتار ہو چکے تھے آخر عرضداشت کی کہ اگر کچھ بھی فرصت مرض لاحقہ سے غلام کو ہوئی ضرور شرف ملازمت قدمبوسی حاصل کر کے انشاء اللہ اون نمک حراموں کو سزای واقعی دونگا لیکن اجل فرصت کب دیتی تھی ہر چند مرض الموت مین مبتلا تھے مگر شقہ شاہی آیا کیے پس اس ہنگامہ فساد مخالفین سے بھی ریاست صوبہ مین خلل آچکا تھا نواب کی صفائی طینت اور باخدا ہونے سے بگڑے کام بن گئے ؂ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

انتقال نواب

خلاصہ وہی عارضہ دنبل جو نواب برہان الملک مرحوم کو ہوا تھا نواب نے بھی اوسی عارضہ وراثت مین مبتلا ہو کر ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۴ء ماہ اکتوبر بمقام پاپڑ گھاٹ نواحت سلطانپور مین انتقال فرمایا لیکن نواب بیگم صاحبہ جو ہر سفر و معرکہ مین ساتھ رہتی تھین از بسکہ صاحب عقل و فراست تھین اسے چھپایا کہ مبادا اس مرض مین زمینداران سرکش سے اس عالم غربت مین کوئی فتنہ خوابیدہ بیدار ہو جاوے اوسکی صبح کو موافق معمول عماری ہاتھی مین نعش مرحوم لیکر سوار ہوئین اور اوسیدن داخل فیض آباد ہوئین بعد داخلہ محل اسیہ سانحہ سب پر کھلا فی الحقیقہ عجب صدمہ جانکاہ سب کو ہوا بعنایت حی گو بڑی دھوم سے اوٹھایا گلاب باڑی فیض آباد مین دفن کیا پھر نعش کو روانہ شاہجہان آباد کیسر بمقام حضرت شاہ مردان کیا بعد اسکے حکیم مرزا چھو جد امجد مسیح الدولہ سفیر شاہی ہمراہ ان مرحوم کی کربلای معلی لیگئے ازراہ کابل جیسا آگے بیان ہو چکا ہی اس عہد دولت مین نائب نمک حلال سرکار فقط راجہ نول رای رہی جنکا نام نیک آج تک مشہور ہی نول گنج اور وہانکا پل کنارہ گھاٹ گھاگرہ کو ٹھیان پل گومتی کی انھین کی تعمیر ہین بڑی بہادر سپہ کالی ندی پر کام آئی ہر چند خانسامان نے کہا کہ اگر حکم ہو آپکو لیچلون نہ مانا ایک تیر لگا مر گئی بعد انکی گنج کو وزیر گنج ابراہیم گنج اور راجہ کیت رای کی بھی گنج ڈالا گویا آباد ہوا فوج مغلیہ افسران جلیل القدر بدستور منتظم ریاست ہی اور خود بھی سرگرم رہی کبھی غافل نہ رہے

تاریخ ولادت نواب شجاع الدولہ بہادر

شد دولتخانۂ نواب منصور
۴۴ ۱۱ ۴۴
بہ آمد آفتاب از مطلع نور
۵ ۱۱ ۴۴

متعلقہ صفحہ ۱۵ جلد اول

مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر



Shogaood doulah,

مسند نشینی نواب شجاع الدولہ بہادر اور کچھ احوال بعض نمک حراموں کا اور مقدمہ قتل نواب محمد قلیخان شہید وغیرہ

نواب شجاع الدولہ بہادر سنہ ۱۱۶۷ھ سنہ ۱۷۵۴ع میں ۲۴ برس کے سن شباب میں فیض آباد میں مسند نشین وزارت ہوئے موافق دستور سبھوں نے نذرین دین اطاعت پر کمر باندھی لیکن اسمعیل بیگ خان کابلی نے بسبب اپنے تسلط کے چاہا کہ نواب کو مثل صاحبزادوں کے بے اختیار رکھو افسران فوج کو اپنے سے موافق کر لیا تھا اور نواب سے خلاف کر دیا تھا یعنی خود حکمران ہوکر رہے اور فرقہ سپاہ نے بھی جیسا کہ حق اطاعت چاہیے نکی ہمیشہ دولتخواہ نواب محمد قلیخان کے رہے اور بدل منظور تھا کہ اونھیں مسند نشین وزارت کریں اور نواب کیواسطے مع اونکے متعلقین کچھ وظیفہ مقرر کر دین مگر غافل اس سے تھے کہ دشمن قوی سے نگہبان توی تر ہوتا ہے دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرات مغلیہ اپنی نخوت و غرور سے نواب سے منحرف تھے بلکہ سب اپنے تئین مثل عمو کے جانتے تھے ۔

اتفاقاً بعد چند روز کے بعلت ایک عورت قوم کھتری کی جو معرفت ہمت بہادر کی خدمت نواب میں پہونچی تھی اوسکے وارثون نے راجہ رام نراین سے جا کر داد بیداد اپنی بےعزتی کی کی اور دس بارہ ہزار کھتری جمع ہو کر اسمعیل بیگ خان کے پاس فریاد کو گئے اونسے اسی حیلے کو غنیمت سمجھکر سرداران مغلیہ کو آگاہ کر دیا اور تجویز کیا کہ اگر نواب اس امر سے ہاتھ نہ اوٹھائین تو نواب محمد قلیخان کو آلہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دیجیے اور بقدر ضرورت نواب کیواسطے کچھ مقرر کر دیجیے ازبسکہ خان مذکور کا تسلط نواب مرحوم کے حین حیات سے جانتے تھے آخر نواب کو پیغام بھیجا کہ گسائین ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نکال دیجیے نواب الاحباب ہر شخص کے کینہ دیرینہ سے واقف ہو چکے تھے فرمایا کہ اس امر کی بازپرس مجھسے چاہیے نہ ہمت بہادر سے یقین سمجھو کہ جب تک میرے دم میں دم ہے کسیکی مجال نہیں کہ کوئی نظر بد سے ہمت بہادر کو دیکھ سکے اگر اس ریاست کی بھی ضرورت ہے تو مجھے بھی منظور نہیں اس مسند سے بوریائے فقر بہتر ہے تم اگر اپنی کثرت جمعیت فوج پر

مغرور ہو تو مین اپنی جمعیت قلیل سے تمہارے مقابلے کو موجود ہون اسی عرصہ مین بعض
سرداران فوج نے جو زیادہ تر فساد اوٹھائے ہوئے تھے نواب محمد قلیخان کو خط طلب بھیجا
اور اپنی آمد و رفت دربار نواب سے موقوف کر دی +

نواب عالیہ والدۂ ماجدۂ نواب جب اس ماجرے سے واقف ہوئین راجہ رام نراین دیوان کو
اپنے در دولت پر بلوا بھیجا اور خود پس پردہ بیٹھکر فرمایا آفرین صد آفرین شرفا کا کام یہی ہے
کہ جس آقا اور آقا زادے کی بدولت لکھا روپیہ صرف کیا ہو اوس سے یہی سلوک حق خدمت
اور نمک حلالی چاہیے صفدر جنگ نے تمہاری پرورش اسی دن کیواسطے کی تھی کہ تم اوسکے بیٹے
کے دشمنون کے شریک ہو یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھر کی خرابی کے تمھین باعث ہوگے فرض کیا
کہ محمد قلیخان نواب برہان الملک کا بھتیجا ہے لیکن بقائے نام کسی کا بیٹے سے ہوتا ہے
نہ بھائی سے راجہ نے عرض کیا حضور اگر ہماری جان صاحبزادے کے کام آوے دریغ
نہین لیکن حضور انصاف فرمائین کہ ایسی حرکت ناشایستہ سے شہر اور ریاستین برباد و خراب
ہو جاتی ہین اور دوست دشمنی پر کمر باندھتے ہین اور تمام ہندوستان مین بدنام ہو جاتے ہین
ہم فدویان نمکخوار کو محمد قلیخان سے کیا سروکار ہے یہ مین نجانتا تھا کہ اس مقدمے کا اتنا طول ہوگا
وگرنہ ہندو ونکو اپنے طور پر راضی کر دیتا اب صلاح دولت یہ ہے کہ جسطرح حضور نے غلام کو
در دولت پر بلا کر فرمایا ہے اسمعیل بیگ خان کو اور سرداران مغلیہ کو بھی طلب فرما کے کلمات
التیام فرمائیے کسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بیگم صاحبہ نے تحسین و آفرین
فرما کر راجہ کو رخصت کیا بعد اسکے اسمعیل بیگ خان اور بعض افسران مغلیہ کو بلوا کر کلمات
مصلحت آمیز ارشاد فرما کے رخصت کیا غرض یہ بلائے ناگہانی بھی بے ظہور نازل ہوئی تھی
خدا نے بچایا اور اون لوگون کو جو ملال ہوا تھا جاتا رہا بعض کو خلعت بعض کو پاندان
عنایت ہوا اور نظر باحسانات نواب صفدر جنگ سب محجوب ہوے اور اپنے ارادۂ فاسد
سے باز رہے اور جو مناسب وقت سمجھے نواب محمد قلیخان کو لکھ بھیجا +

قتل نواب محمد قلیخان

نواب محمد قلیخان اجل گرفتہ مجبور دیکھنے پہلے خط سرداران فوج کے عازم اسطرف کے

ہو کر نصف راہ طی کر چکے تھے دوسرے خطرہ اپنا پھر جانا مناسب جانا کہ جناب عالی کو کچھ شک گذریگا اسواسطے مشہور کیا کہ مین فقط بشرف ملازمت جاتا ہون غرض جناب عالی بھی ازراہ مصلحت سوار ہوے دو کوس تک استقبال کر کے بڑی عزت و توقیر سے لائے دعوت کی نواب محمد قلیخان نے اشرفیان نذر دین بظاہر اپنا تصفیہ باطنی کیا لیکن جناب عالی اس دشمن آستین سے مطمئن نہوئے اس عرصے مین آمیس بیگ خان جو بانی مبانی فساد کا ہوتا تھا مر گیا جناب عالی کو فی الجملہ اطمینان ہوا ہر چند سرداران مغلیہ اپنی کثرت قوم پر مغرور رہے نواب نے بھی عمداً اونسے غفلت عاقلانہ اختیار کی آپ مشغول لہو و لعب کبوتر بازی وغیرہ ہوئے جب ۱۱۶۹ھ شروع ہوئے مطابق ۱۷۵۵ء جناب عالی لشکر عظیم لیکر راجہ بلونت سنگھ بنارس پر تشریف فرما ہوے راجہ خوف جناب عالی سے لطیف گڈھ چلا گیا وہان سے عرضی مع پیشکش نقد و جنس بھیجکر مہربان کیا اور عذر عدم حضوری لکھا جناب عالی نے بنارس سے مراجعت فرمائی +

اس عرصے مین جناب عالی کو پرچۂ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ عالی گہر نواب عماد الملک کے خوف سے شاہجہان آباد سے تشریف لائے ہین جناب عالی باریاب شرف ملازمت ہوے سات لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی چیزین پیش قیمت نذر دین حاصل تحریر یہ ہے کہ باوصف ان سب خدمت گزاریون کے بادشاہ نے اپنی تلون مزاجی سے نواب محمد قلیخان کو امیدوار عہدۂ وزارت کر کے اپنے ساتھ لیا تھا اور بڑی فوج سے ملک بنگالہ لینے کو چلے تھے نواب عماد الملک نے وقت پا کر ایک خط نواب کو لکھا کہ بھائی صاحب مشفق میرے شاہزادے کا حال تو کھل گیا اب تم از برای خدا اس سے غافل نہونا محمد قلیخان تمھارا بھائی ہی مگر اوسکی دوستی کو دوستی سانپ کی سمجھنا جہان تک ہوسکے غافل نہ رہنا چنانچہ جب شاہزادہ والا تبار الہ آباد پہونچے دہلی مین عالمگیر ثانی نے انتقال کیا محمد قلیخان نے تخت و چتر شاہی طیار کر کے انھین بادشاہ کیا بادشاہ نے ازراہ کمال عطوفت خسروانی انھین قلمدان عنایت فرمایا یعنی صاحب دستخط کیا اور فرمایا کہ تم بہ نیابت نواب شجاع الدولہ کار وزارت کرو نواب نے کچھ ذکر حسب سررشتہ عرضی اس مضمون کی اور نذر خاص نواب شجاع الدولہ

کو بھیجی اوسکا جواب شوقیہ مصلحت آمیز لکھا جب بادشاہ سمت بنگالہ جانے لگے نواب نے دوسرا خط طلب محمد قلیخان کو بھیجکر ڈاک مین بلوایا اور اوس نوشتہ نواب عماد الملک پر عمل کیا اگرچہ وہ نوشتہ سراسر بنای فساد پر تھا لیکن اس جہت سے کہ محمد قلیخان کو آپ بھی آگی سے جانتے تھے غرض محمد قلیخان اجل گرفتہ بادشاہ کے ساتھ عظیم آباد تک جاکر چپکے چلا آئے اس خیال سے کہ مبادا الہ آباد جاکر ملک اورکسیکو دیدیں اور میری بچونکو اسیر کرلین اوس نوشتہ نواب کو بادشاہ کو دکھلاکر روانہ ہوے انکے ساتھ بھائی مرزا حسن اور مرزا زین العابدین خان بھتیجا اور داماد تھا جب لکھنؤ پہونچے قلعہ جلال آباد مین قریب لکھنؤ مقید ہوے خلاصہ جن دنون نواب لشکر احمد شاہ درانی مین تشریف رکھتے تھے نواب محمد قلیخان ماہ مبارک رمضان مین مشغول تلاوت قرآن شریف تھے مارے گئے اونکی نعش قلعہ کے دروازہ پہ ایک کچا کنوان تھا اوسمین ڈال دی اس خون ناحق کا احوال سبکو معلوم ہے ایسے امر سے فوج مغلیہ بالکل نواب سے بیدل ہوکر منحرف ہوگئی +

اولاد نواب شہید اب تک ہر سال وہان فاتحہ خوانی کو جاتی ہے اونکی قبر بھی وہین بنوادی ہے وہان کے فرار عین اونکی بہت سی کرامات بیان کرتے ہین اور رات کو اونھین چلتے پھرتے دیکھتے ہین حکام دنیا اس سے زیادہ اپنی طمع نفسانی سے کرتے رہتے ہین ثمرہ خون ناحق کا ضائع نہین جاتا جیسا کہ اسکا انجام کار ظاہر ہوجائیگا

ملاقات نواب قاسم علیخان عالیجاہ ناظم بنگالہ نواب وزیر الممالک سے اور بنارس بادشاہ کو لیجانا

سنہ ۱۱۷۱

کہتے ہین کہ جناب عالی کو آٹھوان برس جلوس مسند نشینی سے گذرا تھا کہ عزم بجانب ممالک شرقیہ یعنی بنگالہ کا کیا اب مختصر احوال شمول کتاب یہ ہے کہ جب قاسم علیخان عالیجاہ ناظم بنگالہ نے متواتر شکست صاحبان عالیشان کی فوج سے کھائی اگرچہ اپنی فوج کو موافق دستور انگریزی آراستہ کیا تھا مگر نہ سمجھے کہ لڑانے والے صاحب کہان سے تھے چنانچہ جب مونگیر مین نواب گورنر جنرل کو جنسے بہت اتحاد دلی ہوگیا تھا فخریہ اپنی فوج کو دکھایا نواب گورنر موصوف نے دوستانہ سمجھایا کہ بہت خوب فوج آراستہ ہے مگر اس سے

کبھی قصد مقابلہ کا ہمسے نکیجیے گا ہم لڑواتے ہین فوج کیا لڑے گی یہی کیفیت اس فساد لکھنؤ مین بھی ہوئی تھی جو اونمین منصف تھے برملا کہتے تھے کہ صاحب سارا ہندوستان ہمین سپاہ سے سر ہوا ہے اب ہمارے لڑوانے والے کہان ہین خلاصہ آخر عالیجاہ کو کچھہ نبن پڑا سوا اسکے کہ نواب وزیر الممالک کو ظل حمایت مین پناہ لین اور انکی کمک سے پھر اپنے ملک پر تسلط کرین اور فوج صاحبان بنارس تک پیچھا کرتی چلی آئی تھی اور خط مرزا شمس الدین وکیل عالیجاہ کے مع عہدنامہ جناب عالی مہر و دستخط سے عالیجاہ کے پاس آچکے تھے اور اسطرف سے بادشاہ عالی گہر اور جناب عالی الہ آباد کیطرف بندوبست بندیل کھنڈ کیواسطے تشریف فرما ہو چکے تھے عالیجاہ نے بنارس سے قصد روانگی واسطے ملاقات جناب عالی اور بالمشافہ طے اور انفصال ہونے مقدمات کے کیا خلاصہ جب لشکر جناب عالی سے لشکر عالیجاہ تین کوس کے فاصلے پر اوترا جناب عالی نے کمال تجمل شان و شوکت دس بارہ ہزار کی جمعیت سے استقبال کیا عالیجاہ نے اپنے لشکر مین پلٹنون کو سر دروازہ سے سراپردۂ خیام تک دورویہ استادہ کیا اور خیمون کو بہ تکلف آراستہ کیا تھا اور رفقای خاص بھی لباس فاخرہ پہنے حاضر تھے دروازے تک استقبال کیا طرفین سے رسم سلام بضابطۂ ہندوستان ہوکر معانقہ کیا ایک مسند پر بیٹھے جناب عالی نے باتین بہت اخلاص اور تسلی خاطر کی ازحد فرمائین اور اوسیوقت اپنی ساتھہ حضور بادشاہ لیگئے اور کشتی ملبوس خاص و تحفہ اور کئی جواہر اور ہاتھی پیشکش کیے بعد اسکے اپنے اپنے خیمے کو پھر گئے ؛

دوسرے دن عالیجاہ اوسیصورت سے جناب عالی کی ملاقات کو آئے جتنا کہ لوازمہ امرای ہندوستان کا ہوتا ہے پیش آئے بعد کئی دن کے عالیجاہ نے معرفت علی ابراہیم خان زیور بیش قیمت اور ایک ہتہبل پوشش کارچوبی نواب بہو بیگم صاحبہ کیواسطے بھیجی اور کچھہ عمدہ جواہر نواب عالیہ کیواسطے وہ بہت خوش ہوئین عالیجاہ کو اپنا بیٹا فرمایا القصہ بعد انتظام ملک بندیل کھنڈ اور بعض پرگنات الہ آباد جناب عالی مع بادشاہ فوج قاہرہ لیکر پندرھوین ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۱۷۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۳ عیسوی داخل بنارس ہوئے ؛

ملاقات جناب عالی جناب شیخ علی حزین سے

زبانی مرزا کلب علی مرحوم کیفیت ملاقات جناب عالی اور جناب شیخ علی حزین کی یہ ہے ایکدن جناب عالی مع اپنے نسبتی بھائیون نواب مرزا علیخان و نواب سالار جنگ کے جناب شیخ کے پاس گئے اور ہمیشہ صورت ملاقات جیسی چھوٹون کی بڑون کے ساتھ ہوتی ہی کہ جناب عالی حسب دستور ولایت عمو فرماتے تھے اور وہ مثل بھتیجے کے پیش آتے تھے قریب پہونچے آداب سلام بجا لائے اشرفیان نذر کی گذرانین جناب شیخ نے موافق رسم ولایت پیشانی پر بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑکر اپنے پاس چاندی کی پلنگڑی پر بٹھا لیا اور بعد تعارفات عجمی سبب عزیمت پوچھا عرض کیا قاسم علیخان اپنی کمک اور حمایت کو لیے جاتے ہین مجھسے عہد و پیمان لے لیا ہی اور انگریز اصرار کرتے ہین کہ تم شریک عالیجاہ نہو بلکہ ہمسے ملک عظیم آباد بھی لے لو کیا ضرور ہی عبث عبث اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا اس صورت مین مین بھی متردد ہون جناب شیخ نے فرمایا بہر حال صلح بہتر ہی اسمین خیر و برکت نسبت شر کے ہی نواب سالار جنگ نے ازراہ گستاخانہ عرض کیا کہ اونکی جمعیت قلیل یہان فوج قاہرہ کثیر خدا چاہے تو گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالینگے آپ فتح فیروزی کی دعا فرمائیے جناب شیخ نے بہ تبسم فرمایا قلیل کو اکثر فتح کثیر پر ہوتی ہے نہ سنا ہوگا تمنے کہ یہ آتش فرنگ ہین انھین کم سمجھنا چاہیے بظاہر انکی بنیاد نظر نہین آتی مگر باطن مین طبقہ گاؤ زمین سے گذری ہوئی ہے تم نہین جانتے کہ ہمارے پیغمبر نے عین حکمت سمجھکر اس فرقہ خاص سے صلح کی تھی بعد اسکے ایک سو ایک اشرفی مثل فرزندون کے بطریق شیرینی دے کر رخصت کیا دوسرے دن جناب شیخ نے اپنے حاضرین سے بافسوس کہا کہ اس جماعت سے کچھ نہو سکے گا سوا اسکے کہ مسافت راہ طی کرکے ناکام پھرین جنگ حمقا با دانایان فرنگ ٭

تشریف فرمائی جناب عالی ملک عالیجاہ مین اور جارونا چار عزم محاربہ

خلاصہ عالیجاہ نے پہلے میر سلیمان کو بسر رشتہ وکالت جناب عالی کے پاس بھیجا اور ان سید صاحب نے جسوقت کہ اسباب ... اس سے نکلتا تھا جواہر بیش قیمت لاکھہ کا چور لیا تھا

مگر عالیجاہ نے ایسی حالت سراسیمگی مین دم نہ مارا کہ مجال مواخذہ نہ تھی اگرچہ سید نے اپنا
ظاہر حال بدل کر استمالت ظاہری کی تھی اور باطن مین اسی رسوخ سے اکثر ارکان دولت
جناب عالی کو بواسطہ مرزا شمس الدین عرب عالیجاہ اور واسطہ جواب و سوال کا نٹھ لیا تھا
اور خطوط استمالت بہت سے تشفی خاطر بھر لکھے تھے حاصل کلام قرارداد فیما بین جناب عالی
و عالیجاہ یہ ٹھہرا کہ جب تک جناب عالی جنگ انگریزی مین شریک ہین لاکھ روپیہ کوچ اور
پچاس ہزار مقامی لیا کرین اور بعد اختتام مہم اور تسلط تام بنگالہ تین کروڑ نقد اور صوبہ
عظیم آباد جمع نوے لاکھ کا صاحبزادے مرزا امانی یعنی نواب آصف الدولہ کو دینگے ایک طرف
پیام الکلام صاحبان عالیشان معرفت رای شتاب رای بواسطہ راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی
متواتر جناب عالی کو پہونچتا تھا کہ ہمین ملازمان عالی سے اور آپ کو ہم سے ہرگز سر پرخاش
و محاربہ نہین ہے آپنے اتنی مسافت جو اپنے ملک سے یہان تک طے کی ہم جانتے ہین کہ محض
باغواے عالیجاہ ہوئی وہ بدباطن مرد مجنون متلون المزاج محسن کش ہے پہلے میر محمد جعفر خان
کے ساتھ کیا گیا جو بجاے باپ تھا اوسکی بدولت پایہ امارت حکومت پر پہونچا بعد اسکے
ہمسے جو عہد و پیمان کیا تھا یک قلم توڑکر ہمارے بیگناہون کا خون ناحق کیا باوصف
اسکے کہ نظامت بنگالہ فقط ہمارے زور و قوت دوستی اور موافقت سے پائی تھی چاہتا تھا
کہ ہمارا نام و نشان باقی نرہے اب تھک کر آپ سے رجوع کی اور آپ بمقتضاے اپنے مرتبہ عالی
جیساکہ امرا لکبیر والاقدر و رئیس جلیل الشان کو چاہیے پیش آئے غالب ہے کہ آپ پر بھی انکی باطن
کا حال بخوبی کھل گیا ہو آخر کو آپ سے بھی یہ دغا کرینگے اوس وقت ہمارے کہنے کی
صداقت ہو جائیگی۔

وجہ اسکی یہ تھی کہ عالیجاہ نے باخفا بادشاہ کو عرضداشت کی تھی کہ مین نے شجاع الدولہ
کے افسران فوج کو موافق کر لیا ہے انکو مین گرفتار کر لونگا امیدوار ہون عہدہ وزارت پر
غلام سرفراز ہو بعد فتح و رفع ہنگامہ کارزار دو کروڑ سالانہ پیشکش حضور کیا کرونگا اور اپنا
نائب نظامت بنگالہ مین مقرر کرکے خود حاضر حضور ہونگا اور عرضداشت کے ساتھ کچھ ہدیہ بھی بھیجا
تھا اور یہ خبر مفصل جناب عالی کو معلوم ہو چکی تھی اور نواب منیر الدولہ نے اپنے رسوخ سے

صاحبان عالیشان تک پہونچائی تھی خلاصہ مطلب اول کا یہ ہے کہ اب ہم محض دولتخواہی سے گزارش کرتے ہین کہ آپ صوبۂ عظیم آباد ہم سے لیجیے وہ کیا دینگے اور یہان سے بسلامت پھر جائیے اسکے بعد ہم امیدوار ہین کہ ہمارے اور آپکے محبت و اتحاد اس استحکام سے رہے کہ ہمارا دوست آپکا دوست آپ کا دشمن ہمارا دشمن رہے اسکے سوا جسطرف آپکی فوج جائے بے تکلف مافی الضمیر سے آگاہ فرمائیے کہ ہم خدمت کو بجالائین فقط۔

دوسری جانب سے جواب و سوال آشتی معاملہ میر جعفر علیخان کے حضور جناب عالی مین گذرتے تھے اور قطع نظر ان سب کے بالاتر سبب یہ امر تھا کہ حال صفائی طینت بادشاہ اور اونکی متلون المزاجی کا بخوبی کھلگیا تھا کہ محض بطمع مال و زر عہدۂ وزارت کا عالیجاہ کو بھی امیدوار کیا تھا اور آپ خود مستعد و سرگرم اوس ملک مین جانے کے تھے پس اس صورت مین کیونکر ہوسکتا تھا کہ ایسا وزیر اعظم صاحب فوج و حکومت ہمراہی پادشاہ سے ہاتھ اوٹھائے شرافت و نمک پروردگی کے خلاف اور حسن تدبیر سے بھی بعید تھا اور نواب سالار جنگ اور مرزا علیخان و میر نعیم خان و نواب مدار الدولہ یہ صاحبان شوراتھے اُنکا حال تو ظاہر ہے کہ مدت عمر کوئی لڑائی اور ایسا معاملہ نہ دیکھا تھا فقط گمان غلط اپنی کثرت فوج پر رکھتے تھے اور قلت فوج انگریزی کو اپنی نظر مین حقیر جانتے تھے اسکے سوا اپنی نافہمی سے جناب عالی کو سمجھاتے تھے کہ آپ کا نائب انگریزون سے ملکر باتین بناتا ہے اس صلح سے البتہ بظاہر رفع شر اور آپکی دولتخواہی اور باطن مین سازش و موافقت انگریزون سے اپنے انجام کا منظور ہے حیف ہے کہ یہ فوج مغلیہ ہم قوم و ہم قبیلہ اور یہ توپخانہ آج کے دن معطل ہوجائے پھر کسدن کام آئیگا جو ہاتھ اس لڑائی سے اوٹھائیگا یہ باتین عیش و عشرت کی ان صاحبون کی تھین لغویات ناچ و رنگ مین عمر بسر کی تھی پھر کیونکر مآل اندیشی کو سمجھتے ایک فقط راے اپنی دولتخواہی اور دلسوزی سے متواتر عرض کرتا تھا کہ حضرت جو صاحبان عالیشان کہتے ہین مان لیجیے اگر اسطرح پر آشتی صلح ہوجائے تو لڑائی سے بہتر ہے کس واسطے کہ جنگ دو سر دارد اور یہ جو مقربان خاص آپ کو صلاح دے رہے ہین اسکا انجام بہت برا ہے اور خدا نخواستہ بگڑ بھی پڑا ئین سے کوئی نظر نہ آویگا آگے سے رموز مملکت خویش خسروان دانند۔

کہتے ہین کہ جب وہ وقت آیا جیسا راجہ کہتا تھا نواب صاحبان ہاتھی پر سوار میدان مصاف سے چلے راجہ نے پکار کر کہا کہ حضور ساز عیش و عشرت یہین رہا جاتا ہے پھر کون سُنتا تھا +

القصہ راجہ نے جب دیکھا کہ باتین خیر خواہی اور عاقبت اندیشی کی خلاف طبع جناب عالی ہوتی ہین آخر تنگ ہوکر وکیل صاحبان عالیشان کو جواب صاف دیدیا کہ مین اپنے حق نمک سے ادا ہوا اور سب نشیب و فراز سمجھا چکا اور یہ خوب جانتا ہون کہ مقربان خاص نے جناب عالی کو میری طرف سے منحرف کردیا ہے مین نمک پرورد قدیم ہون اب خدا کو اختیار ہے +

جناب عالی بھی اس مقدمے مین ایسی اختلاف راے اراکین سے پہلے متردد ہوے کہ آخر مین کیا کرون لیکن بہرحال تدبیر تقدیر سے مجبور ہے اب جو ہونا ہو سو ہو مین اپنے قول و اقرار سے باہر نہونگا بہرحال حمایت عالیجاہ کرنا چاہیے افوض امری الی اللہ کافی ہے +

کہتے ہین کہ عالیجاہ کے ساتھ باوصف اخراجات لڑائی کی جسمین کرورون روپیہ صرف ہوا اس حالت سراسیمگی مین بھی ۳۰۰ ہاتھی خزانہ و جواہر و اشرفی کا ساتھ تھا اور نمک حرامون سے جو خورد برد ہوا اور جسقدر جہان رہگیا یا تلف ہوا اوسکا حساب نہین +

خلاصۂ لڑائی عظیم آباد و بکسر و میدان کوڑا جہان آباد وغیرہ جو گذرا

القصہ کشتیونکا پل دریاے گنگ پر بندھا لشکر ظفر پیکر نے عبور شروع کیا راجہ بلونت سنگہ بنارس باعتماد اقوال راجہ بینی بہادر ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھا اور سب سردار قوم افغان مثل نواب عنایت خان بیٹے حافظ رحمت خان کے اپنی جمعیت لشکر سے حاضر تھے اور انبوہ عوام لشکر مین ہنگامۂ لوٹ اسقدر تھا جسکا حساب نہین اور درانی اپنی خوبی ضبط و ربط سے لشکر مین خانہ جنگی کرتے جاتے تھے افسرون کا کہنا نمانتے تھے ایک دوسرے کا مال چرا لیتے تھے کوئی مظلوم و غریبونکی داد بیداد کو نہ پہونچتا تھا اور وقت روانگی لشکر جو راہ سے پیچھے رہ جاتا تھا وہ قزاق اور

راہزنون کا شکار ہوتا تھا اور اگر کوئی مال سے جان کو عزیز سمجھتا تھا مارا جاتا تھا کثرت لشکر سے کوچ و مقام مین امتیاز نہ تھا اور جو چیز شاہجہان آباد مین مشکل سے ملتی تھی وہ لشکر مین بے منت ملتی تھی ۔

راہ مین بعض دولتخواہون نے جناب عالی سے عرض کیا کہ انگریزون سے موافق ضابطۂ متعارف ہندوستان لڑنا نچاہیے صلاح دولت یہ ہی کہ اگر فوج مغلیہ صف بستہ و دستہ بستہ ہوکر چلے کسواسطے کہ اگر رسالہ ہزار سوار کا ہوگا اسیطرح آراستہ ہوکر چلے گا اونپر دفعتاً پچاس ہزار نہ آسکیگا پس مناسب ہے کہ رسالہ جوانان خوش اسپہ اور سردار اور اونکے افسر جانفشان منتخب ہوکر ہمراہ رکاب ساتھ رہین اور مخدرات عصمت مع فوج زائد افسران معتمد کے ساتھ سرحد ملک سرکار پر رہین جناب عالی جریدہ مع فوج جرار انگریزون پر جا پڑین کسواسطے سنتے ہین کہ انگریز مقام بکسر سے متزلزل ہوکر اوٹھ جاتے ہین اگر اولوالعزم صبح جب تک کہ وہ مستعد و طیار ہون آپ وہان پہونچ جائیگا تو اس صورت مین اگر اونکی جمعیت متفرق و پریشان ہو گئی اور انتظام لڑائی کا برہم ہو گیا آپکی فتح و نصرت ہی اور جو سامنے آکر مقابلہ کرے اوسے تلوار سے مارنا چاہیے اور اسباب جو پس ماندگان کا ہاتھ لگے جائے اوسے آگ لگانا چاہیے اور توپین بھاری جو ہاتھ لگین اونھین ناقص کرنا چاہیے کسواسطے کہ دفعتاً اونکا لیجانا مشکل پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ باوصف اس اہتمام اور انتظام کے کسی سے کچھ نہو سکا ہر چند کہ جناب عالی خود بنفس نفیس متوجہ ہر انتظام پر ہوتے تھے مگر فوج ظفر موج جو پیشتر سے عادی و خوگر اپنی رفتار کی ہو رہی تھی کب سنتی تھی اور کب مانتی تھی جتنا سمجھاتے تھے اونکے خلاف کرتی تھی راہ چھوڑ کسی گانون مین سے اپنی راہ پر آتی تھی اوسے لوٹ کر آگ لگا دیتی تھی رعایای گانون اپنے گانون سے جان بچا کر دوسرے گانون مین اپنے لٹنے کی خبر کر دیتی تھی وہ اور یہ دونون ملکر آگے جاکے بسیرا لیتے تھے اس صورت سے ملک بھی دونون طرف راہ سے برباد و ویران ہوتا چلا جاتا تھا ہر چہار طرف ایک ہنگامۂ داد و بیداد برپا ہو رہا تھا ظاہر ہے جب یہ صورت خودسری کی ہو فتح کہان خواہ نخواہ شکست ظاہر ہے ۔

باوصف ان سبکے نظر بکثرت فوج صاحبان عالیشان نے محض ازراہ دوراندیشی مع
میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین پہونچکر فوج جریدہ سے ارادۂ مزاحمت ارول سے آگے بڑھ کر
کیا تھا اور اب تاب صدمات فوج قاہرہ نجانکر مقابلے سے مُنہ پھیرا تھا اور بہ ڈر انیون کے
ہاتھہ سے جو راہ مین ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے بچکر قلعۂ شہر مذکور مین داخل ہوئے تھے
اور کئی توپین قلعے کے برجون پر چڑھا کر آپ بھجا پہاڑی کیطرف سد آب جابجا جھیل پر ٹھہری
تھے اور ایک توپ کو پہاڑی کی چوٹی پر لگایا تھا اور میر محمد جعفر خان اور اونکی فوج کو سد
آب جابجا پر مامور کیا تھا اور جانب جنوب شہر کو چھوڑ کر کئی کمپنی تلنگہ سے خود اوسکی حفاظت کو
مستعد ہوئے تھے یعنی میر محمد جعفر خان کو اپنے پشت سر کیا تھا +

نواب وزیر الممالک مقام سید آباد سے بسبب طغیانی آب سیدھے راہ عظیم آباد چھوڑ کر
دریای سوہن کے کنارے اوترے تھے وہان سے کوچ کرکے عظیم آباد سے چار کوس پر پہونچے
یہان باوصف کثرت کنوئون کے پھر بھی لشکر مین پانی کی قلت ہوئی ہرچند اور بھی کنوئین
کھودے تھے دوسرے دن جناب عالی مع فوج بحیاب سوار ہوئے اور شارع عام سے آگے
بڑھ گئے اور راجہ بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ اور اور فوج دست راست جناب عالی قریب
جاکر ٹھہری نواب عنایت خان دو تین ہزار سوار روہیلہ سے اور گشائین ہمت بہادر
پانچ چھہ ہزار سوار سے اور عالیجاہ پانچ پلٹنیں لیکر بسر کردگی سمرو انگریزی توپون سے
اور پانچ چھہ ہزار اور فوج دہنی طرف راجہ بینی بہادر کے دو رتبہ مقابل فوج میر محمد جعفر خان
اور پہاڑی کے جاکر جمے لیکن توپ کی زد سے دور ہٹ کر +

غرض جب اسطرح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جناب عالی عمارات آبادی
خارج شہر سے ہوکر آہستہ آہستہ قریب میدان علی باغ کے بڑھ آئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر
پہلے لڑائی بان اور توپ سے شروع ہوئی جناب عالی مع فوج دلاوران ازراہ شجاعت و تہور
قدم بقدم آگے بڑھنے لگے انگریزی فوج سے بھی توپ چلنے لگی اور سمرو کی بڑی توپ کا
گولہ جو صفوف عالیجاہ سے دور تھا زیادہ کام کرتا تھا تلنگے اوسکی فوج کے زخمی ہونے
لگے اور کبھی گولہ سر فوج سے گذر کر درمیان اوسکے اور عالیجاہ کے میدان مین

گرد پڑتا تھا اور شعلۂ آتش شرربار دونون فوج کا فلک پر پہونچ رہا تھا اور تتق دود سیاہ
مشعل ابر سیاہ مُلیط محیط کرہ بخاری کے ہو رہا تھا اس عرصے مین جناب عالی نے شتر سوار
عالیجاہ کے پاس بھیجا کہ مین مقابل تمھارے دشمنون کے لڑ رہا ہون تم وہان کھڑے ہوئے
کیا کر رہے ہو اوسطرف سے تم بھی مثل میرے مقابل ہو کر یورش کرو کہ اوپر عرصۂ قتال تنگ
ہو جاے اور اگر تم میرے پاس نہ آسکو سمرو کو مع توپ میرے پاس بھیجدو کہ میرے آگے
توپین مارے اور سوار گرد و پیش سے جمع ہو کر حملہ کرین عالیجاہ نے اوس ہنگامۂ حشر و نشر
مین کچھہ نہ سُنا جہان تھا وہان سے حرکت نکی ادہر وہ بھی اپنے مقام سے نہ سرکا یہان تک
کہ دو پہر ہوگئی مگر گسائین نے اپنے ناگون سے حملہ کیا لیکن آگے نہ بڑھ سکا کسواسطے کہ
توپ کے چھرے کے آگے ٹھہرنا مشکل ہے بس وہ دن تو اسیطرح تمام ہوا +

خلاصہ اسیطرح ہر روز دلاوران لشکر فلک یورش کرتے رہے کبھی مورچال میر محمد جعفر خان سے
کبھی جانب شرق شہر سے اور یہ ارادہ ہر روز شہرت پاتا تھا اور کچھہ نہو سکتا تھا جیسا
فساد لکھنو مین بیلی گارد کا حال دیکھا کہ رام چاہے تو اسے کھڑے کھڑے لین گے
اسیر مسلمان قران ہندو گنگا جل ہر روز اوٹھاتے تھے +

اس عرصے مین ایکدن جناب عالی چند سوارونسے موافق ضابطۂ قدیم اطراف شہر اور
مورچال پر پھرتے تھے کہ ناگاہ کپتی صاحب مع سید مہدی خان کمی بھرے تلنگون سے
اطراف حصار قلعہ سے نکلکر لشکر جناب عالی پہ آتے تھے راہ مین سامنا ہوگیا طرفین سے
ازراہ نادانستگی بسبب جوشش تہور بطور قراولی رد و بدل نیزہ و تیر و شمشیر ہونے لگی
جب بہت قریب ہوے میر مہدی خان نے جناب عالی کو پہچانکر ایک صاحب سے کہا کہ
تم جانتے ہو وہ جوان خوش شروانین سے کون ہے وہی نواب ہے اگر اسوقت ہاتھ آجاے
تو پھر لڑائی ختم ہو صاحب نے اپنی فوج سے کمک طلب کی اور جناب عالی کو اپنے لوگون سے
اٹکایا جب سپاہی فوج انگریزی کی دور سے نظر آئے ایک شخص نے دوڑ کر لشکر مین خبر کی
کہ جناب عالی فوج انگریزی مین گھر گئے ہین اس عرصے مین خود جناب عالی نے ازراہ دانائی
گھوڑے کی باگ پھیری اور آہستہ آہستہ دور ہو کر اپنی سرحد لشکر پر آپہونچے لیکن مجروح

سننے اس خبر کے لشکر مین تلاطم اور انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا مالیجاہ مع اپنے رفقای خاص لیکر اور جان نثاران جناب عالی اوسوقت سب کے سب مردانہ وار جا پڑے اور سجدات شکر خدا بجا لائے اور باتفاق داخل لشکر ہوے ع رسیدہ بود بلائی ولے بخیر گذشت +

القصہ اسی صورت سے مہینے بھر تک یہی حال رہا مقابلہ اور مجادلہ انگریزون سے ہوا کیا اس عرصے مین موسم برسات آپہونچا رای جناب عالی اور تجویز رفقای خاص یہ ہوئی کہ اب اسقدر نزدیک حصار قلعہ کے ٹھہرنا اچھا نہین مناسب وقت یہ ہی کہ بکسر مین جاکر چھاونی کیجیے کہ وہ ملحقات صوبۂ عظیم آباد ولب دریای گنگ مقابل ملک جناب عالی قریب علاقہ راجہ بلونت سنگہ ہے انشاء اللہ تعالی بعد برسات بخوبی تدارک لڑائی کا کر کے مقابلہ کرینگے پس لشکر مین حکم نقارۂ کوچ ہوا +

اس عرصہ مین بادشاہ کو بھی بواسطہ تحریر خطوط بعض ہواخواہان انگریزی نظر بر ید اتحاد صاحبان عالیشان اور اونکی عمومی جہان کو منظور ہوا کہ با خفا سازش و اتفاق صاحبان ممدوح سے کیجیے تو بہتر ہے اور نواب منیر الدولہ کا پانوٗن بھی بساط استقلال سے لغزش مین آیا لیکن دانایان فرنگ نے اس صورت مین خلاف حکمت جانکر قبول نکیا کس واسطے کہ بادشاہ کو مستقل مزاج نجانتے تھے بلکہ تابع مرضی و فرمان پذیر ارکان دولت سمجھتے تھے +

خلاصہ جب میدان مصاف مقابلے سے خالی ہوا عین شدت برسات مین میجر منرو جو مقابلہ جناب عالی پر مامور تھے فرصت وقت غنیمت سمجھکر تھوڑی سی فوج موافق ضبط حساب غلہ و رسد وغیرہ ضروریات لیکر عظیم آباد سے چلے اور کہا کہ مین اسی فوج قلیل سے چند روز مین نواب پر ظفر پاکر پھر آتا ہون +

ادھر جناب عالی موسم برسات جانکر چھاونی بکسر مین باطمینان خاطر مشغول لہو و لعب ہو رہے تھے کہ گویا اپنے ممالک محروسہ مین لطبیہ سیر و شکار نکلے ہین بلکہ ایک ٹوٹی توپ جو پیچھے دونون کنارہ دریاے سون مین مقابل فوج انگریزی فقط بحفاظت پل چھوڑ آئے تھے اوسے بھی منگا لیا تھا بہرکیف جو ہونا تھا وہ ہوا اب مختصر خاتمہ محاربہ یہ ہے +

۱۱۷۸ ہجری ۱۷۶۴ء جناب عالی مع فوج مغلیہ اور شجاع علیخان عرف میان عیسی

شجاع قلیخان میان عیسی اور شیخ زادے تلنگون کی بندوقون کی آواز سنکر اس گمان سے
کہ مبادا ہمسے بہادر ہمسے زیادہ اپنی ناموری کرجاوے حضور جناب عالی ہمین خجالت ہوگی
مضطرب ہوکر بے دریافت حال پشت سر شمرو سے نکلکر بڑھے لیکن انکے آگے جھیل اور دلدل
تھا گھوڑونکا اوسمین سے گذرنا مشکل پڑا علاوہ اسکے باڑھ کے آگے ٹھہرنا آسان نہین اس عرصہ مین
انکے جانے سے شمرو کی توپ جو فوج انگریزی پر گولہ برسا رہی تھی رک گئی کسواسطے کہ میان عیسے
دونون صف مین حائل ہوگئے تھے اب انگریزی گولی شدت سے برسنے لگی آخر میان عیسے
بہزار خرابی تھوڑے سوارون سے جھیل کے پار ہوکر نشانے گولیون کے ہوگئے اور لوگ جو
بہادری سے میدان مین ڈٹے رہگئے تھے انکی بھی پانوؤن مین لغزش ہوگئی جسطرح موج دریا شدت
ہوا سے تلاطم مین آجاتی ہے اور سب سے زیادہ آفت سماوی یہ ہوئی کہ جب لڑائی شروع
ہوئی تھی ہوا موافق تھی اب موخہ پر کی ہوگئی طرفین سے دھوان جمع ہوکر مثل ابر سیاہ
نمایاں چھا گیا اس عرصے مین تلنگے جو مقابل مینی بہادر تھے داخل لشکر ہوگئے اور سبکو زیر بار
رکھہ لیا اس صورت مین کسیکا پانون نہ ٹھہر سکا ایک تزلزل عظیم لشکر مین پڑگیا ہر ایک کو اپنی
جان کا بچانا مشکل پڑا پہلے حضرات مغلیہ جو ہمقوم و ہم قبیلہ تھے اور کسی نا کس اپنے تئین
نواب جانتا تھا اور اپنی نخوت و غرور سے سبکو نامرد جانتے تھے یہ رنگ دیکھکر اپنے آقاے
نامدار سے ہاتھہ اوٹھا کر بھاگنے لگے کہتے ہین کہ لڑائی مین خدا نکرے کسیکا پانون اوکھڑے
دفعتہً سبکے پانون اوٹھہ جاتے ہین آخر اپنے لشکر کو لوٹنے لگے جناب عالی یہ حال مین دیا
دیکھکر ایک ساعت تک متحیر رہے تماشاے قدرت خدا دیکھنے لگے پھر گھوڑے پر سوار نیزہ
ہاتھہ مین دہنے بائین دوڑتے پھرتے تھے اور ہر افسر کو پکارتے تھے کہ ای نامردو کہان بھاگ کر
جاؤگے کچھہ تمھین شرم و حیا اور خیال نمکخواری نہین وہ حمیت ہمقومی اور غرور کجکلاہی کیا ہوا
کوئی نسنتا تھا بلکہ سیدھی راہ کاٹ کے اپنی راہ لیتے تھے جناب عالی کیطرف نہ آتے تھے
آخر جناب عالی تھک کر ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہورہے تصویر اس حال کی سرکار
شاہی مین تھی مؤلف کتاب نے بھی اوسے دیکھا تھا ؎

غرض فوج انگریزی نے داخل خیام ہوکر نقد و جنس و جواہر جو پایا خاطر خواہ لوٹا جسکا حساب نہین

جنکی جمعیت فوج چھ سات ہزار سوار وپیادہ تھی ہمرو مع موسیو شیر مدک فریں پشت پر آٹھہ
ضرب توپ سے بڑھے اور راجہ بینی بہادر نے کنار دریای گنگ قریب خرابہ ہای آبادی
قیام کیا اور یہ دونون صاحب توپین اور آٹھہ پلٹن لیکر جو بطریق انگریزی آراستہ تھین
مقابل فوج انگریزی ہوے اور جناب عالی دہنی طرف سے بینی بہادر بائین جانب سے
مستعد ہوے لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے توپ کا گولہ برسنے لگا اور سپاہ مجروح و
مقتول ہونے لگی جناب عالی بکمال جسارت و تہور مع فوج مغلیہ فوج انگریزی پر یورش
کرنے لگے اور غازیان رکاب ظفر انتساب داد مردانگی دینے لگے اور ہمرو و موسیو مدک کی
توپون سے اور جناب عالی کے متواتر یورش سے فوج انگریزی عاجز آگئی اور مآل اندیشی سے
بار سفر کشتیون پر کر چکے تھے صاحب کمان افسر نے جب یہ صورت دیکھی کہ اونکے آگے
جھیل اور دلدل ہے یورش نکر سکینگے فوج کو کنار دریا بھیجا کہ تم بینی بہادر پر یورش کرو جو تمھارے
قریب ہے چنانچہ فوج آہستہ آہستہ کنار دریا چلی اور ایک ایک سپاہی اون خرابہ شہر کے
نزدیک جا پہونچا جہان فوج راجہ آڑ پکڑ کر باطمینان بیٹھی ہوئی تھی شیخ غلام قادر اور
شیوخ لکھنؤ معتمدین راجہ بندوقین ہاتھہ مین لیے گھوڑون سے اوتر خرابہ کے زیر دیوار آڑ
پکڑے بیٹھے تھے تلنگے انکی نظر بچا کر تنگ گلیون سے ہو دفعتاً دیوارون پر چڑھکر پہلے
بینی بہادر کے لوگون پر پتھر اینٹین ڈھیلے دیوارون سے نکالکر پتھراو کرنا شروع کیا
اسواسطے کہ جب دیوار کی آڑ سے علیحدہ ہوجاینگے گولی کی زد پر آجاینگے شیخ غلام قادر
اوسوقت خبردار ہو کر مع اپنے رفقا لڑنے پر اوٹھہ کھڑے ہوے جب تک کہ سب شیخ جمع
ہوجائین اس بلا کو سر سے دور کرین اب تلنگے جمع ہو مع اپنے افسر صف آراستہ ہو گئی
طرفین سے گولی چلنے لگی بعد دو تین باڑھ کے شیخ غلام قادر وغیرہ حق نمک سے ادا ہو کر
خاک پر گر پڑے باقی بیدل ست چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے راجہ نے سراسیمہ ہو کر
رفقا سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرین اگر ثابت قدم رہین تو یہین جان دینا ہے اور اگر زندگی
عزیز ہے تو یہان سے نکل جانا مناسب ہے بعض جان نثارون نے چاہا کہ گھوڑون سے اوتر پڑین لیکن
تلنگے دفعتہً مثل باد صرصر آپہونچے راجہ نے خود اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اوسطرف سے

بلکہ تکلف یہ ہوا کہ اس لوٹ میں ہزارون نمکخوار بھی شریک ہو گئے تھے اب ناظرین بچشم انصاف دیکھیں کہ یہ فوج مور و ملخ کئی پلٹن انگریزی سے کس وجہ سے بھاگی بنظر حسن تدبیر ظاہری نااتفاقی و بی انتظامی و بی ترتیبی و سرکشی دو سر اقبال و ادبار آقا اور تاثیر نیت خاص

الغرض یہ سب بھگیلے سراسیمہ پریشان حال درگاوتی ندی کے پار ہونے کو جمع ہوے فوج انگریزی پیچھے چلی آتی تھی اونے سبکو زیر بار ڈھر کھ لیا تھا اور دونون طرف کے لوگ اس پار اوس پار کے خاک مذلت پر گر رہے تھے اس جہت سے عجیب حال سب کا ہو گیا تھا کیسکے ہوش و حواس باقی نرہے تھے ہزارون دریا مین ڈوب کر مر گئے تھوڑے سے عبادی لشکر و نیچے لشکر بادشاہ بھی اوس پار اوترا جناب عالی بھی پار اوترے آخر بیگمیان عصمت کو روانہ الہ آباد کیا

بادشاہ بھی جناب عالی سے صاف نہ تھے بلکہ کبیدہ خاطر ہو کر ملاقات صاحبان عالیشان کے بہانے دھونڈھتے تھے اوسوقت جب صاحبان عالیشان نے بادشاہ کو دبا پر وبال دکھیا اور اونکی عظمت و جلالت و شان و شوکت کی خوب قلعی کھل چکی اور اپنا بھی دبدبہ قوت و زور دکھا چکے تھے راہ و رسم مراسلات اور درخواست اپنے پشت و پناہ ہونے اور امانت کی ظاہر کی یہ فہم و فراست دانایان فرنگ کو خدا نے عنایت کی ہے اور امر تقدیری جدا ہے پس یہین سے ظاہر ہے کہ صاحبان عالیشان نے قناعت اسی زینہ وزارت پر ٹھہر کر بیش قدمی خلاف عقل سمجھے والا تسخیر بلاد ہندوستان اوسیدن ہو دیکا تھا شرق سے غرب تک کی حقیقت تو کھل چکی تھی شمال میں کوہستان جنوب مین سمندر وہان اپنے زیادہ کون ایسا تھا لہذا اس زینہ پر مستقل رہنا چاہیے پھر مدارج سلطنت پر جانا آسان ہو جائیگا اور یکایک کیسکے گھر مین چلے جانا نچاہیے اگرچہ اسمین ایک مدت گذر جاے مگر آہستہ خرام بلکہ مخرام اب یہ سب حقیقت حال اس زمانہ حال مین کھل گئی خوف اتفاق قوم سب کا جاتا رہا گویا سب چراغ ہندوستان بجھہ گئے

القصہ جناب عالی بصلاح نواب عنایت خان بانس بریلی تشریف فرما ہوے وہان بھی

اپنا رہنا مناسب سجانا بلکہ روہیلون سے مطمئن نہوے چنانچہ ایک دفعہ سپاہ سے کچھہ فساد بھی ہوا حافظ رحمت خان نے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہمارے ملک مین ہوا بڑی خجالت ہوگی عرض کیا کہ اگر حضور میرے ساتھہ نواب احمد خان بنگش نواب فرخ آباد کی پاس تشریف لیچلین غالب ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے سے سخارات دیرینہ نواب مرحوم کے وقت کی جاتی رہینگے اور آپ سے باطاعت پیش آئینگے اوسوقت بھی جمعیت لشکر جناب عالی کچھہ کم نہ تھی اور انھین دنون احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل نے میدان خالی دیکھکر قصد داخلہ شاہجہان آباد کیا تھا پھر سوچکر راہ مین سرہند تک ٹھہر رہا تھا کہ تحصیل زر بخوبی کیجیے اسی بہت سے جناب عالی کو بھی منظور ہوا کہ شاہجہان آباد جاکر معرفت نواب نجیب الدولہ شاہ کو عرضی دیجیے اور دو کرور روپیہ کا وعدہ پیشکش کرکے اپنی ملک کو لے آئیے لیکن وہان سے یہ تدبیر بھی بن نہ پڑی +

جب نواب روانہ فرخ آباد ہوے قریب شہر پہونچے نواب حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے اور بخوبی اونھین سمجھا کر استقبال کو لائے بڑی تعظیم و تکریم سے داخل شہر ہوے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال بجالائے +

آخر جناب عالی بصلاح نواب عمادالملک راؤ ملہار راؤ ہولکر کو ۵۰ ہزار جمعیت فوج سے اپنا شریک کیا کہ چالیس ہزار کوچ بیس ہزار مقام دینگے پھر وہانسے جمع ہو مع نواب عمادالملک صاحبان عالیشان سے لڑنے کو آئے چنانچہ یہ معرکہ جنگ کوڑہ جہان آباد کے میدان مین قریب کانپور ہوا +

جنرل کرنک صاحب بہادر نے جب یہ خبر سنی تھوڑی فوج لیکر آلہ آباد سے روانہ ہوے جب مقابلہ ہوا مرہٹون نے پہلے کچھہ ہنسے بائین ہاتھہ پانون ہلائے جب چھرہ توپ کا اور باڑھ چلنے لگی سیدھے سرحد گوالیار پر پہونچے مگر فقط ملہار راؤ تن تنہا اپنی جوانمردی سے رکھیا اور چاہا کہ میدان سے نہ ہٹے جناب عالی اور نواب عمادالملک سمجھا کر اپنے ساتھہ لیگئے کہ اسطرح جان دینے سے کیا فائدہ تمھاری بہادری مین کچھہ شک نہین لڑائی مین فتح و شکست کا اختیار بخدا ہے +

جب یہ فوج گذائی بھی بھاگی پھر فوج انگریزی نے لشکر کو لوٹا نواب عماد الملک کا بہت اسباب تلف ہوا نواب نجف خان جو جناب عالی سے بیدل و برخاستہ ہو رہے تھے وہ بھی بندیل کھنڈ پہونچکر داخل رفاقت صاحبان عالیشان ہوے فوج انگریزی جو لکھنؤ آئی تھی راجہ شتاب رای نے اوس سے انتظام ملک اودھ کیا اور جماعت افاغنہ جسنے وعدہ حتمی رفاقت جناب عالی کا کیا تھا وہ مرہٹون کا بھی مقابلہ دیکھہ چکے جناب عالی مضطر ہو کر پھر فرخ آباد آئے کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد قبض و تصرف اپنے ممالک محروسہ کے بدل چاہا کہ نواب عماد الملک کو ۲۰ لاکھہ کا ملک علیحدہ کر کی دیوین کسواسطے کہ وہ ہر حال مین شریک رہے تھے مگر اونھون نے اوسے قبول نکیا خلاف اپنی ہمت کی سمجھے اور وہی راہ و رسم فیما بین رہا

پریشان حالی نواب قاسم علیخان عالیجاہ اور شاہجہان آباد پہونچکر بحسرت مرنا

مختصر احوال پریشانی نواب قاسم علیخان یہ ہے کہ بہت صاحب مروت و فیاض تھے اگرچہ متلون المزاج خلقی تھے اور فی الحقیقت صاحبان عالیشان اور میر محمد جعفر خان دونون انکے محسن تھے اونسے اونھون نے سراسر خلاف کیا اہل تواریخ ممالک شرقیہ گرفتاری عالیجاہ نسبت خلاف جناب عالی جانتے ہین اونکے حق بجانب اور وقایع نگار اہل وقائق اس مملکت کے ازروی تحریرات مراسلات مخفی عالیجاہ سے جو درباب عزل و برہمی وزارت جناب عالی جو بادشاہ کو بھیجی تھی اونکی خطا جانتے ہین العلم عند اللہ ان امورات سلطنت کو کچھہ حکام خوب جانتے ہین ۔

خلاصہ شروع بگاڑ یہ ہوا کہ پہلے جناب عالی نے ۱۱ لاکھہ روپیہ معینہ ماہ بماہ کو طلب کیا جو محاصرہ عظیم آباد مین قرار پایا تھا عالیجاہ نے اس خیال سے کہ شدت تقاضای جناب عالی سے نجات ملے یہ جواب دیا کہ اگر مین مرشد آباد کو رخصت ہو کر جاؤن اور انتظام انگریزی مین خلل ڈالون تو مضائقہ نہین بالفعل فوج انگریزی یہان کم ہے وہ نہایت تسردد معلوم ہوتے ہین اگر مین وہان جاؤنگا تو کار سرکار بسہولت انجام پائیگا جناب عالی نے فرمایا کہ اگر عالیجاہ پھر کر نہ آئین تو کیا کرونگا خلاصہ بسیصورت کے سوال و جواب فیما بین ہونے لگے عالیجاہ عذر بے بضاعتی کرتے رہے آخر ایکدن جناب عالی نے معرفت

ابراہیم علی خان کے کہلا بھیجا کہ بادشاہ بقایائے صوبۂ بنگالہ وغیرہ عالیجاہ سے طلب فرماتے ہین اور اسپر تحصیلدار مقرر کیا چاہتے ہین اسکا جواب مجھے عالیجاہ دین اونھون نے جواب دیا سبحان اللہ ہین تو تمھارے بھروسے پر بیٹھا ہون جو مجھسے ممکن و مہیا ہوا اوسمین قصور نہین کیا اب مجھے مقدور کہان رہا ہے مجبور ہون اور بادشاہ کا مجھپر تقاضا نچاہیے جناب عالی بینی بہادر کو حکم فرمائین کہ وہ حساب سمجھ لے پھر جو باقی نکلے اوسکے ادا کرنے مین جسطرح کہ ممکن ہوگا قصور نکرونگا آگے آپ کو اختیار ہے ۔

القصہ ایسی بی التفاتی کی باتون سے مضطر ہوکر ایکدن عالیجاہ نے بسبب تحریک مصاحبان سفاہت شعار بغور تامل و فکر و مآل اندیشی لباس گیروا فقرا کا پہنکر بوریے پر بیٹھے اور رفقاء خاص بھی اسیصورت سے بنے انگشت نمائے خاص و عام ہوے جناب عالی نے اپنی رفع بدنامی سمجھکر علی ابراہیم خان کو نواب عالیہ کیطرف سے کہلا بھیجا کہ مین نے بادشاہ کے حکم سے کہلا بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دینا چاہیے تھا یا ترک لباس کرنا مجھے بدنام کرنا کیا ضرور ہے حاصل کلام بہت سے کلمات تشفی و دلجوئی کے کہلا بھیجے آخر خود تشریف لیگئی اور بہت سمجھا کر لباس فقیرانہ بدلوایا ۔

دوسرے دن سمرو ملازم عالیجاہ نے ازراہ نمک حلالی تنخواہ اپنی پلٹن اور توپخانہ کی بجبر لیکر جناب عالی کا نوکر ہوا اور اسلحہ حرب بندوق میگزین وغیرہ اپنی سرکار مین نہ دیلی اور برسونح جناب عالی سے عرض کیا کہ مجھے عالیجاہ نے حکم قطعی دیا تھا کہ بعد فتح انگریزی تم بے تامل لشکر جناب عالی کو لوٹ لینا جب جناب عالی نے یہ شکایت علی ابراہیم خان سے کی عرض کیا کہ اگر وہ اپنا رسوخ حضور سے نکرتا تو آپ سیاہ دشمن کو کیونکر نوکر رکھتے اور اسیطرح سردار لشکر بھی وقت بد دیکھکر اور اپنی عاقبت سمجھکر حیلۂ رزق جانکر لشکر جناب عالی مین چلے آئے ۔

دوسرے دن صبح کو موسیٹر جنتیل نے اپنی فوج لیکر خیمۂ عالیجاہ کا محاصرہ کر لیا اور اونھین ہاتھی پر سوار کرا کے ایک افسر کو نواحی مین بٹھا لشکر جناب عالی کے مقام معینہ مین پہونچا دیا اور جتنا مال واسباب نقد و جنس تھا سب ضبط سرکار جناب عالی ہوا اور سوای

علی ابراہیم خان سب رفقای عالیجاہ نے روسای لشکر جناب عالی سے موافقت وہیوی کرلی تھی غرض ایکدن پیشتر لڑائی بکسر کے عالیجاہ لنگڑی ہتھنی پر سوار مع اپنے عیال لشکر جناب عالی سے روانہ الہ آباد ہوے اور بجان واحد قید جناب عالی سے نجات پائی علی ابراہیم خان نے اوسوقت بیکسی مین بھی ازراہ دولتخواہی و نمک حلالی بمقتضای شرافت ہزار روپیہ نقد اور گھوڑا اپنی سواری کا بھیجدیا لیکن عالیجاہ نے ازراہ غیرت قبول نہ کیا پھیر یا بہزار خرابی افتان و خیزان الہ آباد پہونچے چھوٹے سے مکان کرایہ مین اوترے پھر لکھنؤ ہوکر روہیلکھنڈ ملک افاغنہ مین گئے اور قید فرنگ سے محفوظ رہے ہر چند یہ مرحلہ جناب عالی اور صاحبان عالیشان سے پہلے طی ہوچکا تھا کہ ہم عالیجاہ کو گرفتار کرکے تمھین نہ دینگے ۔

کہتے ہین کہ عالیجاہ کا خیمہ لکھنؤ مین کنار دریای گومتی زیر قلعہ مچھی بھون برپا ہوا تھا اونکے سامنے ایک طرف وہ قرآن ضمانت فیمابین دوسری طرف زنار ہنود رکھے تھے کہ اگر فتح جناب عالی ہوئی زنار پہن لونگا اور اس قرآن سے بے ادبی کرونگا یہانتک کہ خبر شکست بکسر سنی ۔

خلاصہ ملک افاغنہ مین بھی صورت قیام نہ ٹھہری بعد چندروز کے پریشان و خستہ حال ہوکر میانے مین سوار شاہجہان آباد پہونچے نواب نجف خان نے بڑے احترام سے اپنا مہمان کیا اور کہا کہ اب خیال ملک بنگالہ اور تصور عہدہ وزارت کو دل سے دھوکے حاضر حضور شاہی رہنا غنیمت سمجھئے مین بہر صورت آپکی خدمتگزاری اور کفالت کو حاضر ہون عالیجاہ بھی اپنی عادت قدیم سے مجبور تھے چندروز رہکر ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی دی کہ اگر غلام کو بجای نواب نجف خان حضور سرفراز فرمائین تو اوس سے بہتر انتظام ممالک محروسہ کرونگا جب نواب کو یہ خبر معلوم ہوئی آمد و رفت موقوف کی مگر کفالت سے ہاتھ نہ اوٹھایا بعد چندروز کے سبزی منڈی مین انتقال کیا حضرت شاہ مردان مین دفن ہوے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

اقامت جناب عالی بستر اران نگاشتیہ و بعد صلح فیض آباد کو آنا

خلاصہ جناب عالی بعد شکست بکسر سمت الہ آباد روانہ ہوے راہ مین مقام چھپر سے

جو قریب عظیم آباد ہے پردگیان عصمت کو بحفاظت وحراست مظفر الدولہ بخشی الملک ابو البرکات خان مہور جنگ ساکن قصبہ کاکوری قریب لکھنؤ سپرد کیا وہ روانہ بیلی بھیت بریلی ہوے اور خود جناب عالی جریدہ بعزم محاربہ ثانی صاحبان عالیشان بریلی ہو کر نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کے پاس گئے اس خیال سے کہ سرداران جنوبی اور بادشاہ درانی کو اپنی کمک کو لاوین جسطرح بالا اجمال مذکور ہوچکا لیکن کسیکے قول و فعل کو درست نپایا سبکی طرف سے دل ٹوٹ گیا کہ اینمین کسی سے سوای مکر و فریب و چرب زبانی کے کچھہ نہو سکیگا ٭

حقوق صاحبان روسای قصبہ کاکوری اس سلطنت مین اونھین حسن خدمات کی جہت سے ہی چنانچہ جب جنت آرامگاہ نے مسند وزارت پر جلوس فرمایا ایکدن وقت صبح برسبیل تفرج تشریف فرمای قصبہ مذکور ہوے غلام صفدر خان غلام حیدر خان نعمت الدولہ خان کے بیٹون کو طلب فرمایا خلعت سے سرفراز کر کے دونون کا دو دو سَو روپیہ مواجب مقرر فرمایا از راہ قدردانی و قدامت اونکا حفظ مراتب فرماتے رہے اور اب تک سرکار شاہی مین حافظ علیخان محفوظ علیخان وصی علیخان مولوی نہال الدین خان مولوی محمد خلیل الدین خان وغیرہ ہمیشہ سے خدمات عالیہ پر مامور رہے اب آخر سلطنت مین مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر منشی نواب گورنر جنرل بہادر جناب عالیہ ملکۂ کشور و جنرل مرزا اسکندر حشمت ولیعہد بہادر کے ساتھہ بسررشتہ سفارت لندن گئے شاید اونھون نے بھی کتاب سفر لندن اور حالات سرکارین لکھے ہین اگر قالب طبع پر پہونچینگے خاص و عام پر کھل جائیگا اور بالاجمال انکا ذکر بھی دوسری جلد مین اپنے سلسلہ مقام پر آئیگا اور ہر ایک کا وظیفہ شاہی کی جہت سے پنشن سرکار انگریزی سے ملتی ہے ٭

خلاصہ آمدم بر مطلب کتاب کہ نواب احمد خان بنگش کو اگرچہ غبار مقدمات دیرینہ جناب عالی کیطرف سے تھا مگر جب اونکے مہمان اس حال سے ہوے جسطرح مذکور ہوا وہ بخارات مبدل بخلوص کیجہتی تہ دل سے ہوے جناب عالی کا پریشان حال و تردد اور کم ہمتی مردان کارزار کی دیکھکر اپنی ننگ نہادی و عاقبت اندیشی سے عرض کیا کہ مین بہر حال آپکا شریک ہون نہ مثل اوروں کے اور ان سبکا احوال آپ پر منکشف ہوگیا

اب میری عقل ناقص مین صلاح دولت یہ ہے کہ آپ اس قوم سے صلح فرماوین تو بہتر ہی گذشتہ را صلوٰۃ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اوسکی صورت یہ ہے کہ آپ بے واسطہ تن تنہا اونکے پاس تشریف لیجائیے غالب ہے کہ صاحبان ممدوح ازراہ ہمت و جوانمردی آپکا بڑا احترام کرینگے اور کسیطرح کی دغا و فریب سے پیش نہ آئینگے کسواسطے کہ اونکا بھی یہی مرحلہ اول ہے کبھی امر مین جلدی نکرینگے بلکہ آپکی صلح کو غنیمت جانینگے اور جو شخص آپ سے ادعای محاربہ کرے اوسے اپنا دشمن جان و آبرو جانیگا جو حق دوستی و خیرخواہی و عاقبت اندیشی تھا عرض کیا آگے حضور کو اختیار ہے +

دوسری صورت خداداد یہ ہوئی کہ کوڑہ جہان آباد کی لڑائیمین یا موہی اگر مین اتفاقاً دو صاحب افسر جلیل القدر لشکر انگریزی سے بگھی پر سوار چلے جاتے تھے راہ مین باقرخان کے رسالے کے سوار گرفتار کرکے لے آئے بعض کوتہ اندیش نے چاہا کہ مثل گرفتاری عالیجاہ قتل کرین اون صاحبون کو بھی اپنا قتل یقین ہو گیا کہ دشمن کے ہاتھ سے جان کا بچنا مشکل ہوتا ہی لیکن جناب عالی نے ازراہ جوانمردی اونھین بڑی عزت و احترام سے علیحدہ خیمے مین رکھا تھا اپنا مہمان کیا اور لوازمہ مہمانی مہیا فرمایا اور جتنی چیزین ضروری تھین سب کو حکم فرمایا امر عجیب یہ کہ لشکر اسلام مین شراب غیر ممکن تھی بہزار تلاش وہ بھی میسر ہوئی اور جس چیز کی احتیاج ہوتی تھی مہیا ہو جاتی تھی ایکدن وہ دونون صاحب حاضر حضور جناب عالی ہوے تھے اور ایکدفعہ خود بھی جناب عالی اونکے خیمے مین تشریف لیجاکر متواتر ارشاد فرماتے تھے کہ جب آپ کا جی چاہے بسلامت اپنے لشکر چلے جائیے وہ کہتے تھے ہمین یہ صحبت آپ کی بہت غنیمت ہے جسدن رخصت ہوے آٹھ گھوڑے خاصہ سواری کے چار ہاتھی کشتی جواہر بیش قیمت دو ہزار اشرفی عنایت فرمائی +

جب یہ دونون صاحب جلیل الشان اپنے لشکر مین بسلامت باعزت داخل ہوئے اپنے کمان افسر سے جناب عالی کی ہمت و جوانمردی و مہمانداری کی بہت تعریف کی او صاحب بھی مشتاق ملاقات ہوے اور یہ صاحب بھی محرک اصلاح حال ہوے اقبال اسے کہتے ہین اور جب خدا چاہتا ہے بگڑے کام سب بن جاتے ہین ملی گاردین کسیکو

کچھ مین نہ پڑا ایسا نشہ غفلت بخودسری سبکے سر مین سما گیا تھا +

غرض صورت اصلاح حال و صلح یہ ہوئی کہ مہدی گھاٹ پر کنار دریای گنگ لشکر جناب عالی
اوس پار جانب شمال لشکر انگریزی تھا جناب عالی جریدہ بسواری پالکی جھالردار چند خواص
اردلی سے کشتی پر سوار ہو اوس پار تشریف فرما ہوے جنرل کرناک صاحب کپتان افسر کو جب یہ
خبر پہونچی پہلے متعجب و متحیر ہوے جب قریب کشتی پہونچی مع افسران جلیل الشان خیمے سے نکلکر
استقبال کیا لب فرش تک جلو سواری مین رہے جب پالکی سے اوترے معانقہ ہوا توپ
سلامی کی چلی داخل خیمہ ہوے اور مثل بلازمین انتہای تعظیم و تکریم سے پیش آوے پہلے جناب عالی
نے کچھ کلمات یاس ارشاد فرمائے جنرل صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا آپ سے ارادہ لڑائی کا
نہ پیشتر تھا نہ اب ہے ہمنے آپکی مروت و ہمت و جوانمردی کا مثل نہ دیکھا اور نہ سنا لیکن از بسکہ
قاسم علیخان نے ہمسے نقض عہد و میثاق کیا اور بدلے ہماری نیکی کے بدی پیش آیا اور
درپے ہمارے قتل و قمع کے ہوا اور ہمارے بیگناہون کا خون ناحق بہایا پہلے ہم بھی خائف تھے
لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ جوانمردون سے خالی نہین ہوتا اور مرد وہ ہے جو بر وقت غالب ہونے کے
دشمن پر رحم و ہمدردی سے پیش آئے جیسا آپنے اپنے مہمانون پر مہمان نوازی فرمائی ہم سب کے سب
شکرگزار ہین اور آپکے استقلال کے کیونکر قایل نہین اور یہ صورت خاص لڑائی کی فقط بیوفائی
سپاہ سے ہوئی بہر حال مضی ما مضی اب ہم آپکے دوست کو اپنا دوست سمجھین اور دشمن کو آپکے
ہم سزا دین ہمارے دشمن کو آپ زیر تیغ لین جناب عالی کو پہلے جسقدر تشویش و خلجان خاطر تھا
وہ سب رفع ہو کر شگفتگی و تسکین خاطر ہوئی اور ہر سوال کا جواب مناسب دیا اور باتفاق صاحبان
عالیشان حاضری نوش فرمائی اور رفع اشتباہ کو اوسی خیمے مین استراحت بھی فرمائی یہی طریقہ
مہمانی و ضیافت سرکار شاہی کا تا انتزاع سلطنت رہا اور طرفین سے استقبال و مشایعت
کی وہی صورت رہی +

بعض کتاب کہنہ تواریخ انگریزی مین جو بعض کلمات عجز جناب عالی تحریر کیے وہ
کسی ثقات سے نہین سنے +

خلاصہ بعد ہفتہ عشرہ معرفت رای شتاب رای تصفیہ صلح سرکارین اس صورت سے ہوا

کہ پچاس لاکھ روپیہ صرف لڑائی وہ جناب عالی دین نصف نقد و نصف باقی بر تنخواہ صوبہ اور جسقدر اس عرصۂ قلیل مین تحصیلداران انگریزی نے تحصیل کیا ہے وہ مجرا لین اور ایک صاحب رزیڈنٹ سرکار جناب عالی مین بعہدۂ وکالت حاضر رہے اوسے کسیطرح کی مداخلت مقدمات جناب عالی مین نہو اور طرفین دوست کو دوست دشمن کو دشمن ایک دوسرے کا سمجھین اور جو سرکش متمرد ہے اپنی قوت دکھائے اوسے ہر ایک اپنی اعانت فوج سے زیر و زبر کرے اور خرچ جسکے ذمے پڑے وے جب یہ عہد و میثاق ہوچکا جناب عالی اور جنرل کرنک الہ آباد تشریف فرما ہوے ✦

نقل عہدنامہ جناب عالی

رائٹ انربل رابرٹ لارڈ کلیو بیرن آف پلاسی نائیٹ کمنڈنگ آف دی موسٹ انربل اور لارڈ آف دی باتھ میجر جنرل اور سپہ سالار فوج اور پریزیڈنٹ کونسل و گورنر فورٹ ولیم اور تمام آبادیہای متعلق کمپنی مشتملہ سوداگران انگلستان جو تجارت ہندوستان کے اضلاع بنگالہ بہار اوڑیسہ مین کرتے ہین اور جان کارنیک صاحب برگیڈیر جنرل کرنل ملازم کمپنی مذکور اور کمنڈنگ افسر افواج متعینہ بنگالہ کو کل اختیارات اور حکومت من جانب نواب نجم الدولہ صوبہ دار بنگالہ و بہار و اوڑیسہ اور نیز من جانب کمپنی مشتملہ سوداگران انگلستان جو ہندوستان مین تجارت کرتے ہین عطا ہوئی ہے کہ صلح دوامی مستحکم ساتھ نواب شجاع الدولہ وزیر الممالک کے تجویز کرکے منعقد کرین اون لوگون کو واضح ہو کہ جنسے وہ متعلق ہے یا آیندہ متعلق ہوگی کہ مختاران کل مذکورہ بالا نے شرائط ذیل نواب سطور کو قرار دیے ہین اور منظور کیے ہین ✦

شرط اول ایک دوامی و عام صلح اور دوستی بیریا اور اتفاق مستحکم فیمابین نواب شجاع الدولہ اور اونکے وارثون کے ایک فریق اور نواب نجم الدولہ اور انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے فریق ثانی قائم ہوگا اور فریقین معاہدہ ہمہ تن مصروف ہوکر اتحاد باہمی فیمابین مین اور اپنے اپنے ممالک مین اور رعایا مین قائم رکھینگے اور آیندہ کسی حیلہ یا سبب سے اجازت برخلافی بر عکسی کی نہ دینگے کہ کوئی یہ امر کرے اور باحتیاط تمام امر مشتبہ

اور مشکوک کا لحاظ رہے گا جس سے خلل بعد ازین اس اتفاق مین واقع نہو +

شرط دوم درصورتیکہ ملک شجاع الدولہ پر بعد اسکے حملہ کسی دشمن کا ہوگا تو نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی اوسکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے کہ جیسی ضرورت وقت ہوگی اور جسقدر حفاظت ضروری ممالک اپنے سے بلا وقت ممکن ہوگی اور اگر ملک نواب نجم الدولہ پر یا کمپنی انگریزی کے ممالک پر حملہ آور ہوگا تو نواب ویسیطرح اونکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے درحالتیکہ فوج انگریزی کمپنی نواب کی معین رہیگی تو جسقدر خرچ عظیم اوسکا ہوگا اوسکی کفالت نواب پر ہوگی +

شرط سوم نواب بصدق دل وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز اپنے یہان نرکھے گا اور نہ آنے دیگا قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ وغیرہ وسمرو قاتلان انگریزان اور نہ کسی مغرور انگریز کو اور نہ کسیطرح اونکی مدد یا رعایت یا حفاظت اونکی کریگا اور وہ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو انگریز فراری ہوکر اوسکے ملک مین آئیگا اوسے بھی وہ حوالہ کردیگا +

شرط چہارم شاہ عالم بادشاہ قابض کوڑہ پر اور اوسیقدر جزو اضلاع آلہ آباد پر رہیگا جو اب اوسکے قبضے مین ہین اور جو اوسے واسطے قائم رکھنے حیثیت بادشاہی کے دیا ہے +

شرط پنجم نواب شجاع الدولہ پھر بھی بصدق دل ونیت درست وعدہ کرتا ہے کہ وہ بلونت سنگہ کو زمینداری بنارس اور غازی پور اور اون اضلاع پر جو اوسکے پاس تھے جب وہ نواب جعفر علیخان مرحوم اور انگریزون کے پاس حاضر ہوا تھا بشرطیکہ جسقدر مالگذاری وہ دیتا تھا اوسقدر دیتا رہیگا +

شرط ششم بنظر اسکے کہ کمپنی انگریز کا جنگ گذشتہ مین صرف کثیر ہوا ہے لہذا نواب اقرار کرتا ہے کہ وہ پچاس لاکھ روپیہ حسب تفصیل ذیل دیگا یعنی بارہ لاکھ نقد اور آٹھ لاکھ کے جواہرات جب یہ عہدنامہ تصدیق اور منظور ہوگا اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی وہ پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسیطرح پر کہ عرصہ ۱۳ مہینے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائیگا +

شرط ہفتم یہ تجویز قرار پائی کہ ملک بنارس اور جسقدر بلونت سنگہ مالگذاری مین وتابع نواب وزیر کو دیا جاتی گو بادشاہ نے وہ ملک کمپنی انگریزی کو دیا ہو لہذا یہ وعدہ کیا جاتا ہی کہ ملک مذکور حسب ذیل اوسے دیا جائیگا یعنی وہ سب ملک انگریزون کے پاس اوسوقت تک رہیگا جب تک میعاد عہدنامہ جو بلونت سنگہ اور کمپنی کے ساتھہ ہوا ہے منقضی نہو جاے اور تاریخ انقضا اوسکی ۲۷ ماہ نومبر سنہ ۶۶ع ہی بعد ازان نواب کو دخل دیا جائیگا اور قلعہ چنارگڈھہ پر دخل اونکا اوسوقت تک نہوگا جب تک شرط ششم عہدنامے کی بالکل تعمیل نہو جائیگی +

شرط ہشتم نواب کمپنی انگریزی کو اجازت دیگا کہ وہ تجارت بلا محصول تمام ملک مین کیا کرین +

شرط نہم تمام واسطہ داران اور رعایای نواب جسنے کچہہ بھی مدد یا اعانت جنگ گذشتہ مین کی ہوگی اوسکے قصور معاف ہونگے اور کسیطرح کی اونسے مزاحمت اس بارہ مین نہوگی +

شرط دہم جسوقت یہ عہدنامہ دستخط ہوگا اوسیوقت فوج انگریزی ملک نواب سے روانہ ہوگی صرف فوج قلعہ چنار کی باقی رہے گی اور اوسیقدر فوج قلعہ آلہ آباد مین رہے گی جسقدر واسطے حفاظت بادشاہ کے ضرور متصور ہوگی بشرطیکہ بادشاہ ضرورت اوسکی بیان کرینگے +

شرط یازدہم نواب شجاع الدولہ نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی یہ قرار کرتے ہین کہ وہ صدق نیت سے تمام شرائط مندرجہ ومقبولہ عہدنامہ ہذا کا لحاظ رکھینگے اور رعایت کرکے اور وہ حقیقۃً یا صراحۃً اپنی رعایا سے بھی شکستگی عہد روا و جائز نہ رکھینگے اور فریقین معاہدہ ضامن ایک دوسرے کے ہوتے ہین کہ تمام شرائط عہدنامہ حال کے تعمیل ہونگے اسپر دستخط اور مہر اور قسم ہر ایک فریق معاہدہ نے بمقام آلہ آباد بتاریخ ۱۶ ماہ اگست سنہ ۱۷۶۵ع روبرو ہمارے کی +

منشی اعتصام الدین لندنی اپنے رسالے مین لکہتے ہین کہ جب کرنل کلیو مخاطب

ثابت جنگ ولایت سے لارڈ ہوکر صوبہ بنگالہ کے بندوبست کو تشریف لائے جناب عالی سے ملاقات ہوئی اور طرفین سے عہد و میثاق کی یہ صورت ہوئی کہ صوبہ الہ آباد جسکا مداخل ۳۶ لاکھ روپی اور صوبہ کوڑہ جہان آباد ۳۴ لاکھ سال کا مجموع ۷۰ لاکھ خرچ بادشاہ کے واسطے حوالہ کیا جاوی باقی صوبہ اودھ جو ایک کرور پچاس لاکھ کا ہی اور پچاس لاکھ کا بنارس اور غازیپورہ ۵۰ لاکھ کا یہ جناب عالی کے اختیار مین رہے اور پچاس لاکھ صرف سپاہ لشکر کشی جناب عالی سے لیا جاوی یہ دو قطعہ صلحنامہ تحریر ہوے طرفین سے دستخط اور مہر ہوئی لارڈ صاحب نے اپنے ہاتھ سے انجیل جناب عالی کو دی اوسیطرح جناب عالی نے قرآن شریف دیا بعد اسکے معانقہ ہوا بعد ہفتے عشرے کے بادشاہ عالی گہر نے خلعت بحالی جناب عالی کو دے کر رخصت کیا روانہ فیض آباد ہوے +

نواب گورنر جنرل بہادر نے سند نظامت صوبہ بنگالہ نجم الدولہ میر جعفر علیخان مرحوم کے بیٹے کو دی اور سند دیوانی بنام کمپنی انگریز بہادر اس اقرار پر لی کہ ۲۶ لاکھ سالانہ خزانہ شاہی مین ارسال ہوا کریگا اور محاصل صوبہ بنگالہ بطریق تمغا نام کمپنی انگریز بہادر سند بادشاہ سے لکھوالی اور مقرر کیا کہ نواب نجم الدولہ ۶۰ لاکھ سالانہ اپنی ذات کیواسطے لیا کرین اور سب معاملات ملکی و مالی اور نگاہداشت فوج اور تحصیل مال متعلق صاحبان عملہ کمپنی کے رہے تحریر تاریخ ۲۱ ماہ اگست سنہ ۱۷۶۵ع مطابق ۲۴ ماہ صفر سنہ ۱۱۷۹ھ اسکے بعد نواب گورنر جنرل بہادر بسمت کلکتہ تشریف فرما ہوے اور شاہ عالم عالی گہر کئی برس تک الہ آباد مین رہے کسواسطے کہ شاہجہان آباد سے اپنے ارکان دولت کے ہاتھ سے تنگ ہوکر نکلے تھے یہ احوال تفصیلی کتاب مفتاح التواریخ مستر تامس ولیم میل محررہ سنہ ۱۸۴۰ع سے لکھا گیا +

غرض جناب عالی چندے وہ تک الہ آباد مین رہے الفرام تدبیر زر معہودہ کیواسطے وہان سے اپنے ارکان دولت جان نثاران خیرخواہان نمکخواران قدیم کو متواتر شقے بھیجے کہ ہر شخص بقدر مقدور مناسب ہے کہ مجھے روپیہ رسدی کرکے بھیجے جس سے میری آبرو رہجاوی پردہ دری نہو خدا چاہے تو مین ہر ایک کا روپیہ جلد ادا کردونگا سبھون نے پہلو تہی چشم پوشی کرکے عذرات بارد لکھے +

ایک راہ سے یہ تذبذب کا پیچ ہو سکتا ہے اوس زمانے مین اہلکار ایسے چور بھی نہ تھے جیسے اس زمانے مین ہوے ✢

اوسوقت نواب مرزا علیخان اور نواب سالار جنگ نے بہو بیگم صاحبہ اپنی بہن کو سمجھایا حیف ہے کہ تم ایسے وقت مین مال دنیا کو شجاع الدولہ سے عزیز کرو اونکی جان و آبرو پر بنی ہے جناب بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر فرمایا جتنا میرے پاس قسم طلا و نقرہ و جواہر ہے سب تصدق سر نواب ہے جناب عالی نے وہ زر سلمہ وغیرہ صاحبان عالیشان کو دیا گئی لاکھ جو باقی رہے اوسکے بدلے جواہر بیش قیمت امانت رکھوا دیا فیض آباد تشریف لائے ✢

اوسدن سے سبب شوق محبت بیگم صاحبہ زیادہ ہوا جسقدر اخراجات صوبہ سے بچتا تھا سپرد بیگم صاحبہ ہوتا تھا یہ وہی روپیہ تھا جسکی بدولت بیگم صاحبہ نے اپنے اقربائے قریبہ اور متوسلین اور متعلقین کیواسطے سرکار انگریزی مین وسے کر وثیقہ دائمی مقرر فرمایا ✢ اسی خزانے کا نام جورا بھورا مشہور تھا اور بعد انتقال جناب بیگم صاحبہ کے ۵۰ لاکھ رکابی حضرت خلد منزل فیض آباد سے اپنے ساتھ لائے تھے اسکے سوا جو خورد برد ہوا ہو واللہ اعلم ✢

خلاصہ بعد معرکہ بکسر اوس مراجعت فیض آباد حال بطون حضرات مغلیہ اور اونکا فساد طینت جناب عالی پر خوب کالشمس روشن ہو چکا تھا اور بعض کلمات یاوہ گوئی جو راہ مین حفاظت کیواسطے ساتھ ہوے تھے جناب بیگم صاحبہ سے تصدیق ہو چکے تھے جنپر اعتماد مقوم محرم قبیلہ کا تھا سبحان اللہ اس جہت سے سب کو برطرف کیا فوج مغلیہ غریق بحر ندامت ہو کر شاہجہان آباد مین نواب نجف خان کی نوکر ہوئی اور اکثر محاربات مین کام آئی تعجب ہے کہ نمک کس سرکار کا کھایا جان کہان دی مگر سرفروشی بھی بد انتظامی سے کی تمادی قواعد و انتظام و فرمانبری افسر کے نہ تھے اگر ہوتے تو شاید یہ صورت نہوتی جیسا اب شاہ ایران نے باانتظام قواعد اسکو درست کیا ہے ✢

جناب عالی نے فوج سوار سے بیدل ہو کر فوج پیادہ کی نگاہداشت شروع کی اوسکی

آراستگی اور طیاری و قواعد مین ہمہ تن خود متوجہ ہوے جسطرح دستور کنپ انگریزی ہوتا ہی اونکے افسر اشخاص منتخب و معتمدین ہندوستانی مقرر فرمائے اور اکثر افسر اپنے غلام و خواجہ سرا مقرر فرمائے مثل جنرل بسنت علیخان عنبر علیخان محبوب علیخان لطافت علیخان موکلی جنیل موسلی سوسون موسلی بروس قوم فرانس صاحب قبل از معرکہ بکسر ملازم تھے شاید بسبب قوم فرانس کے داخل شریک ہوے تھے مگر گسائین ہمت بہادر امراوگر گیا بال راؤ مرہٹہ سنید جمیل الدین خان محمد معز الدین خان شیوخ لکھنؤ یوسف خان گرجی علی بیگ خان مرتضے خان بریچ میر اسد افسر بائیسی وغیرہ حضرت سلطان عالم بہادر نے بھی اسی جہت سے اپنے خواجہ سراؤن کو افسر فوج کیا تھا انکا حال سب پر ظاہر ہے ویسا ہی ہر ایک کا انجام بھی ہوا ۔

سزای راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی

مثل مشہور ہے مادہ بر ضعیف می ریزد راجہ بینی بہادر نے جتنی باتین اپنے نزدیک محض خیر خواہی نمک حلالی کی کین جناب عالی اپنی فہم اور مشیران خاص کے کہنے سے خلاف سمجھے ع ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ۔ میری نمک حرامی و غیر خواہی صاحبان عالیشان پر ثابت ہوئی اب اون لوگون کا کہنا سچ ہوا جو راجہ کے باب مین کہتے تھے اور یہ خدشہ ایسا خاطر مبارک مین متمکن ہوگیا کہ کسیصورت سے نگیا آخر در پئے قصاص و سزا ہوے غرض جب ۱۲ مہینے کا عرصہ معرکہ بکسر کو ہوا جناب عالی علاقہ محمدی سے سوار ہو دفعتہ داخل میدان منڈیانو ہوے وہانسے جریدہ داخل خیمہ راجہ ہوئے راجہ نے خیمے سے نکل استقبال کیا نذر دی فرمایا بسبب شدت گرمی ہی مین چاہتا ہون تمھارے خیمے مین استراحت کرون بعد ظہر کے سوار ہو جاؤنگا مگر مین اسوقت بھوکا ہون جو کچھہ سر دست تمھاری رسوئی مین طیار ہو جلد لاؤ راجہ نے پکوان مٹھائی اور تر و خشک ترکاری اور جو بازار سے ملا حاضر کیا اور جلوس سواری کو بھی ماحضر سبکو پہونچا دیا بعد خاصہ کے جناب عالی نے کمال عطوفت و عنایت کی باتین فرمائین جب سہ پہر کو سوار ہونے لگے ارشاد کیا راجہ تم بھی اسوقت شکار کو چلو عرض کی غلام نے بدولت حضور بہت سے شکار دیکھے ہین اسوقت کچھہ ضرور نہین متبسم ہو کر فرمایا آج کا شکار عجیب غریب ہی ایسا کبھی نہ دیکھا ہوگا اور ہمین زیادہ غرض تمھارے دیکھنے سے ہے جو دم ہے

غنیمت ہی مین بعد شکار کے پھر محمدی چلا جاؤنگا غرض جب جناب عالی نے متواتر باصرار ارشاد کیا راجہ کو اپنی خواصی مین بٹھا کر سوار ہوے راہ مین اوس سے زیادہ مہربانی فرمائی جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے جلوس سواری زیادہ ہوا دوسرے شخص سے فرمایا تم میری خواصی مین آبیٹھو راجہ سے فرمایا تم دوسرے ہاتھی کی عماری کی خواصی مین جا بیٹھو اوسوقت راجہ نے بفراست دریافت کیا کہ یہ مہربانی میرے واسطے دام گرفتاری ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے مجبوری عماری مین جا کر بیٹھے مجرد آگے فیلبان کو ارشاد ہوا کہ پردے چھوڑ دے یہ فرما کر خود تشریف فرمای خیر آباد ہوے چوبدار کو حکم ہوا کہ ملازمین راجہ کو حکم پہونچاؤ کہ راجہ اپنی سزای اعمال کو پہونچا تم سب ملازم سرکار ہو اپنی نوکری پر حاضر رہو سبھون نے حکم حاکم کی اطاعت کی بہت سے لوگ اسپر بھی راجہ سے خوش ہوے تھوڑے افسردہ و دلگیر ہوے حضرات مغلیہ جو رفیق خاص راجہ تھے جنپر بڑا بھروسا و اعتماد تھا ایسے بدحواس ہوے کہ سر بصحرا ہوے ہتیار گھوڑے اور اپنا اسباب چھوڑ کر راہ لی بعد اسکے نقد و جنس راجہ ضبط سرکار ہوا ۱۳ سو گھوڑے ۸۰ ہاتھی توپخانہ و خیمہ وغیرہ جو کچھ مملوکہ راجہ تھا داخل سرکار ہوا کہتے ہین کسی خیر خواہ راجہ نے نواب گورنر جنرل بہادر کو عرضی اس دام گرفتاری راجہ کی بھیجی کہ آپ کی خیر خواہی سے راجہ کی یہ صورت ہوئی فرمایا کہ ایسے امور خانگی جناب عالی مین ہمین کچھ دخل نہین جب محمد ایلچ خان نے جناب عالی سے مفصل یہ خبر عرض کی فرمایا مین نے اس برہمن بچے سے عہد کیا ہے کہ تجھے قتل نکرونگا اور بروقت مفوضی نیابت اس سے قسم جناب امیر علیہ السلام کی کھائی ہے اب حیران ہون کیا سزا دون اگر قتل نہین کرتا بہت سے فساد متصور ہین اور خلاف عہد بھی ہوتا ہے عرض کی اندھا کرنا ایسے کور نمک کا بدتر از قتل ہے فرمایا اچھا تمھین اختیار ہے جاؤ اوسے اندھا کر ڈالو چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی ہر چند راجہ نے الحاح و زاری کی مگر مثل ملک الموت حکم حاکم کو مقدم سمجھے دونون آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین یہ صورت سنہ ۱۱۸۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۷ع اور تصفیہ صلح سنہ ۱۱۷۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۵ع بعد کور چشمی راجہ کاروبار نیابت محمد ایلچ خان کے سپرد ہوا فی الحقیقت بڑا نمک حلال و خیر خواہ سرکار تھا اگرچہ جاہل علم تھا۔

شادی نواب آصف الدولہ بہادر

جناب عالی نے ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۷۶۷ء نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی شمس النسا بیگم سے تجویز فرمائی جو بیٹی نواب خان خانان پوتی نواب وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم بادشاہ دہلی کی تھین اوسکی صورت یہ ہوئی کہ پہلے جناب عالی نے خوش نظر علی خان کو شاہجہان آباد بھیجکر نواب امام الدین خان بیٹے نواب خان خانان کو فیض آباد بلوایا بعد اسکے علی بیگ خان لطافت علیخان خواجہ سرا کو کئی ہزار جمعیت فوج سے نواب شواہ پوری بیگم بی بی وزیر اعظم کو بڑی عزت و تکریم سے طلب فرمایا ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء فیض آباد مین بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی جسمین ۲۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا اب اگر تکلفات شادی بیان کیے جائین تو مطلب کتاب جو منظور ہے رہ جائیگا فقط سلسلۂ احوال کے واسطے بیان کیا گیا

نواب گورنر جنرل بہادر نے دربار جناب عالی مین ریزیڈنٹ پہلے یا مرتبۂ دوم مفصل معلوم نہین ہارپر صاحب کو مقرر کیا جناب عالی سے اور انسے بہت خصوصیت ہوگئی تھی اس بہت سے ایک اپنے صاحبزادے کا نام جو اونھین دنون ہوا تھا بنام نامی صاحب مرزا ہارپر نام رکھا ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ بھی الہ آباد سے فیض آباد مین تشریف لائے لال باغ مین رونق افروز ہوے جناب عالی نے بڑی دھوم دھام سے مہمانی کی اور بروقت وداع انکی ۱۱ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس پیشکش کیا اور ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء جناب عالی جب حاضر حضور بادشاہ الہ آباد مین ہوے اور آپ بندوبست صوبہ کو تشریف لائے مگر اپنی جگہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو چھوڑ آئے تھے یہ بھی مثل جناب عالی حاضر حضور دربار شاہی رہتے تھے اوس وقت ۱۲ یا ۱۳ برس کا انکا سن تھا +

ایکدن بادشاہ جب رونق افروز لال باغ تھے بر سبیل تفرج تخت پر سوار گلگشت کو نکلے جناب عالی حسب دستور پیادہ جلوہ سواری مین تھے بعد ہواخوری جب تخت سے اوترنے لگے اتفاقاً بادشاہ کا چرن بردار پیچھے رہگیا تھا جناب عالی نے اپنا جوتہ حاضر کیا بادشاہ نے پہن لیا اور خود برہنہ پا ساتھ چلے جب چرن بردار حاضر ہوا بادشاہ نے جناب عالی کو

اوسکا اشارہ فرمایا انھون نے نذر دیکر آداب بجالائے اور بتفاخر اوسے بجای نیغہ باندھا ایکدن یہ بھی تھا منزلت بادشاہت کا۔

عماد الملک نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر جسارت جنگ کا بنارس آنا جناب عالی کا فیض آباد سے تشریف لیجانا

حاصل کلام اس سانحہ کا یہ ہے کہ نواب بشیر الدولہ نواب عباس قلیخان کے باپ نے اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی سمجھکر ایک خط جناب عالی کا جو حافظ رحمت خان سے کسی حکمت عملی سے انکے ہاتھ آیا تھا قبل از معرکہ بکسر کا جو جناب عالی نے اپنی امداد و کمک کیواسطے سرداران افاغنہ کو لکھا تھا اوسکی تاریخ لفافہ سر نامہ ۱۱۷۹ کو ۱۱۸۶ ہجری سے بدلکر مطابق ۱۷۷۳ع جعل و فریب سے کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو گذرانا نواب محتشم الیہ اوپر اعتماد کرکے بغیر دریافت احوال مضمون خط دیکھکر نہایت برہم ہوے اور ایک محبت نامہ شکوہ و شکایت جناب عالی کو بھیجا اور آپ بھی جلد روانہ بنارس ہوے اور انتظار جواب بھی نکیا اسکے سوا خارج سے سن چکے تھے کہ جناب عالی نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سوار و پیادہ و توپخانہ طیار کیا ہے اور اوسکی آراستگی قواعد مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین شاید پھر سر محاربہ خیال مین آیا ہو اسکا بھی بڑا کھٹکا ہو گیا تھا۔

غرض جناب عالی کو تحریر خط سے بہت تحیر ہوا پھر سمجھے کہ یہ کام کسی بڑے دشمن دیرینہ کے آگ لگانے کا ہے چار و ناچار رفع خدشۂ خاطر نواب ممدوح اور اپنے اظہار خلوص باطنی کے لیے عین شدت برسات مین مع نواب بہو بیگم صاحبہ جریدہ بسواری بجرہ داخل بنارس ہوے پہلے محمد ایلچ خان دریافت حقیقت حال کو مع جواب محبت نامہ حاضر حضور نواب محتشم الیہ ہوے مضمون جواب محبت نامہ یہ تھا کہ بعض مغوی اور فتنہ پرداز بدنہاد نے اپنی عداوت دیرینہ سے از راہ حسد و کینہ تاریخ خط سر نامہ اور سنہ ہجریہ کو جعل سے بدل کر محض اپنا رسوخ اور کارنمایان جانکر آپ سے گذارش کی ہے لوازمہ محبت و یکجہتی مقتضی اسکی ہے کہ اسکا مقابلہ مضمون خط سے فرمایئے غالب ہے کہ آپ پر حقیقت حال بخوبی کھل جائیگی حاشا ثم حاشا کبھی میرے وہم و خیال مین بھی ایسے ظنون فاسدہ و بے اصل خطور نہین کرتی

بجز اسکے کہ یوماً فیوماً بارہ رابطہ اتحاد و یکجہتی بصفائی دلی طرفین سے بڑھتا جاوے حیف ہی اور مقام حیرت کہ نواب محتشم الیہ باوجود ان سب فہم و فراست و عقل و دانش اہل غرض کے سخنان چرب بانی کو باور کرین اور میری طرف سے ایسا مظنہ فاسد متمکن خاطر فرماوین شرط انصاف یہ ہے کہ اگر کسیطرح کا مجھے توہم ہوتا تو مین جریدہ مع عیال اس شدت برسات مین اسطرح چلا آتا +

غرض جب نواب گورنر جنرل اس تحریر و تقریر معقول محمد ایلچ خان سے اور سخنان معقولون سے خوب واقف ہوے اور اہل دفتر نے بھی خوب غور و تامل سے مقابلہ تحریر خطوط سے کیا سر اسر حق بجانب جناب عالی ٹھہرا اوسکا جواب عدم واقفیت بعاذر لکھہ بھیجا دوسرے دن نواب گورنر جنرل پہلے ملاقات جناب عالی کو آئے اور صفائی دلی سے رفع خدشۂ خاطر کیا جناب عالی نے ارشاد کیا کہ اگر آپ کو مظنہ نسبت سرداران افاغنہ میری طرف سے گذرا ہی اسکا حال آپ پر جلد کھل جائیگا اور مین چاہتا ہون کہ آپکے دو کمپنی فوج کی چھاونی ایک فرخ آباد دوسری کانپور مین قریب میرے ممالک محروسہ کے رہے اوسکی تنخواہ محسوب ۲ آنی ملک ہو کہ بروقت سرکشی متمردین دو لیتین ہا لیتین کام آئین یہی پہلی بسم اللہ ہوئی جسکے انجام پر تضعیف ملک ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ نے اس امر جدید کو بہت بطیب خاطر منظور و قبول فرمایا بعد دو تین دن کے طرفین سے رسم ضیافت معمولی ہوا اسکے بعد نواب گورنر جنرل ہمت کلکتہ روانہ ہوے اور جناب عالی فیض آباد پھر آئے +

جناب عالی کا فرخ آباد اور اٹاوہ جانا او معرکہ روہیلہ وغیرہ

خلاصہ بعد چند روز کے جناب عالی مع لشکر ظفر پیکر روانہ فرخ آباد ہوے نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد نے شرف ملازمت حاصل کیا خطاب فرزندی سے سرفراز ہوے پھر وہانسے اٹاوے رونق افروز ہوے قلعۂ شہر ندکور کو جو کنار دریای جمن تھا ہری پنڈت سی بعلت عدم رسی زر تحصیل جیسے سابق باجی راؤ پیشوا نے لیا تھا لڑائی ہوئی اوسے فتح کیا اسکا وقائع کارزار منشی لچھمی نراین ملازم جواہر علیخان ناظر نے خوب بعبارت رنگین اپنی کتاب انشا مین لکھا ہی غرض جب سے ملک دوآب جو عملداری مرہٹہ مین تھا حکومت جناب عالی مین

آیا پھر وہان سے جناب عالی استیصال افاغنہ کیواسطے تشریف فرما ہوئے۔
حاصل کلام اس معرکہ کا یہ ہے کہ بعد تصفیہ کینہ دیرینہ جو سرداران افاغنہ کو نواب صفدر جنگ مرحوم سے تھا جناب عالی سے صورت محبت و اتحاد مرتبہ ہوگئی تھی چنانچہ بروقت تسلط و غلبہ مرہٹہ ہای دکن انفصال معاملہ جناب عالی نے اپنی خزانے سے زر نقد چالیس لاکھ روپیہ نواب حافظ رحمت خان وغیرہ کیطرف سے دیکر اونکی گلوخلاصی اور نجات دلوائی تھی باوصف اس اتحاد و احسان عظیم کے حافظ رحمت خان نے خط جناب عالی کا قبل از معرکہ بکسر کا نواب منیر الدولہ کو دے دیا تھا ہرچند یہ بھی خوب جانتے تھے کہ وہ جناب عالی کے دشمن جان ہین کچھ عجب نہ تھا کہ اسی خط سے کوئی صورت فساد عظیم کی نکلتی اور ریاست مین خلل ہوتا۔

دوسرا سبب یہ بھی ہوا کہ جب سے ملک دوآب پٹھانون سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا اونسے جناب عالی نے بزور شمشیر لیا تھا یہ بھی سبب عناد کلی کا ہوا تھا وقوع ایسے اسباب سے صورت اتحاد مبدل بنفاق ہوگئی چنانچہ حافظ الملک نے ایک خط برادرانہ مشتمل شکایت نواب مظفر جنگ کو بھیجا کہ تم جناب عالی سے ملگئے حالانکہ اونھون نے ہماری قوم و قبیلہ کو برباد کر دیا ہے نواب مظفر جنگ نے وہ خط از راہ خلوص و اخلاص دلی جناب عالی کو دکھلا دیا بمجرد ملاحظہ خط پھر تاب تحمل نہ رہی از راہ غضب لشکر کو حکم دیا کہ جلد اٹاوہ سے سمت ملک افاغنہ کو جاوے۔

پہلے جناب عالی نے از راہ اتمام حجت ایک شقہ حافظ الملک کو بھیجا کہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی تھا جو تم ایسے حافظ قرآن سے ظاہر ہوا بہر حال اب مین اوس بہم لاکھ کا طالب ہون جو مین نے تمھاری سب قوم کے بدلے مرہٹون کو دیکر اونکے ہاتھون سے تمھاری سبکی جان و آبرو بچائی حافظ الملک نے وہ خط طلب زر اپنے اقربا و شرکای ریاست کو دکھا کر سمجھایا کہ یہ زر واجب الادا ہے اور یہ سراسر حق بجانب جناب عالی ہی چاہیے کہ ہر شخص موافق اپنے حصہ رسدی ادای دین کرے وگرنہ فوج انگریزی سے ہم سب کی مفت آبرو جائیگی پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا سوای ذلت و بربادی کے بعضون نے جواب بے انصافی

و بحیسابی کا دیا کہ ہم سپاہی ہین ہمارے پاس سوائے ڈھال تلوار کے اور کیا ہے ہمارے سر حاضر ہین پھر از راہ خودسری و نادہندی مستعد و آمادۂ کارزار ہوے حافظ الملک نے مجبور ہو کر جناب عالی کو جواب شقہ بھیجا کہ مین نے ہر چند ان سب نامفہمون کو سمجھایا کسی نے میری بات نہ سنی مین مجبور ہون اور اپنے حصۂ رسدی کو حاضر ہون آیندہ حضور کو اختیار ہے۔

القصہ مابین کٹرہ کمال زئی خان اور فریدپور میدان لاکھی کھیڑی مین مقابلہ لڑائی ہوا حافظ الملک وغیرہ سردار ستر ہزار جمعیت لشکر کی اور جنرل جنکن صاحب کمان افسر کمپنی انگریزی اور جناب عالی کی فوج جدید و بحساب محیط لشکر افغانیان تھی ۱۱۸۸ہجری مطابق ۱۷۷۴ء مین جنامۂ جنگ ہوا کہ وقت محاربہ جب توپ چلی روہیلے موافق اپنی عادت قدیم کے دفعۃً دھاوا کر کے توپ پر آ پڑے چھرے سے ہزارون مثل پروانہ بخود جل بھنکر خاک پر گر پڑے اور تلوار بھی خوب چلی حافظ الملک نے از راہ تہوری ایک نشان ہاتھ مین لیکر چاہا کہ اپنی جمعیت کے یارون سے دھاوا کر کے جناب عالی تک پہونچین اتفاقاً ایک گولہ آن کے جو لگا گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک مین ملا دیا امر عجیب یہ ہی جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا اوسوقت حافظ الملک جامۂ ہندوستانی قدیم پر متن قرآن شریف پہنے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جلا چھاتی مین ایک سیاہ دھبا گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا جسکے صدمے سے فقط گر پڑے تھے مرتضے خان بڑیچ رسالدار اونکا سر کاٹ کر جناب عالی کے پاس لائے جناب عالی ہاتھی سے اوتر کر سجدۂ شکر بجا لائے بعد اسکے سر حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہے مین ایسا روز بد تمھارے لیے نچاہتا تھا۔

غرض لشکر مین ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکباد بلند ہوا او وہ میلے مایوس ہو کر فیض اللہ خان کو لیکر مقام لاراک جو دامن کوہ مین واقع ہے بے گئے چند روز مین جب مارے فاقون کے مرنے لگے کوئی صورت نجات اور بسر اوقات کی نہ دیکھی لاچار ہو کر بوسیلۂ ہارپر صاحب رزیڈنٹ عرضی مشتمل بر عفو جرائم جناب عالی کو بھیجی جناب وزارت مآب نے از راہ ہمت و جوانمردی اونپر رحم کھا کر معرفت رزیڈنٹ اور اونکی سفارش سے بھی لاکھ روپے سالانہ عیال حافظ الملک کیواسطے مقرر فرمایا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب جناب عالی حافظ الملک کے بڑے بیٹے نواب محبت خان کو اپنے ساتھ قید کرلائے اور قلعۂ آباد مین بھیجدیا اوسکے نو مہینے بعد جناب عالی نے انتقال کیا نواب آصف الدولہ نے چاہا کہ نواب محبت خان کے واسطے دس ہزار روپیہ ماہواری مقرر فرمائین نہ مانا بلکہ جناب عالی سے خائف و ترسان تھے آخر کسی حکمت سے قیدخانے سے بھاگ کر کلکتے پہونچے نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کی عرض حال کیا نواب محتشم الیہ نے بہت خاطر و دلجوئی فرمائی پانچ ہزار روپے نعوت کے ایک گھوڑا عنایت فرماکر ارشاد فرمایا کہ ہم جناب عالی سے تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتے گئے اونسے نواب محبت خان کی سفارش فرمائی اور جب خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ ہوئے فرمایا نواب محبت خان کی تنخواہ خزانۂ جناب عالی سے آکر ہمارے خزانۂ رزیڈنٹی سے ملا کرے اور اگر احیانا سرکار سے کوئی عذر اوسکے دینے مین ہوگا ہم دلوا دیا کرینگے جب سے نواب محبت خان سرکار انگریزی کا توسل اور اپنا حامی و دستگیر سمجھکر صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے اور نواب آصف الدولہ کے دربار مین بھی خلعت سرفرازی پا کر حاضر رہتے تھے وہی صورت اونکی اولاد کے واسطے باقی رہی چنانچہ جب جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین تقسیم ممالک محروسہ ہوئی وہی لاکھ روپیہ سالانہ اونکی بھی تنخواہ کا

محسوب حساب ہوا نواب علی اکبر خان بڑے بیٹے لکھنؤ مین رہے سر قبض وہ رہے باقی عیال حافظ الملک بریلی مین پاتے تھے۔

غرض بعد از فتح کے جناب عالی نے مراجعت فرمائی نواب نجف خان بہادر بھی مع اپنے لشکر شاہ آباد سے آکر بسولی مین شرف ملازمت حاصل کی بظاہر ملاقات تہنیت تھی باطن مین غرض حصہ برادرانہ ملک جدید سے کچھ مل جانے کی تھی مگر یہ صورت نہو ئی صفائے ظاہری البتہ ہوگئی بلکہ جناب عالی کے مرکوز خاطر ہوا کہ مین نواب کی ساتھ اپنی کسی بیٹی کی شادی کردونگا لیکن دونون کو اجل نے فرصت ندی ادھر جناب عالی تشریف لائے کئی مہینے کے بعد انتقال کیا اودھر نواب نجف خان دلی جا کر مر گئے۔

خلاصہ جناب عالی نے وقت مراجعت نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو اپنا قائم مقام صوبہ کٹیہر مین چھوڑا محمد بشیر خان کو اونکا مہتمم کاروبار نیابت مقرر فرمایا اور محبوب علیخان صاحب کنب مرتضے خان بڑیچ وغیرہ رسالدار اور توپخانہ متعین فرمایا یہ صورت تقسیم بھی مثل تجویز شاہ عالمگیر تھی جو بہادر شاہ اعظم شاہ اپنے دونون بیٹون کے واسطے چاہتے تھے اگر نفسانیت کو دخل نہوتا تو کیا عجب تھا ان خرابیون مابعد کی نسبت کوئی صورت اچھی ہوتی یہان بھی اسکے خاص بر ہمزن نواب مختار الدولہ ہوے اور اگر صاحبان عالیشان نہوتے تو کشت و خون کا ہونا بھی کچھ دور نہ تھا۔

۱۷۷۶ء

انتقال جناب عالی عین شباب جوانی مین باحسرت

الغرض جناب عالی ہر طرف کے فتنہ و فساد سے مطمئن ہوے اور جس سر کش نے تمردی سے سر نفسا او ٹھایا خاک مذلت پر گرا انتظام ممالک محروسہ و درستی و آراستگی فوج مین خود مستعد و مصروف اور کاغذ ملکی و مالی کو کمال بیدار مغزی سے ملاحظہ فرماتے رہے اور دوست دشمن کو سر حساب سمجھتے رہے اور دن رات اوقات خاص عیش و عشرت لہو و لعب دنیا مین بھی بسر کرتے رہے غرضکہ کسیطرح سے

کہ از خود غافل ہوجائین اور اہلکارون کے اعتماد پر رکھدین اور طیاری فوج
محض اپنی شان و شوکت کیواسطے کہ دوست دشمن خبردار رہے دوست اسواسطے
کہ ہمارے بھی وقت ضرورت کام آئیگی جسطرح ڈیوڈ سن صاحب رزیڈنٹ نے
نواب امین الدولہ سے کہا تھا کہ تمھاری فوج ایسی درست ہو کہ وقت ضرورت
ہمارے بھی کام آئے اور دشمن بھی ڈرتا رہے خلاصہ کسیطرح کا کوئی کھٹکا باقی نرہا
تھا اس عرصے مین مادۂ فاسد خارک جو پیشتر سے کثرت عیش اور کثرت خون شباب
سے طبیعت مین جمع ہو رہا تھا بُن ران مین دانہ ہوا ہر چند اطبائے حاذق اور
ڈاکتران ہندی بدل وجان متوجہ و مصروف رہے لیکن کسی سے اندمال نہوا
ایک مہینے تک اسی عارضۂ مہلکہ مین رہے آخر وقت شب ۲۴ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۹ھ
مطابق سنہ ۱۷۷۵ع ۲ بجے رات کو انتقال کیا عوام نے اس مرض الموت کی اور بھی
روایت مشہور کی مگر بے اصل تھی۔

خلاصہ وہ رات ماتم کی خاص شہر فیض آباد مین شب عاشورہ سے کم نہ تھی
ہر گھر سے رونے اور پیٹنے کی آواز بلند تھی معلوم ہوتا تھا کہ اسی گھر کا کوئی وارث مر گیا ہے
اور محلات خرد محل اور محل خاص جسمین ہزارہا خواصین تھین کس زبان سے بیان
کیا جائے فی الحقیقہ اس خاندان عالیہ مین کسیکا ایسا ماتم نہین سنا تین دن تک
کسینے اپنے گھر کے چولھے مین آگ نہین جلائی صبح کو جنازہ بڑے تجمل سے اوٹھا
عزیز و اقارب ارکان دولت فوج سپاہ سر برہنہ چاک گریبان گریان و نالان ساتھ تھے
راہ مین ہر کوچہ و بام مین بھی یہی صورت گذری بعد تجہیز و تکفین گلاب باڑی مین
دفن کیا جہان مقبرۂ عالیشان بناہے اوسکا سب خرچ سالانہ سرکار شاہی سے
مقرر تھا بعد اسکے ہڈیون کو میت کی شاہجہان آباد بھیجکر حضرت شاہ مردان
مین دفن کیا اسواسطے کہ وہان اور بھی بزرگان ریاست دفن تھے سن شریف
۴۶ سال کا تھا حُسن صورت وجاہت رعب و دبدبۂ ریاست اونکی
تصویر سے ظاہر ہے اونسے کبھی کسینے آنکھ نہین چار کی اسقدر رعب و ہیبت
تھی قوت و طاقت جسمانی ایسی ہی مشہور ہے کہ اکثر اشرفی نذر جسکی لیتے تھے
کو

چٹکی سے مل ڈالتے تھے خلاصہ اکثر مقربان خاص ترک لباس کرکے چند روز قبر پر بیٹھے یہ بھی ایک دستور قدیم ہندوستان ہے کہ جب ایسا آقا مر جاے اوسکے خواص یہ صورت بناتے ہین جب تک ہی رہے +

صاحبان رزیڈنٹ ہارپر صاحب میجر بیلیر صاحب پالمر صاحب بارکر صاحب۔

نائب محمد اسمعیل بیگ خان راجہ بینی بہادر محمد بشیر خان محمد ایلچ خان سید مرتضی خان نواب مختار الدولہ بہادر۔

اس عہد دولت مین قبل از معرکہ بکسر مجموع ۸۰ ہزار سوا سے پیدل جنکے رسالدار شیخ احسان مرتضی خان بریچ خواجہ اسد خان انکی یوسف خان عبد الرحمان خان قندھاری بعد مصالحہ صاحبان عالیشان معرفت راجہ شتاب راے بندیل کھنڈ اور صوبہ الہ آباد بھی صوبہ اودھ سے شامل ہوگیا اوسکے حدود اٹاوے سے مرزا پور تک تھے۔

جب فوج مغلیہ بالکل برطرف ہوئی فوج نجیب تلنگہ جھلنگہ توپخانے کی جمعیت تا یک لاکھ تیس ہزار ہوگئی تھی جنکے جنرل بسنت علیخان عنبر علیخان لطافت علیخان مقبول علیخان وغیرہ خانہ زاد سرکار تھے۔

پہلے جمع محاصل صوبہ اودھ ایک کرور ۷۵ لاکھ تھی جب ملک فرخ آباد دو آب وغیرہ بھی شامل ملک سرکار ہوا جمع دو کرور ستر لاکھ ہوگئی ازانجملہ تراسی لاکھ سالانہ تنخواہ کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد کانپور تھی باقی خرچ سرکار ہوتا تھا۔

اوقات شبانہ روز جناب عالی

جناب عالی اول ہم صبح سوار ہوکر جابجا چھاونیون مین سپاہ کی قواعد سوار و پیدل و توپخانہ کو ملاحظہ فرما کے ۹ بجے مراجعت کرکے دربار کرتے تھے

ارکان دولت وکلاے ہر ریاست ہندوستان حاضر ہوتے تھے کسواسطے کہ وزیر اعظم بادشاہ تھے دو پہر کو داخل خاص محل نواب بہو بیگم صاحبہ ہو کے خاصہ نوش فرماکر آرام کرتے تھے چنانچہ دونون وقت کا خاصہ اور استراحت یہین ہوتی تھی ۲ بجے برامد ہوکر داخل خرد محل ہوتے تھے اسیواسطے اسکا نام چورمحل مشہور تھا یعنی باخفاے بیگمصاحبہ اسے تہذیب کہتے ہین بعد ایکساعت کے وہان سے برامد ہوکر بر سبیل تفرج طبع اقدس مشغول بازی لہیہ لعب و شکار پرندیا غچہ اوسوقت کے لوگ شکاری تھے حاضر ہوتے تھے جب چار بجے دستار مبارک سر پر رکھکر آئینہ دیکھکر تیغا ہاتھہ مین لیکر کواغذ ملکی و اخبار ہوتا تھا حاضرین شکار اور اہلکارون پر رعب مثل شیر غضبناک ہوجاتا تھا اور ایک بانات کی مونڈھا بلند اوسپر رونق افروز ہوکر مثل سوار و پیادے کی ملاحظہ ہوتی تھی اور اگر اتفاقاً کسی رات کہین باہر آرام فرماتے تھے ۵ ہزار روپیہ بطریق جرمانہ بیگم صاحبہ کو بھیجتے تھے چنانچہ روز سوم بیگم صاحبہ نے حکم فرمایا کہ اولاد صاحبات خورد محل کو میرے سامنے لاؤ جب اطفال صغیر السن ذکور و اناث اپنی دائی کھلائی کے ساتھہ ایک کنبے کا کنبہ آئے بہت روئین کہ یہ بندی شجاع الدولہ کی ہے مدت وزارت تقریباً ۲۰ سال

مسند نشینی نواب آصف الدولہ بہادر

۱۱۸۹ھ

مرزا یحیی عرف مرزا امانی نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنے دونون ماموں نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ کو باصرار تمام تشییع جنازہ سے بلوابھیجا اور اپنی مسند نشینی مین مشورہ کیا بعض ارکان دولت جو صاحب فہم تھے عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسقدر جلدی مناسب حال نہین ہے آخر باستصواب و فہمایش امتیاز الدولہ افتخار الملک میجر بھلیر صاحب رزیڈنٹ بہادر اور کرنل گلس صاحب کمان افسر موافق قانون کہ نواب اکبر اولاد

متعلقہ صفحہ ۹۱ جلد اول

مرزا یحیی نواب آصف الدولہ بہادر



Nawab Asafoodoulah

عرش منزل ہیں سوائے آپ کے کوئی اور مستحق وراثت نہیں ہے اور اکبر اولاد ہونا سب سے زیادہ تر موافق قانون قدیم ہے اسی جہت سے اوسیوقت مسند وزارت پر بٹھایا حسب سرشتہ حاضرین ارکان دولت نے نذرین دین ظاہر اسبب تعجیل یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش منزل کے اور بیٹے بھی بحسب اپنی لیاقت کے سزاوار اسکے تھے دربار شاہی میں بھی حاضر رہ چکے تھے جناب عالی کو بھی مظنہ بنظر اپنے حسب حال کے گذرا ہو کہ شاید لوگ با فوج اتفاق کر کے صورت فساد نکالے کسواسطے کہ ہندوستان میں ایسے فساد کا ہونا کچھ تعجب نہ تھا بعض یہ کہتے ہیں کہ روز سوم ۲۵ - ماہ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۵ء جلوس فرمایا سید مرتضے خان چند روز سے ملازم اور رفیق جناب عالی ہوئے تھے اونھین خلعت نیابت و خطاب نواب مختار الدولہ سید مرتضے خان ہیبت جنگ عنایت ہوا اور اپنے ملازمین قدیم کو ازراہ پرورش رتبہ عالی دیا اور خدمات اعلی پر سرفراز فرمایا اور بعد قیام ۷ برس فیض آباد بصلاح نائب مناسب وقت سمجھکر لکھنؤ میں رہنا اختیار کیا دوسرا سبب اس حرکت قصری کا یہ بھی تھا کہ روبرو دو بزرگوں کے یعنی جدۂ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ و والدۂ گرامی بہو بیگم صاحبہ کسیطرح کی کوئی حرکت خلاف شان و شوکت نہو سکتی وہ فہمایش و نصیحت سے کب قصور کرتین سوا اسکے نائب کی کب دال گلنے دیتین چنانچہ آخر کار یہی صورت پیش آئی مشہور ہے کہ جب عرش منزل نے انتقال کیا نواب عالیہ نے جناب عالیہ کو تہ دل سے سمجھایا کہ نواب آصف الدولہ تمہارا اکلوتا بیٹا وارستہ مزاج ہے لہو و لعب سے زیادہ رغبت رکھتا ہے اسے بنام مسند نشین رکھو بلکہ اہتمام و بندوبست ریاست مرزا سعادت علی پہ محول رکھو تو بہتر ہے اہلکاروں کے اختیار کے ایسا نہو کسیطرح کی خرابی ریاست میں پڑجاے اور جس عرق ریزی اور کاہش جان سے یہ گھر بنا ہے بگڑ جاے پھر کسی سے اسکی اصلاح نہو سکیگی آگے تمھین اختیار ہے جناب عالیہ نے کسیطرح نہ مانا اب اہل انصاف یکھین

کیا خوب تجویز عاقلانہ تھی اگر یہ صورت ابتدا سے ہوتی تو کاہے کو ان خرابیونکی یہان تک نوبت پہونچتی ہندوستان مین خودرائی خودپسندی نفسانیت انانیت سے یہ سب خرابیان ہوتی چلی آئی ہین اور نفاق آپس کا اور کنارہ مشہور ہے۔

جناب عالی نے نواب مختار الدولہ کے بہکانے سے بہو بیگم صاحبہ اپنی مان سے دعوی ترکہ عرش منزل کیا چنانچہ یہ قصہ بھی مشہور خاص و عام ہے کہ بعد بہت سی قیل و قال کے اور ادعاے مال و خزانہ کے پچاس لاکھ پر تصفیہ پایا بیگم صاحبہ نے اپنا بیٹا وارث زیست موت سمجھکر دیا بعض ثقات یہ کہتے ہین کہ اسیطرح کئی مرتبہ دیا اور اسے بتفصیل اوقات بیان کرتی ہین بعد اسکے جب والدۂ ماجدہ سے لے چکے نواب عالیہ جدۂ ماجدہ زوجۂ نواب صفدر جنگ سے ارادہ کیا جناب موصوفہ نے جب یہ خبر سُنی برہم ہوئین سمجھین کہ یہ سب امور آموختہ مختار الدولہ ہے مجھے یقین ہے کہ یہی ناعاقبت اندیش باعث خرابی و بربادی ہمارے گھر کا ہوگا اوسیوقت جتنے راجہ و زمیندار گرد و پیش کے تھے سب کو حکم ناطق بھیجا کہ کل صبح کو میرے در دولت پر حاضر ہو میری کمک پر کمر باندھو یہ ملک محروسہ میرے باپ کاہے آصف الدولہ کے باپ کا نہین ہی مختار الدولہ نے جب یہ خبر سنی پردہ شب مین سوار پالکی ہو راہ لکھنؤ کی لی اور سمجھے کہ یہ صورت بلوہ و فساد عظیم کی ہوگی اور صاحبان عالیشان کے نزدیک بھی ناسازہ و مفتری ٹھہرونگا پیچ کے چلے چلو اور پھر کبھی ایسا حرف زبان پر نہ لاے مستر تھا اس مقدمہ کی تصریح روبکاری وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر سے جو لندن مین ہوئی ظاہر ہے اور اکثر کتب تواریخ انگریزی مین مندرج ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کیون نہ اس امر خبطی کے مانع ہوے اسی روبکاری وغیرہ مین جتنا روپیہ ہندوستان سے ذاتی لے گئے تھے وہ سب حقوق وکلاے عدالت مین صرف ہوا اسکا احوال وکیلین کی کتاب سے خوب کُھلے گا۔

غرض مختار الدولہ کا تسلط تام و اختیار کلی سرکار جناب عالی مین ہوا تا اینکہ ارکان دولت اور خانہ زاد قدیم اور نمک حلال اس سرکار کے اپنے خوف آبرو و جان سے مثل محمد ایلچ خان محمد بشیر خان وغیرہ بلطائف الحیل قلمرو ملک سرکار سے نکل گئے اور اپنی عافیت سمجھے مختار الدولہ نے اپنے بیٹے اقبال الدولہ کو بخشی اور جرنیل فوج کیا اسی پر دیمین فوج کے توڑنے کی تدبیر کی اور اپنے عزیز و اقربا کو خدمات فراخور حال مین فوج کو درہم و برہم کیا اکثر افسرون کو موقوف کیا جسکی آراستگی مین لکھا روپیہ صرف ہوا تھا اور دس برس تک خود عرش منزل نے محنت و مشقت فرمائی تھی یہ امر زیادہ تر وثوق و خیرخواہی گورمنٹ کا ہوا کہ بے اونکے اشارے اس حصن حصین کو توڑ والا جناب عالی نے بسبب اعتماد کے کچھ اسکا خیال بھی نکیا اور مطلب دلی اونکا نسمجھے اسی جہت سے آج تک ہزار روپیہ کی پنشن اونکی اولاد کو نسلاً بعد نسل گورمنٹ سے جاری ہے ورنہ اونسے کونسی ایسی حسن خدمت ہوئی تھی جسکا عوض یہ پرورش دائمی ہوتی ہے +

بعد چند روز کے دوسری آتش افروزی کے درپے ہوئے میجر بیلی صاحب رزیڈنٹ سے پیام جناب عالی پہونچایا کہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر صوبہ بریلی مین رہین یا میرے پاس رہا کرین مین بنسبت اور بھائیون کی اونکا حفظ مراتب و رکفالت زیادہ کرونگا اور یہ قدیم دستور ہی کہ بعد باپ کے بڑا بیٹا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اوسکے تابع فرمان رہتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ اونھین عرش منزل نے لائق و ہونہار اوسکا سمجھکر صوبہ کیٹھر کا بزمان حیات مین مالک و مختار کر دیا ہے صاحب فوج بھی ہے ہم اسمین کیا دخل کر سکین ہمارے نزدیک شایان اونکی منصوبی مین آپکے واسطے موجب نیکنامی کا ہے اور وہ آپکے مرہون منت ہین کہ مثل غیر صوبہ دار کے باطاعت رہینگے اور آج تک اونسے کوئی امر خلاف بھی نہین ہوا ہے پھر ایک یہ شعلہ آتش جلایا کہ اگر یمین الدولہ منصوب رہینگے اور بھائیون کو بھی جو طمعی نفاق اور خود سری کے حوصلہ خیرگی ہوگا اور جب ایک ریاست مین دو حاکم ہوین انتظام بخوبی نہو سکیگا بلکہ باعث تمردی و فسادہندی رعایا کا ہوگا اور خرابی ملک کی اور اگر اونکو بلاتے ہے اور بھائیون نے کیا قصور کیا ہے چاہیے کہ علی قدر مراتب سب ممالک محروسہ اسیطرح قسمت ہو جائے اور اگر مجھ

مسند نشین کیا ہے تو چاہیے سب بھائی میرے سر نہ ہون ہر ایک کے فراخور حال مین متکفل ہون اور اگر یہ صورت نہو تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جاے دوسرے کو مسند نشین کرین تبھی اوسوقت صاحب نے جواب دیا کہ ہم تابع فرمان نواب گورنر جنرل ہین یہ سب احوال لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا عمل کیا جائیگا۔

بس اہل انصاف دیکھین کہ اگر مداخلت صلاح و تجویز گورنمنٹ کی نہوتی تو یہ پوچھنا کس حساب سے تھا اپنی کم زوری و کم قوتی و بے اعتباری سے دوسری سرکار کو صاحب قوت سمجھکر اپنی حمایت و کمک چاہتے ہین جب وہ مانع مداخلت بیجا انکا ہوتا ہے انھین ناگوار گذرتا ہے اس سرکار مین یہی صورت ابتدا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ گرفتاری و عزل نواب معتمد الدولہ مین بھی گذرا نواب امین الدولہ کیواسطے بھی یہی صورت ہوئی واہ۔

خلاصہ بعد بہت سی گفتگو کے مختار الدولہ نے صاحب ریذیڈنٹ کو راضی کر کے اس امر خاص کا اختیار جناب عالی کو دلوایا چنانچہ جب شقہ طلب نواب یمین الدولہ پہونچا بمجرد ملاحظہ روانہ لکھنو ہوے اور از راہ کمال فہم و فراست مصلحت وقت اور صبر و سکوت کو بہتر سمجھے کسواسطے کہ بواسطہ حمایت و استصواب گورنمنٹ ہوا تھا انجام کار پر نظر کی اور اگر احیاناً اپنی فوج کذائی پر بھروسا مثل نافہمون کے کرتے تو خواہ نخواہ مقابلہ گورنمنٹ سے ہوجاتا اور پھر اسکی اصلاح دشوار تھی یہی اطاعت موجب وثوق صاحبان عالیشان ہوئی اور سبب استحقاق ریاست ہوا نواب گورنر جنرل بھی اس فرمانبری سے بہت راضی و خوشنود ہوے اور نظر بسبب لیاقت امیدوار وقت کا کیا اور ہمیشہ خاطر و دلجوئی ملحوظ خاطر رہی چنانچہ خطوط مراسلات نواب معتشم الیہ سے ظاہر ہے۔

الغرض جب نواب یمین الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کی بنیاد منزل قریب علیگنج اوترے وہین نواب غازی الدین حیدر پیدا ہوے وجہ اسکے نام کی یہی ہوئی لیکن بعد چند روز کے جب صحبت دربار اور مزاج جناب عالی اور ارکان دولت اور اہلکاران سرکار کی کیفیت خاص دیکھی برخاستہ خاطر ہوکر برضامندی جناب عالی و بواسطہ صاحب ریذیڈنٹ تشریف فرمای بنارس ہوے درگاکنڈ کو آباد کیا ۳ لاکھ روپے سالانہ مقرر ہوا اوسی پر

قناعت فرمائی نسبت اور بھائیون کے البتہ انکے فراغ حال ہوا اگر ان کی پانسو روپیہ ماہوار ہی تھی یہ بھی ثقات لوگ کہتے ہین کہ نواب آصف الدولہ کو بطیب خاطر منظور تھا کہ اگر یمین الدولہ نواب غازی الدین حیدر کو میری فرزندی مین دین اور سے مین اپنا جانشین کرونگا مگر انکو توخیال دور دراز اپنا تھا قبول نکیا اور نہ صاف صاف کہہ سکے کہ مجھے اپنا نائب کاروبار کیجیے جب تک وہ جوان ہو اور نہ کسی اہلکار سرکار نے صلاح نیک دی کیسواسطے کہ انکا احوال خوب جانتے تھے کہ پھر ہم کہان اور ہمارا صرف اخراجات کہان ہوگا اگر یہ صورت ہوتی تو نوبت مرزا وزیر علیخان تک کاہے کو پہونچتی بلکہ اہلکاران سرکار نواب کا بنارس جانا اپنے واسطے اچھا نہ سمجھے +

نواب مختار الدولہ نے اپنے رسوخ وخیر خواہی سے جناب عالی کو بہت سا نشیب وفراز سمجھا کر عرض کیا کہ آپکی مسند نشینی فقط صاحبان عالیشان کی جہت سے ہوئی ورنہ دوسرے نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بریلی سے بواسطہ اونکے بسلامت چلے آئے وگرنہ لیاقت یمین الدولہ کا حال سب پر ظاہر ہے اگر اس جلدی حسن خدمت مین اہالیان سرکار انگریزی کو ملک بنارس جونپور غازی پور جمع سالانہ ۲۲ لاکھ کا ہی عنایت فرمائیے تو یہ عطیہ بہت سا ثمرہ دکھائیگا ضائع نہ جائیگا جناب عالی نے محض اپنی علو ہمت سے نکچھ مآل اندیشی کی راہ سے فقط انکے کہنے سے دے دیا یہ امر بھی باعث وثوق گورمنٹ ہوا بعد چند روز کے مختار الدولہ کی جہت سے اور انکی موافقت واعتماد سے طرفہ ہنگامہ برپا ہو گیا تھا جناب عالی نے انھین مالک مختار سیاہ وسفید کر دیا تھا آپ خود مشغول لہو ولعب رہتے تھے جو صاحب عزت نمک حلال خیر خواہ تھے اونھون نے جلاے وطن اختیار کیا تھا جو رہ گئے تھے خائف وترسان رہتے تھے فی الحقیقہ جب حاکم وقت غافل ہو جائیگا ایسی خرابیان ریاست مین پیدا ہونگی اور اگر خود بیدار مغزی سے ناظر اپنے اہلکاران معتمدین کا ہوگا تو صورت خلاف بہت کم ظاہر ہوگی اب بالاجمال امور عظیمہ جو بابت ریاست مین ہوے کچھ کچھ عبرت الناظرین کیواسطے بیان کیے جاتے ہین ہرچند بہت سے واقف کار ایسے مقدمات کے مرگئے بہت کم جیتے ہین جو صاحب فہم ہین

اونھین مقدمات ماضیہ جو اپنے بزرگون سے سنے ہین یاد ہین

قتل نواب مختار الدولہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواب مختار الدولہ بہ یادمرتضیٰ خان صاحب رزیڈنٹ کے پاس واسطے جواب وسوال جناب عالی مثل سفیر کے جایا کرتے تھے جیسا دستور قدیم نائب سرکار کا ہے اور اپنی خیرخواہی سے رسوخ وموافقت بہت حاصل کی تھی اس جہت سے نشہ نخوت وغرور ناپایدار بہت ہو گیا تھا سب کو ناچیز و بے حقیقت سمجھتے تھے افسران فوج کو بذلت نکلوا دیا تھا تنخواہ فوج کی چڑھا کے نہ دینے لگے جس سے فوج بیدل ہو جاے جتنے افسر قوم قریش تھے بعد عہد و میثاق سرکار مین برطرف ہو گئے تھے جو صاحب عزت تھے خاک مین ملے اکثر رذیل تہیدست مقرب خاص جناب عالی خدمات عالیہ پر مامور ہوے تھے اونھون نے لاکھون پیدا کیے بعد صرف کے لاکھون کی املاک چھوڑ کر مر گئے انہ انجملہ ایک راجہ مہراب جسکے گھر کی ضبطی دو کروڑ روپیہ کی عہد دولت جنت آرامگاہ مین ہوئی تھی وہی ضبطی امانت نواب شمس الدولہ کے پاس رہ گئی تھی جس سے اونھون نے لاکھون صرف کیے لاکھون کے نوٹ اپنی اولاد کیواسطے مول لیے اسیطرح فوجدار خان وغیرہ صاحب دولت دنیا ہو گئے تھے +

قصہ مختصر جب جناب عالی فرخ آباد ہو کر اٹاوے مین تشریف لائے میر احمد افسر بائیس ہزار پلٹن نجیب حسب الطلب مختار الدولہ تنخواہ لینے کو بحیلہ لشکر سے کوس بھر کے فاصلے پر اوترے کہ صبح کو لشکر مین پہونچکر تنخواہ لینگے مختار الدولہ نے جناب عالی سے عرض کیا کہ میر احمد مع اپنی فوج و لشکر بہ سر فساد آئے ہین اونکے روکنے کیواسطے فوج کو بھیجتا ہون غرض جب فوج کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی صبح سے ظہر تک ہزارون مارے گئے عشرہ محرم تھا پلٹن مین نشان کھڑے ہوتے ہین تعزیہ لیتے ہین نجیبون نے تعزیہ پیش کیا فوج نے کچھ پاس ادب نکیا جو لوگ تعزیہ کے آگے ماتم کرتے تھے وہ بھی مارے گئے آخر نجیب سراسیمہ ہو کر پسپا ہوے دغا سمجھکر ہر طرف بھاگے میر احمد میر فضل علی اونکے بھتیجے تن تنہا رہ گئے مختار الدولہ نے عبد الرحمن خان رسالدار قندھاری کی

باندھے سے ہوا اگر امید وار بحالی کیا اونکا حصن حصین اس حکمت سے توڑ دیا اس حرکت سے آج تک جو سپاہی قبر مختار الدولہ سے گذرتا ہے خواہ نخواہ ڈھیلے مارتا ہے یہ حال اس مؤلف کتاب نے خود بچشم دیکھا ہے جبکہ اون سپاہیون سے پوچھا جواب دیا بڑا کھکر اسنے تعزیہ کو گورے مارے ہین خلاصہ جب ایسی حرکات خودرائی و خودپسندی کے جمع ہوے اسباب قضا کے ہوگئے وہین وہ مارے گئے اونکی صورت یہ ہوئی ؎

جب مختار الدولہ نے اپنے آقای ولی النعم سے حرکات شان و شوکت شروع کیے اور جان برشٹل صاحب رزیڈنٹ سے خلاف سرکار کہنا شروع کیا منتہای غرور و نخوت ہوگیا اور اپنے زعم مین ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ۔ سمایا جب یہ صورت ہوئی بعض ہواخواہون نے اپنی نمک حلالی سے جناب عالی سے عرض کرنا شروع کیا جناب عالی سنکر تامل فرماتے تھے جب نواب سالار جنگ نے اپنی جوشش محبت سے سمجھایا کہ ایسا خواب غفلت نہ چاہیے اوسوقت یقین واثق ہوگیا بسنت علیخان جنرل کنبو کو باشارہ ارشاد فرمایا این کار از تو آید اور اون دنون اہتمام دیوانخانہ انھین کے اختیار مین تھا اور مختار الدولہ نے کمال خصوصیت سے انھین اپنا بیٹا کیا تھا بسنت علیخان کو بھی یہ خبث سما گیا تھا کہ منیب نائب دونون کو تمام کر دیجیے دوسرے کو مسندنشین کر دیجیے اسکے سزاوار فقط نواب یمین الدولہ سعادت علیخان ہین یہ بھی لشکر مین جناب عالی کے ساتھ تھے خلاصہ ایکدن بسنت علیخان نے مختار الدولہ کی ضیافت کی موسم گرما تھا تہ خانے مین مختار الدولہ آکر بیٹھے مگر مخمور اور اپنے بیٹے کو خوب شراب پلائی جلالہ کسبی اونکی آشنا اور اور کسبیان بھی بیٹھی ہوئی ہین سامنے سونا مکھن قوال گا رہے ہین عجب جلسہ غفلت ہو رہا ہے پانچ شخص بصورت ملک الموت قتل پر کمر باندھ آئے اونمین سے تین دروازۂ تہ خانہ پر کھڑے رہے کہ کسیکو آنے ندین میر فضل علی و میر طالب علی داخل ہوے مختار الدولہ سمجھے کہ میرے قتل کو آئے ہین پلنگ سے اوٹھکر چاہتے تھے باہر نکل جائین میر فضل علی نے لپٹکر کٹار پیٹ مین مارا اور دونون بغلگیر ہوکر حوض مین گر پڑے میر طالب علی نے دو تین پیش قبض مارکر ٹھنڈا کر دیا رنڈیان سونا مکھن باہر نکلکر بھاگے یہ کام بھی

سوائے سید کے دوسرے سے ایسا نہوتا غرض وقت لشکر مین غلغلۂ قتل بلند ہوا کہ یمین الدولہ کے
نوکرون نے مختار الدولہ کو مار ڈالا تفضل حسین خان نے دوڑ کر یمین الدولہ سے خبر کی کہ اب
اس لشکر مین آپ کا ٹھہرنا مناسب نہین آپ اسوقت جلد امرائے گر کے پاس چلے جایئے
بسنت علیخان اجل گرفتہ نشہ مین از خود رفتہ ننگی تلوار ہاتھہ مین مارے خوشی کے جناب عالی
کے پاس چلا گیا اور چلا کے کہا غلام نے حضور کے اقبال سے دشمن حضور کو مار ڈالا تہنیت
مبارکباد دیتا سامنے آیا جناب عالی اپنے فہم اقبال سے سمجھے کہ اگر مین اسوقت تامل کرتا ہون
افشاء راز نہانی ہوجائیگا اور الزام بدنامی مجھپر ہوگی غصے سے تیغہ مارا خالی گیا مگر بسنت
زخمی ہو کر یا خوف سے لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا راجہ نواز سنگہ نے دوڑ کر ایک تلوار ماری وہ
دبلا پتلا تھا کام تمام ہوگیا خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا نائب دیوانخانہ تھے اور
بسنت انکا بھانجہ بھی تھا تیغہ مقتول کی کمر سے کھینچکر راجہ کو مارا اگر پٹکا کمر مین نہ ہوتا دو ٹکڑے ہو
گیا تھا کسواسطے کہ زبردست کا ہاتھہ پڑا تھا راجہ بھاگ کر جناب عالی کے پیچھے جا کھڑا ہوا غلام محمد خان
کا سامنا ایک زرہ پوش نے کیا اوسپر بھی جھپٹکر تلوار ماری زخم اوچھا لگا کر وہ بھی بھاگا دو تین جگہ
وہ اوجھکر گرا ایک اور تلوار پڑی اوسکا داماد مارے خوف کے کوٹھے سے از خود گر پڑا
پانون مین بہت چوٹ لگی اسکے سوا اور جتنے نامی کھڑے تھے مطلع صاف کردیا جانی خان
نے سپر شمشیر سے انکا سامنا کیا اور کہا بڑے مرزا خیر ہے اسقدر خیرگی ولی نعمی کے سامنے
چلے جاؤ جناب عالی نے جب جانی کو دیکھا فرمایا اب کس ارادے پر کھڑے ہو عرض کی پاس نمک
مانع ہے وگرنہ چراغ ہندوستان گل ہوجاتا فرمایا اس خیال خام کو اپنے سر سے دور کرو
پھر عرض کی اب میرا اور میرے رفقا کا کوئی مانع نہو فرمایا قسم ہے مجھے جنت آرامگاہ کی
کوئی تم سے مزاحمت نکریگا آداب بجالا کے رخصت ہوے تھوڑا ہی دور جا کر پھر پھری فرمایا
اب کیون پھرے عرض کی میرا جوتہ بدل گیا ہے اوسے پہنکر چلا جاتا ہون حکم ہوا خبردار کوئی
انکا مانع نہو بڑے مرزا باہر جلوخانہ مین آئے سرکاری چوکی کے گھوڑے پر سوار ہو مع رفقا
باہر بسلامت نکلے فی الحقیقت بہادر یہ لوگ تھے اور جناب عالی کی تہوری وسخاوت سب سے
زیادہ تھی اور صاحب معرفت بھی تھے اسکے حکایات بھی بہت مشہور ہین یہ سانحہ

سنہ ۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ء مین ہوا۔
الغرض جناب عالی اوسیوقت اپنی رفع بدنامی سمجھکر انور خواجہ سرا نائب مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھا صاحب رزیڈنٹ کے خیمے مین تشریف لیگئے اور اوسے خلعت نیابت سے سرفراز کیا پس جاننا چاہیے کہ مداخلت گورمنٹ اس سرکار مین ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے بعد اسکے نعش بسنت علیخان کو دروازے پر بائیس خواجہ کے دفن کیا جہان چھاونی انگریزی ہوئی اور مختار الدولہ کو لشکر مین ایک چھوٹا چبوترہ وحضیرہ بی سقف بنوادیا ہے
جناب عالی نے امرائو گرسے بشکایت کہلا بھیجا کہ تمنے ہمارے دشمن کو اپنی خیمے مین بٹھا رکھا ہمارا پاس نمک نکیا تمسے بہت تعجب ہے عرض کی غلام کا کیا مقدور جو مرتکب ایسی حرکت کا ہوتا جب لشکر مین قتل مختار الدولہ کا غل ہوا نواب یمین الدولہ اندیشہ ناک ہوکر میرے خیمے مین چلے آئے مین نے آپ کا بھائی سمجھکر اونھین پناہ دی البتہ اتنا قصور ہوا ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین سچ کہتا ہی مجھے بھی راجہ سے یہ توقع نہ تھی۔
جب راجہ نے یہ سنا نواب یمین الدولہ سے عرض کی اب حضور کا یہان رہنا مناسب نہین میری گھوڑی بہت چالاک دور دم ہے سواری کو حاضر ہے اور جس چیز کی احتیاج ہو حاضر کرون یمین الدولہ کو پہلے یہ خیال گذرا کہ شاید راجہ مجھسے دغا کرے تو اسکا بھی کام تمام کیا چاہیے چنانچہ جب راجہ رفع احتیاج کو اوٹھنے لگا رفقای خاص مانع ہوے کہ ہم ایسے اسوقت مطمئن نہین مبادا کچھ اوسکا خیال کرو عرض کی مجھسے کبھی ایسی بے ادبی نہو گی بعد اسکے یمین الدولہ اوسی گھوڑی پر سوار ہوکے مع رفقای خاص میر مظہر میر علی پناہ میر فضل علیخان میر طالب علی مرزا مومن بیگ وغیرہ دریاے جمن سے اوترکر نواب نجف خان کے لشکر کو تشریف فرما ہوے۔
محمد ایلچ خان مختار الدولہ کی جبر و تعدی سے بلطائف الحیل حدود مملکت جناب عالی سے نکلکر مع مال و اسباب مقیم اکبراباد ہوے تھے نواب یمین الدولہ کا احوال سراسیمگی سنکر محمد مکرم خان محمد اسحاق خان کو جو اونکے اہلکار تھے استقبال کو بھیجا اور خود بسبب پیری کے دروازے تک پیشوائی کرکے نذر دی اپنا مہمان کیا اور سامان امارت سب درست کردیا۔

نواب نجف خان نے اونہین دونون علاقہ ڈیک کو فتح کیا تھا بعد ملاقات سپرد یمین الدولہ کیا بعد چند روز کے نواب نجف خان نے نواب سے عرض کیا محمد ایلچ خان غلام سرکار نے آپکے باپ کی بدولت پچاس لاکھ روپیہ رکھتا ہے مرنیپر ہے مجھے خوف ہے کہ اگر مر جائیگا اسکا مال غیر مستحقین کے ہاتھ آئیگا یمین الدولہ نے ارشاد کیا دو سبب سے مجھے جرات نہین پڑتی ایک یہ کہ اسنے کسقدر اپنا خون جگر کھا کر اوسے پیدا کیا ہوگا دوسرے میری ہمت سے یہ دور ہے کہ مین غلامون کے سرمایہ پر مترصد اونکے مرنے کا ہون نجف خان نے جواب دیا کہ اگر میرے باپ کی بدولت اسنے حاصل ہوا ہوتا اب تک خرچ نمازیان کارزار مین آچکا ہوتا اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اکبر آباد تشریف لے چلیے دیکھیے مین کس حکمت سے لے لیتا ہون اوسمین سے جسقدر مجھے عنایت فرمائیگا لے لونگا باقی سب آپکا مال ہے یمین الدولہ نے یہ قبول کیا تھا +

محمد ایلچ خان نے جب سے خبر قتل مختار الدولہ سنی تھی دونون آقاؤن سے کھٹکا پیدا ہو گیا تھا آخر اپنی مآل اندیشی سے جناب عالی کو عرضی کی کہ یہ غلام پیر مہان چند روزہ مشتاق قدمبوسی ہے کہان تک سرگردان مارا مارا پھرے مال دنیا جو کچھ غلام کے پاس ہے سب مال حضور ہے امیدوار ہون کہ زیر قدم مبارک حیات مستعار کو بسر کرون چاہیے عزت و حرمت دیجیے چاہیے قتل کیجیے جناب عالی بھی بعد مختار الدولہ کے انتظام ملک کیواسطے متردد تھے اسے بہت غنیمت سمجھے کہ ایسا نائب مہاجن کہان ملتا شقہ عامل شکوہ آباد کو روانہ ہوا کہ جب خان مذکور داخل عملداری سرکار ہو بہت احترام سے پیش آنا اور ہر طرح سے اونکی حفاظت کرنا اور دوسرا شقہ طلب خان مذکور کا گیا اتفاقا جسدن خان مذکور سرحد ملک جناب عالی مین پہونچے اوسیدن نواب نجف خان مع نواب یمین الدولہ داخل اکبر آباد ہوے یہ شکار مفت دونون ہاتھون سے گیا +

محمد ایلچ خان منزل بمنزل با طمنیان تمام ضیافت و مہمانی کھاتے ہوے عمال سرکار کی تا لب شہر پہونچے جناب عالی خود استقبال کو تشریف فرما ہوے اور پہلے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان محض اپنی خوشی خاطر سے قدیم سرکار سمجھکر استقبال کو گئے تھے

سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خان بہادر



Hasan Raza Khan

متعلقہ صفحہ ۱۰۱ جلد اول

نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان



Hyder Beg Khan

نمبر ۱۰

بعد اسکے اور اہلکار بھی کہتے تھے جناب عالی اپنی خواصی مین بٹھا کر لاتے بعد سرفرازی خلعت نیابت مہمات مالی و ملکی انکے سپرد کیے خان موصوف ازبسکہ بحالت ضعف پیری مین بیمار ہو کر اکبر آباد سے چلے تھے بعد چند روز کے ازبسکہ محنت و مشقت کاروبار از حد تھی مادہ خارج کر اجان بحق تسلیم ہوے فی الحقیقت یہ شخص بڑا منتظم و خیرخواہ و متدین سرکار تھا اگرچہ امی محض مگر اسکے کارندے بہت اچھے تھے مثل شیخ شفیع اللہ پنڈت انند رام محمد نکرم خان محمد اسحاق خان وغیرہ

تفویض نیابت بنواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

خلاصہ بعد مرنے محمد ایلچ خان کے باب تقرر نیابت مین بڑا تردد ہوا اسواسطے کہ نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان سب طرح سے خیرخواہ و معتمد جناب عالی تھے مگر امی محض جنکے پاوڑشین کے نقطون کی نقل مشہور خاص و عام ہے کسی خوشنویس نے قطعہ لکھکر دیا تھا پڑے شین کو فرمایا خوب پے لکھی ہے جب یہ حال نائب سرکار کا ہو پھر کیونکر انتظام ملکی و مالی درست ہو سکے اسکے سوا اور اونمین بہت سے صفات تھے اس سے سرکار کو کیا فائدہ خلاصہ تین شخص متدین کارگزار حسب لیاقت تجویز ہوے مرزا ابو طالب خان لندنی دوسرے اسمعیل بیگ خان تاجر شورہ تیسرے مرزا جعفر سرخ لیکن جو تھے کی تقدیر سے کسیکو خبر نہ تھی مرزا حیدر بیگ خان اون دنون بیکار پریشان حال متوقع روزگار فراخور حال میانے مین سوار جان ریسڈنٹ صاحب ریذیڈنٹ بہادر کے سلام کو جایا کرتے تھے اور باہر احاطہ کوٹھی کے پیپل کے درخت کے نیچے سلام کیا کرتے تھے جب صاحب ہوا کھا کر آتے تھے بعد چند روز کے صاحب نے انکا حال پوچھا اونکی لیاقت اور کارگزاری کا احوال سنکے اجازت سلام کی کوٹھی مین دی اور انکا خیال رہا۔

مختصر حال انکا یہ ہے کہ مرزا نور بیگ حیدر بیگ امیر بیگ ایک اور چھوٹا بھائی اور دو بہنین بھتیجین مرزا امیر بیگ اور چھوٹا بھائی دونون شباب جوانی مین مر گئے قوم مغل بعض کابلی کہتے ہین انکے بزرگ نواب صفدر جنگ کے زمانہ مین ولایت سے آکر فتح آباد مین قریب کابل تھے بعد اسکے متوسل و مقرب خاص راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ کے ہو

اس جہت سے بمواجب فی کس تین سَو روپیہ ماہواری نوکر ہوے لیکن اپنی حسن رسائی اور سفارش راجہ سے اکثر علاقہ بھی لیکر اوسکا انتظام بخوبی بامانت کرتے تھے چنانچہ کبھی علاقہ اکبرپور دوست پور اعظم گڈھ کبھی گورکھپور وغیرہ مین مامور ہے بلکہ جناب بکسر مین یہ عامل گورکھپور تھے جب انسے کار سرکار بخوبی سرانجام ہونے لگا سنہ ۱۱ ھ مطابق سنہ ۶۶ ء سرکار سے دونون بھائیون کو خطاب خانی ملا اسکی سند آج تک اونکی اولاد کے پاس ہے بعد اسکے جب عرش منزل نے انکے چھوٹی بہن کی خواستگاری کی انھون نے بمقتضاے ہندوستانی انکار کیا اس جہت سے اپر عتاب ہوا بظاہر حیلہ باقیات ملک ٹھہراکر بہت سختی سے قید کیا جیسا دستور عمال ہندوستانی ہوتا ہی اور قید مین نمک طعام ہموزن ملنے لگا مرزا نور بیگ بڑے بھائی اسی سختی عذاب سے مرگئے نواب عالیہ نے انکے حالپر رحم کھاکر قید سے نجات دلوائی شاہ مدن بھی جناب عالی سے انکی سفارش کی محمد ایلچ خان جب نائب ہوے انسی خصومت رکھتے تھے پھر بعلت باقی اور عمال کے ساتھ انھین بھی قید کیا جب بہزار خرابی قید سے چھوٹے متلاشی روزگار ہوکر دوسرا گھر ڈھونڈھا اس جہت سے جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ کے سلام کو جسطرح مذکور ہوا جایا کرتے تھے +

خلاصہ جب امراے اراکین دولت اور صلاح و صوابدید صاحب ریذیڈنٹ سے مرکوز خاطر جناب عالی بہ نیابت مرزا حسن رضا خان قرار پایا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۳ ء خلعت نیابت خطاب نواب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان بہادر نظام الملک سے سرفراز ہوے مہاراجہ ٹکیت راے دیوان نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان منیب ہوے انکو سرکار سے فقط ۱۰ لاکھ روپیہ سال ملتا تھا اپنی فضول خرچی اور سخاوت سے ہمیشہ تنگ رہتے تھے ہر صبح سلام جناب عالی کو دربار جاتے تھے باقی اپنے گھر مین مشغول مصاحبان خاص یا مصروف امور دینی عزاداری جناب سید الشہدا علیہ السلام رہا کرتے تھے باقی جتنے امور ریاست سیاہ و سفید دربار صاحب ریذیڈنٹ سب متعلق نواب امیر الدولہ تھے مگر پہلے ہر صبح امیر الدولہ انکے پاس آکر دربار جناب عالی مین جاتے تھے

نواب امیر الدولہ کا کلکتے جانا

بعد کئی برس کے نواب امیر الدولہ درستی بعض مقدمات سرکار کیواسطے روانہ کلکتہ ہوے

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب نواب امیر الدولہ کو جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ سے بسبب
عدم رسی اقساط گورنمنٹ اور چند در چند مقدمات کی جہت سے کمال بے لطفی حاصل ہوئی
اور صاحب ریذیڈنٹ اونسے ہر امر مین سخت گیری اور مداخلت کرنے لگے سمجھے کہ یہ حاکم وقت ہین
اونسے عہدہ برائی نہو سکے گی بلکہ کیا عجب ہے کسی حیلے سے ہین اس عہدے سے موقوف ہو جاون
اب کچھہ فکر کیا چاہیے چنانچہ جنرل مارٹن صاحب اپنی سرکار سے پنشن پاتے تھے مگر اسباب تجارت
ولایت وغیرہ لکھہا روپیہ کا جناب عالی کے ہاتھہ بیچا کرتے تھے اوس روپیہ کی دلائی نواب امیر الدولہ
پر ہوتی تھی اس جہت سے اونسے کمال خصوصیت وموافقت ہو گئی تھی جنرل صاحب کو روابط
صاحبان کونسل اور مصاحبان خاص نواب گورنر جنرل بہادر سے بہت تھے نواب نے اونکی
معرفت ایک عرضی باخفا درباب تغیر صاحب ریذیڈنٹ نواب محتشم الیہ کو بھیجی نواب معز الیہ نے
موجب رضامندی جناب عالی اور برخلافی مدار المہام سمجھکر صاحب کو موقوف کر کے بلوا بھیجا اور اپنا
سکرٹر اعظم کیا اتفاقاً چٹھی تغیر رات کو پہونچی امیر الدولہ نے جناب عالی کو گذرانی اوسوقت
مینہ شدت سے برس رہا تھا حکم ہوا کہ صاحب ہمارے شہر سے ابھی چلے جائین نواب نے عرض
کیا کل جائینگے نمانا آخر صاحب ریذیڈنٹ سے سوار ہو جنرل مارٹن صاحب کی کوٹھی مین رات کو رہے
صبح کو روانہ کلکتہ ہوے جب وہان عہدہ جلیلہ سکرٹری پر منصوب ہوے بسبب خصومت امیر الدولہ
ہر امر مین سرکار کے تعویق اور جواب باصواب مین تامل ہونے لگا ادھر جناب عالی کو افسردگی
ملال خاطر ہوئی کسواسطے کہ جب اونکے سالانہ روپیہ کے دینے مین اہلکاروں سے کچھہ تامل ہو جاتا تھا
دفعۃً آتش غضب بھڑک جاتی تھی نائب بھی اونکے حکم ناطق سے اپنی خوف آبرو سے ڈرجاتی تھی
کسواسطے کہ خرچ ذاتی جناب عالی کا ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھا اور چھپن لاکھہ ستتر ہزار
بابت اقساط سرکار کمپنی دیئے جاتے تھے اور تنخواہ اقربا وامرا وفوج اور اخراجات ہر اہلکار کا
علی قدر مراتب حساب سے باہر یہ سب باب وانگی امیر الدولہ کے ہوے

خلاصہ اوس زمانے مین نواب گورنر جنرل مارکوئیس آف کارن والس منصب گورنری پر منصوب
تھے نواب امیر الدولہ سنہ ۱۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۲۲۰ ہجری بڑی تجمل اور دھوم دھام سے روانہ کلکتہ ہوے
۱۰ لاکھہ سرکار سے خرچ سفر عنایت ہوا اور کرور روپیہ تک صرف کی اجازت تھی اگر مصارف

عظیم وضروری کی احتیاج ہو جب کلکتے پہونچے سکریٹر صاحب کی خصومت سے نواب گورنر جنرل
کی ملاقات مین تعویق ہوئی آج کل ہوتی رہی آخر نواب دق تنگ ہوکر عزم بالجزم لندن کا کیا
اور حاجی کربلائی محمد خان کو حکم کرایہ جہاز دیا جب نواب گورنر جنرل نے مفصل یہ خبر سنی خود
مہمان سمجھکر بسبقت ملاقات کی نواب نے عذر علالت مزاج کیا کہ بسبب حرج سفر علیل ہو گیا ہون
انشاء اللہ تعالی بعد صحت حاضر حضور ہونگا لیکن لارڈ صاحب نے اپنی خوبی اخلاق سے ثانا
پہلے آپ عبادت کی راہ سے تشریف لائے دو خواصون نے نواب کی بغلون مین ہاتھہ دیکر
پلنگ سے واسطے تعظیم کے اوٹھایا لارڈ صاحب نے باصرار تمام منع فرمایا کہ مریض کو معاف ہے
بعد اسکے کیفیت مزاج پوچھی کلمات شوقیہ فرماکے مراجعت فرمائی بعد کئی دن کے نواب
بڑے تجمل سواری سے دربار گئے نذر دی بعد استفسار احوال باعث تکدر و ملال خاطر جناب عالی
پوچھا عرض کیا تکدر مزاج کئی سبب سے رہتا ہی ایک تو قلت مداخل کثرت مخارج مصارف امیرانہ
لابدی تیسرے نقصان ۶ آنی جسکا سالانہ قسط چھپن لاکھہ ستتر ہزار ہوتا ہی ملک بنارس وغیرہ
محاصل ۲۲ لاکھہ ہدیہ دوستانہ سرکار کمپنی کو دیا چوتھے لکھا صرف ضیافت وسامان روشنی
و تماشای ہولی بسنت وغیرہ محض بخاطر صاحبان عالیشان نو وارد ہوتا ہے تجار انگریز
اسباب تجارت وغیرہ ولایت سے لاتے ہین اونپر محصول نہین چھٹے تاجران ولایت جو
رطب و یابس لاتے ہین عرض کرتے ہین ہم بڑی دور سے یہ اسباب تحفہ ولایت فقط حضور
کیواسطے لائے ہین ہندوستان مین سوای حضور کے کون قدردان ہے جو ایسی اشیای تحفہ
و کمیاب کو مول لے جناب عالی اپنی بلند نامی کیواسطے ملاحظہ فرماکے سب مال تر و خشک لے لیتے ہین
اور جسقدر وہ قیمت لکھہ بھیجتے ہین اوسکی ادائی ہمپر ہوتی ہے ہم حکم حاکم سمجھکے بجا لاتے ہین
اور اس قرضے کا سود ہمین دینا پڑتا ہی

نواب گورنر جنرل بہادر اس گفتگو سے معقول ہوے اور از راہ علو ہمتی دو آنہ چھہ آنہ
سے موقوف فرمائے استرداد ملک بنارس وغیرہ بھی منظور کیا اور حکم دیا کوئی تاجر
بے صاحب ریذیڈنٹ یا کوئی تازہ ولایت حاضر حضور جناب عالی نہوا کرے اور تجار سے حسب شتہ
حسکم محصول دیا یعنی فیصدہ ۵ لیا جاے اور مسک لڑائی بکسر جو بعد وصول زر

معینہ اقساط غفلت اہلکارون سے گورنمنٹ سے نہ پھیر لیا تھا لے لیا بعد اسکے نواب نے جواہرات بیش بہا نایاب زمانہ جسکی قیمت غرض بازار کرورروپیہ سے کم نہ تھی ایک کشتی مین لگا کر گذرانا نواب محتشم الیہ نے بہ تبسم فرمایا اسکے عوض ہم کو فقط ہدیہ دوستانہ جناب عالی کو بھیج سکینگے اب تم یہ ہماری طرف سے حضور کو دینا ایک زمانہ مین یہ ہمت عالی گورنر جنرل بہادر کی تھی جسکا افسانہ آج تک ہے +

القصہ بعد حصول مطالب نواب اوسی شان و شوکت سے لکھنؤ آئے اور بڑی سخاوت کلکتے مین کی ایک مدت تک غربا رعایا کے چھپر کھپر بلوون سے اشرفی روپیہ خیرات سوار ہیکا سکلتا رہا جناب عالی کمال مسرت عالی سے فتح گنج تک شہر کے باہر استقبال کو تشریف فرما ہوے اور حکم کیا نواب ہاتھی بیٹھا کے مجھے سلام نکرین اپنا ہاتھی میرے ہاتھی کے برابر رکھین لیکن نواب نے ازراہ آداب اسے قبول نکیا بعد نذر کے خواصی مین بیٹھے مگس رانی کرتے فقرا و مساکین کو روپیہ لٹاتے داخل دولتخانہ ہوے داستان سفر حرف بحرف عرض کی خلعت سے سرفراز ہوے جناب عالی نے اور احکام جاری کیے مگر استرداد بنارس بمقتضای ہمت عالی قبول نفرمایا غرض نواب امیر الدولہ اپنے حق نمک سے ادا ہوے سولہ لاکھ کے خرچ اور اتنی مشقت بیغر سے اتنے عمدہ امر طی کیے اونھین فتون بازار کرہٹی جو بابین چیندن نگر و انسڈانگہ اور شیوام پور ہے کیی کوس کلکتے سے اپنی ناموری کیواسطے تیس ہزار روپیہ کو خریدا اوسکا محصول آج تک اونکی اولاد کو ملتا ہے جناب عالی نے چاہا کہ بنظر خلوص خیر خواہی و نمک حلالی اصالتاً خلعت نیابت عنایت فرمائین کہ اب تم اس منصب جلیلہ کے مستحق ہو نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کو بھی انکی طرف سے کچھ خدشہ گذرا لیکن نواب نے بمقتضای شرافت اپنی عہدہ قدیم پر قناعت کی اور قبول نکیا مرزا کو زیادہ تر اسنے صفائی قلبی حاصل ہوئی پس ارباب بصیرت بنظر انصاف دیکھین اوس عہد دولت مین اہلکار کس لیاقت و منزلت کے تھے اب کس شرافت و لیاقت کے ہین +

مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ دم واپسین نواب امیر الدولہ کے گھر تشریف لائے عرض کی غلام ایک وصیت عرض کرتا ہے جناب عالی کو خیال وصیت اونکی عیال و اولاد کا ہوا عرض کی جو کچھ غلام کے گھر مین ہے سب مال حضور ہے میری اولاد و عیال لونڈی غلام ہین لیکن وصیت

عمدہ یہ ہے کہ حضور پھر کسی نائب کو اتنا اختیار کلی نہ دیجیے گا وگرنہ بربادی و پردہ دری سرکار کی ہوجائے گی +

غرض ۱۲ شہر شوال ۱۲۰۶ہ ہجری مطابق ۱۷۹۱ء کو انتقال کیا کشمیری محل اپنے باغ مین دفن ہوے نواب سرفراز الدولہ اونکی اولاد کی حمایت کرتے رہے بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھتے تھے اونکے گھر کی ضبطی ہونے دی ہرچند آتش افروزون نے شعلۂ آتش بھڑکانا چاہا مگر انکی جہت سے جناب عالی بھی نہ سمجھے +

بعد چند روز کے وہی قول مرحوم صادق آیا کہ بعض درستی مقدمات کو اونکے منیب نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان مہاراجہ ٹکیت رای دیوان ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بڑی دھوم دھام سے روانۂ کلکتہ بدربار ہوے وہان پہونچکر دونون صورت نفاق ہوئی کہ جسدن وہ دربار گورنر جنرل مین جاتے ہین دیوانصاحب نہین جاتے بعد کئی مہینے کے دونون صاحب ناکام پھر آئے عبث عبث زیرباری لکھا روپیہ کی ہوئی جسطرح اونکا احوال کھلا تھا انکا مطلق نہ کھلا کہ یہ کیا بنالائے اور ان دونون کا نفاق نواب محتشم الیہ پر بھی منکشف ہوگیا تھا پھر کونسی صورت سے بنتا آرہے نہ ہرکہ خطبہ بخواند پیمبری داند + نہ ہرکہ آینہ سازد سکندری داند +

تاریخ وفات نواب امیر الدولہ مرگئے پر نکی سپاہ کی عوض ۱۲۰۶ھ قلت مداخل اور کثرت اخراجات جب اسطرح پر ہوا اور نائب کو پرورش سب کی منظور ہو تو سوا تخفیف کے اور کونسی صورت تھی یہ وجہ ہوئی تخفیف تنخواہ فوج کی یا ہزارون برطرف کیے جاتے وہ کس سرکار مین جاکر ملازم ہوتے +

ہنگامۂ فساد راجہ چیت سنگہ بنارس

یہ سانحہ بنارس مین کوتاہ اندیشان نافہم سے عجیب و غریب گذرا مختصر یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل ہیسٹنگ صاحب بہادر نے راجہ چیت سنگہ بنارس کا حال سرکشی و تمردی اور عدم ادائی زر سرکار روا جبی سُنا اور ہندوستانی اہلکار معتمدین سرکار نے خوب نمک مرچ لگاکر متواتر عرض حال کیا نواب محتشم الیہ بضرورت تشریف فرماے بنارس ہوے بادھو داس کی باغ مین رونق افروز ہوے راجہ کو اوسی باغ مین قید کیا قلعۂ چنارگڈھ مین نہ بھیجا بعد کئی دن کے راجہ سی

حکمت عملی سے بھاگ کر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے رام نگر مین اپنے مقام پر جا بیٹھا اوسکی صبح
گرد و پیش کے راجہ زمیندار اور اہل شہر نے باتفاق بلوا کر دیا جا بجا تلنگہ سپاہی متوسل سرکار
یا انگریز جہان ملا قتل کیا چنانچہ ایک بجرے مین کئی بیبیان ولایتی اور صاحب الہ آباد سے
کلکتے جاتے تھے راجہ کے سپاہی کشتیون پر سوار ہو پہونچے اور اون صاحبون کو مار ڈالا بیبیان
غیرت سے دریا مین ڈوب کر مر گئین چھہ دن تک یہ ہنگامہ طفلانہ گرم رہا مگر نواب گورنر جنرل
اپنی شجاعت و شہوری سے فقط پچاس تلنگہ گارد سے اوسی باغ مین رہے آخر جانسن صاحب رزیڈنٹ
بنارس نے عرض کیا کہ تمام رعایای شہر دشمن سرکار ہو رہی ہے مبادا یہان بھی کوئی صورت
خلاف پیش آئے لہذا مناسب ہے کہ راجہ جیت نراین خیرخواہ سرکار عالی ہے اوسکے سپاہی
آج رات کو حاضر ہونگے حضور اونکے ساتھ قلعہ چنار گڈھ مین تشریف فرما ہون تو بہتر ہے
نواب محتشم الیہ نے اونکی رای صوابدید پسند کی اوسیطرح پردہ شب مین بسلامت کنار دریای گنگ
پہونچے سپاہ ہمراہ نے باواز بلند اوس پار سے کشتی منگوائی نواب رونق افزا قلعہ ہوے
توپ سلامی کی چلی صبح کو فوج راجہ سے مقابلہ ہوا بڑا کھیت پڑا راجہ آتشخانہ انگریزی کی تاب نلاسکا
فوج ہر طرف بھاگی راجہ سیدھا بھاگ کر گوالیار چلا گیا صاحبان عالیشان کو فتح و فیروزی حاصل ہوئی
اون دنون نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر درگاکنڈھ بنارس مین تشریف رکھتے تھے
راجہ نے متواتر پیام بھیجے کہ آپ بھی میرے شریک حال ہون بعد فتح یہان کے مالک و مختار ہو جائیگا
ہم آپکی رعیت ہو کر رہینگے بہادر موصوف نے کسیطرح نمانا انجام کار خوب سمجھے ہوے تھے
معرکہ بکسر آنکھہ سے دیکھہ چکے تھے اگر اس زمانہ فساد مین ہوتے شاید راضی ہو جاتے

خلاصہ جب یہ خبر لکھنؤ مین جناب عالی نے سنی نواب امیر الدولہ کو پہلے روانہ کیا وہ جونپور
پہونچکر منتظر تشریف آوری جناب عالی رہے مرزا حسن رضا خان نے راہ مین جب خبر بلوہ کی سنی
جلد جناب عالی کو لیکر داخل بنارس ہوے راجہ باغی نے متواتر عرضیان جناب عالی کو بھیجین مگر
جناب عالی نے قبول نکیا فرمایا ہمارے عہد میثاق کے خلاف ہے بعض ناعاقبت اندیش اور
بیہودہ گوؤن پر خفا ہوے کہ شاید تم درپے خرابی و بربادی اس خاندان کی ہوا چاہتے ہو
خلاصہ جب نواب گورنر جنرل اور جناب عالی سے ملاقات ہوئی جناب عالی نے پہلے عذر

اپنی ویررسی کا کیا نواب محتشم الیہ اس خلوص یکجہتی حاضر و غائب سے وہ بہت شکرگزار ہوے خارج سے جب حقیقت حال مفصل منکشف ہو چکی تھی اپنی کتاب وزنامچہ مین بہت سا تحریر فرمایا کہ وہ آج تک سب صاحبان عالیشان کی زبان پر ہے چنانچہ لارڈ ہیسٹنگ بہادر نے اول صحبت کانپور مین جای پانی پر حضرت سلطان عالم سے وہی کلمات شکرگزاری قدیم ارشاد فرمائی تھی خلاصہ بعد اسکے جناب عالی لکھنؤ تشریف لائے صاحبان عالیشان مرزا حسن رضا خان کے بھی کلمہ خیر سمجھانے سے بہت ممنون ہوے تھے +

الغرض نواب گورنر جنرل نے بنظر خیرخواہی چیت نراین راجہ اودت نراین کے بڑے بھائی کو حاکم بنارس فرمایا پھر کلکتہ مین تشریف فرما ہوے بعد رفع ہنگامہ حکام کی یہ صلاح ہوئی کہ اون ملاحون کو سزا دینا چاہیے جنکے بجرے مین خون ناحق ہوا تھا چنانچہ اونکو یہ حکم ہوا اپنے چھپرون سے باہر نکل آؤ اور اپنا اسباب بھی باہر لاؤ بعد اسکے اون چھپرون کو جلا دیا اور نئے چھپر بنوا کر اونھین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا اسیقدر سیاست کافی ہے کیونکہ اہل انصاف ایک زمانے مین اسی قوم کے ایسے بھی حاکم منصف گذرے ہین جو فی انصاف نواب محتشم الیہ کا یہ ہے کہ چھتر لاکھ کا اصل و سود اور سود در سود سرکار جناب عالی مین قرضہ سرکار کمپنی ہو گیا تھا اون تمسکات کو جبر صریح سمجھکر چاک کر ڈالا تھا ازین قبیل انکی سخاوت و ہمت و انصاف کی بہت سی باتین ہندوستان مین مشہور ہین +

لڑائی روہیل کھنڈ

جب نواب فیض اللہ خان حاکم رامپور نے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع مین قضا کی نواب محمد علیخان اونکا بیٹا مسند نشین ہوا غلام محمد خان نے بسبب خصومت مذہب تشیع اختیار کرنے سے کسواسطے کہ جب مرزا وزیر علیخان کی شادی مین لکھنؤ آئے تھے جناب عالی نے اونپر بہت عنایت فرما کر اپنا بیٹا فرمایا تھا اور ہدایت دین حق کی بھی فرمائی تھی جب یہ خبر قتل سنی فرمایا کہ ہماری محبت و ہدایت حق سے ایسا خون ناحق ہوا اسکی سزا ہمیں لازم ہے اور سر جان شور صاحب گورنر جنرل بھی اس امر سے بہت آشفتہ ہوے تھے چنانچہ کمانڈر انچیف ابلکرمبل صاحب کو حکم گرفتاری غلام محمد خان ہوا اون دنون چیرصاحب

رزیڈنٹ لکھنؤ تھے غرض جناب عالی مع لشکر اور کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد سے روانۂ رامپور ہوے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع فتح ریٹھر کی ہوئی جناب عالی نے احمد علیخان نواب محمد علیخان کے بیٹے کو محل سے بلوا کر مسند نشین ریاست فرمایا اگرچہ بہت صغیر السن تھے پہلے بیبیان خوف سے باہر نہین بھیجتی تھین مگر جناب عالی کے حکم سے بھیجا بعد اسکے مراجعت فرمائی اس معرکہ کے احوال مفصل کی کچھ ضرورت نہ تھی مشہور و معروف ہی لوگ بھی اوسوقت کے جیتے ہین مقابلہ کس نوع کا کس فوج سے ہوا احمد علیخان جب تک جیتے رہے اس احسان کے مرہون منت رہے اونکے عرایض جنت آرامگاہ کے وقت تک آتے تھے فوج جناب عالی فقط صف آرا رہی تر کسواروں کی غلطی سے یہ نوبت اول پہونچی تھی وہ ریٹپالن جو پشت ٹیلہ تھی اوسنے آکر کام تمام کر دیا تھا کرنل برینٹن صاحب جو اس معرکہ مین مارے گئے اونکی بی بی کو بتقریب تعزیت چار ہزار روپیہ خزانہ جناب عالی سے ملا تھا

مرزا جوان بخت شاہزادیکا لکھنؤ مین آنا بنارس مین رہنا

مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر رفقاے خاص سے شاہجہان آباد سے سمت ممالک شرقیہ تشریف فرما ہوے باین خیال کہ اونکے باپ شاہ عالم بھی اپنے باپ کے حین حیات ترقی حشمت و جاہ سمجھکر اور ارکان دولت کے خوف سے جنھون نے انکی نمک حرامی و بیوفائی پر کمر باندھی تھی کئی برس تک محل عظیم آباد مین رہ کر الہ آباد مین آ گئے رہے تھے خلاصہ جب شاہزادے لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے اتفاقاً وارن ہسٹنگ بہادر بھی مہمان جناب عالی تھے دونون سردار جلیل الشان بڑے تجمل سے استقبال کو گئے شہر کے چوک کو بہت تکلف سے آراستہ کیا تھا جب حضور شاہزادہ پہونچے دونون سرداروں نے نذرین گذرانین جب ہاتھی پر سوار ہوے جناب عالی حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھے مورچھل ہاتھ مین لیا کہ یہ منصب قدیم اونکے آبای کرام کا تھا نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کمرچ کھینچے جلو سواری مین ہوے شاہزادہ اول کوٹھی جنرل مارٹن مین داخل ہوے جسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے بھی پہلے آگئے رہے تھے جناب عالی نے تین لاکھ کا نقد و جنس پیشکش نذر کیا ہر صبح جناب عالی اور نواب گورنر جنرل دربار شاہی سمجھکر حاضر ہوتے تھے اور جتنا سامان اور لوازمہ مہمانداری تھا

سب بہ تکلف سر انجام کردیا شاہزادہ دن رات عیش و عشرت ناچ رنگ مین مصروف رہتے تھے
جناب عالی ہر روز تحائف تحفہ ہر قسم کے بتفاخر بھیجا کرتے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس مدت
مہمانی مین بہت سی باتین شاہزادے کی زبان زد خلائق ہوئین جسکی تحریر مین مناسب کتاب معلوم
ہوتا ہے صاحبان فہم اسیسے سمجھین گے کہ جب یہ صورت سلاطین عالیہ کی ہو تو پھر کیونکر انجام کار
ایسا ہو اصل جب بادشاہ مین فساد ہو تو اصلاح مشکل مختصر ہر شب طائفے ارباب نشاط کے
حاضر ہوا کرتے تھے اتفاقاً اون لگرہون مین ایک کسبی مسماۃ بھگیہ بھی حاضر ہوئی اور اس
زمانہ مین ناچ مین بے مثل تھی مطبوع طبع اقدس ہوئی اور مستفیض خدمت بھی ہر روز اوسکا جذبۂ
عشق بڑھنے لگا جناب عالی کو اسکا پرچہ گذرا اوسکی ممانعت ہوئی ایک تو یہ کہ اوسکا ناچ
خود جناب عالی کو بھی پسند تھا دوسرے ہمیشہ ملحوظ خاطر یہ رہتا تھا کہ کوئی کسی کسیکے گھر مین
نہ پڑنے پائے مبادا اگر یہ بھی داخل محل ہوئی تو میر الطف جاتا رہیگا چنانچہ اسیصورت سے
مسماۃ سالارو کسبی خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا کے گھر مین پڑی اور صاحب اولاد بھی
ہوچکی جب جناب عالی کو یہ معلوم ہوا حکم ہوا کہ اونکے گھر سے نکال لاؤ بڑے مرزا سپاہی
باغیرت تھے مستعد مرگ ہوئے مرزا حسن رضا خان کی شفاعت سے بچے کہ وہ صاحب اولاد
ہوچکی ہے یہ شخص مارا جائیگا حضور کو بڑی بدنامی ہوگی غرض اس ممانعت سے شعلۂ عشق زیادہ
شاہزادے کا مشتعل ہوا رات کو ڈولی مین سوار ہو کر جانے لگا اون دنون حکلہ ارباب نشاط
دولت گنج قریب دولتخانہ تھا جب اسکا پرچہ لگا حکم ہوا ہر کارے دورہ کا اہتمام کیا کرین
مبادا کسیصورت سے کچھ خلاف واقع ہو جب شاہزادے نے یہ حال دیکھا اب طاقت
صبر بھی طاق ہوئی مفارقت محبوبہ بہت شاق ہوئی عشق بہت بدبلا ہے از خود رفتہ ہوے
چارہ اسکے سوا کوئی نہ دیکھا کہ اب نواب گورنر جنرل سے کہنا چاہیے آخر ایکدن مضطر ہو کر
فرمایا کہ مجھے تمسے کچھ کہنا ہے بخلوت نواب گورنر جنرل نے عرض کی کہ کل حضور ارشاد فرمائین تو بہتر ہے

نواب محتشم الیہ سے بہت دور دراز سمجھے صاحبان کونسل سے مشورہ کیا بہ تنقیح تام یہ
تجویز ہوا کہ اگر شاہزادہ عالم از راہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی کمک چاہے تو دو کمپنی
ہمراہ رکاب کرنا چاہیے اور اگر طلب روپیہ ہو تو اسقدر دینا چاہیے اور اگر احیاناً گرفتاری نخاس چاہے تو اسکا

جواب صاف دینا چاہیے خلاصہ دوسرے دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بھائی سے تم
بھگیا کو دلوادو نواب گورنر جنرل آداب بجالائے رخصت ہوے جناب عالی سے ارشاد کیا ہمیں معلوم نہیں کہ
وہ کیا چیز ہے جسکے لیے ہمسے کہلوایا ہے غالب ہے کہ آپ بھی اپنا شاہزادہ سمجھکر دریغ نفرمائیگا جناب عالی نے
بمقتضائے تہذیب چپ ہے پھر فرمایا وہ ایک کسبی بازاری ہے جسپر حضور عاشق ہوے ہیں میں نے پہلے
اوسے منع کیا تھا اب وہ خود نے آپ سے سفارش چاہی ہے بہت اچھا بس یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل
نے حجاب سے سر جھکا لیا اور دلمیں اونکی لیاقت پر بہت افسوس کیا رخصت ہوے
جناب عالی نے بپاس خاطر نواب گورنر جنرل بسواری میانہ بھگیا کو شاہزادے کے محل میں بھیجدیا شاہزادے
نے اوسے خطاب نواب جہان آبادی دیا اوس سے مرزا عالی قدر شاہزادے پیدا ہوے یہ اپنی ماں کی جہت سے شیعہ
ہوے اوسکی صبح جناب عالی نے جاکر از راہ آداب شاہی نذر بھجوائی بعد چند روز کے اسی امر قلیل پر قناعت کر کے
قیام بنارس اختیار کیا عزم بالجزم ممالک شرقیہ فسخ کیا اپنی عیش و عشرت میں ہنی لگے ۵ ہزار روپیہ ماہواری ایلشکش
سرکار جناب عالی سے مقرر ہوا معرفت صاحب رزیڈنٹ ملتی رہی چنانچہ بوقت تقسیم ممالک محروسہ یہ پیشکش بھی مجرا ہوئی
بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے دہلی سے رونق افزا لکھنو ہوئے لیکن جناب عالی
بسبب وجوہات سابقہ کے اگرچہ تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ ہونگے بہت مکدر خاطر ہو رہے تھے اجازت داخلہ شہر کی
ندی اس جہت سے شاہزادے نا کہ شہر تکیہ بودہ علی شاہ کے قریب ایک باغ میں کئی مہینے تک رہا کیے بعد اسکے
لارڈ کارن وال بہادر تشریف لائے اونکی سفارش سے چھ ہزار ماہواری مقرر ہوئی داخل شہر ہو کر بنگلہ
مرزا خلیل میں جو قریب کوٹھی رزیڈنٹی تھا کنار دریا قیام کیا پھر ٹیڑھی کوٹھی جنرل مارٹن کی مول لی
لیکن اس مع اخل پر با مدت عمر کمال عسرت سے بسر کرتے رہے بسبب کثرت ازواج و اولاد و اخراجات شاہانہ اونکی
عفلت سے کہتے ہیں کہ وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر ازبسکہ صاحب ارادہ اولوالعزم تھے بکنون خاطر یہ بھی
ہوا تھا کہ اگر کوئی شاہزادہ بلکہ بادشاہ ہندوستان صاحب لیاقت ہاتھ آجاوے جو مستحق سلطنت ہو
تو مثل ولایت امریکا ہم اوسے سلطنت پر بٹھا کر وہی صورت کریں اور ہم مطیع و فرمانبردار ہو کر موافق
قانون منضبطہ انتظام سلطنت کریں اور حکومت لندن سے علیحدہ ہو جائیں جب یہ کیفیت و ماہیت
خاص شاہزادونکی دیکھی اپنے خیال و تصور میں بہت تاسف کرتے تھے چنانچہ جتنا روپیہ ہندوستان
سے لیگئے تھے سب عدالت شاہی کی روبکاری اور وکلا میں خرچ ہوا اسکا احوال تفصیلی اکثر

کتب تواریخ انگریزی مین ہے اور اکثر صاحبان عالیشان سے بھی متواتر سنا ہے +
پھر جناب عالی نے اعانت و امداد اہالیان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی لڑائی مرہٹہ دکھن وغیرہ مین کی فوج بھیجی جسکے افسر مرزا بل ہاٹن عبدالرحمن خان قندھاری رسالدار وغیرہ تھے یہ سبب بھی زیادہ تر موجب شوق اتحاد و دوستی دولتین عالیین ہوا +

تعمیر امام باڑہ و شادی مرزا وزیر علیخان و نہر نجف اشرف وغیرہ

بنای تعمیر عمارات دولتخانہ موافق مرضی جناب عالی بوضع ہندوستانی ہوئی اور اوس زمانے مین رواج بھی کوٹھی انگریزی کا نہ تھا یہ ترقی کوٹھی انگریزی جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین ہوئی ورنہ پہلے کوئی سڑک کے نام سے بھی واقف نہ تھا لیکن فقط امام باڑہ یادگار زمانہ مدت دس برس مین کفایت اللہ معمار شاہجہان آبادی کی تجویز سے بنا اور مکان باؤلی وغیرہ جو بطریق تعمیر ہندوستان بنا جسمین پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اس عمارت عالیشان کے صاحبان عالیشان بھی مشتاق ہوتے ہین خصوصاً مہندسین مگر افسوس یہ ہے کہ ایسی عمارت عالیشان کو مقام اچھا نہ پایا کاشکے مقام باولی والے مکان کی جگہہ تعمیر پاتا کوئی سبب ہوگا پل دریاے گومتی جسکی کوٹھیان دریا مین راجہ نولرای نے گلوائی تھین مگر بی اصول پار دریا کے چھہ نہ بندھوائی تھی مقدم دونون کنار چھہ کا باندھنا چاہیے تھا مکان باولی مین اکثر شاہزادے دلی بنارس کے فروکش ہوتے تھے اب امام باڑہ قائمہ حصن جسمین مکان باولی کا گودام میگزین سرکار ہوا یہ بھی ایک صورت انقلاب ہی سنہ ۱۱۹۹ھ مطابق سنہ ۱۷۸۵ع مین تعمیر ہوے +
سنہ ۱۲۰۸ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع شادی مرزا وزیر علیخان کی ہوئی جسمین تیس لاکھ روپیہ صرف ہوا جتنے صاحبان عالیشان اور امرای عالی قدر دور و نزدیک کے شریک ہوئے تھے صحبت مجالس عیش باغ و چار باغ ہوئی اس خاندان مین اس تکلف کی کسیکی شادی نہین ہوئی اور نہ اسقدر روپیہ صرف ہوا اب سکا احوال مثل کہانی خیالی کے ہی لوگ کہتے ہین کہ شاہجہان آباد مین بھی دو شادیان یادگار زمانہ ہوئین ایک نواب شجاع الدولہ بہادر کی دوسری جوگل کشور کی مرزا وزیر علیخان کی شادی کا شمہ یہ ہے کہ پانسو چھ گھڑا فقط چاندی کا تھا حضرت خلد منزل نے فرح بخش مین نہر کے دونون طرف قصر فلک و قصر ملک بنوایا تھا

متعلقہ صفحہ ۱۱۳ جلد اول

مجتہد العصر قبلہ وکعبہ مولوی سید دلدار علی



Syed Dildar Ali

High Priest

ظفر الدولہ نے کوٹھی سے بھی چاندی کی گھڑی نیئی تھی +

امر عجیب غریب جو سراسر باعث حسنات آخرت ہوا وہ یہ ہے کہ ارض اقدس نجف اشرف میں ہمیشہ سے قحط آب رہتا تھا زائرین کو وقت زیارت بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک ایک مشک آب بکتی تھی ایک نہر ۱۶ فرسخ دریاے فرات سے جسکے ۲۴ کوس ہوتے ہین کھدی جسکا چشمہ فیض آج تک جاری ہے کئی برس تک بند ہوگئی تھی کسی حاکم کو یہان کے خیال نہ آیا اکثر وہان کے مجتہدین نے لکھا یا مجتہد جو اخذ زر دنیا کیواسطے یہان آئے اسکے واسطے بھی سرکارین عرض حال کیا مگر کچھ موثر نہوا اس خیال سے بھی کہ خود کھا جاینگے اس امر خیر کے محرک نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان ہوے کہ معرفت عمدۃ التجار حاجی محمد طہرانی مشہور حاجی کربلائی تاجر نامی کلکتہ ۵ لاکھ روپیہ اور تحائف واسطے پاشاے بغداد کے گیے اسکے بھی بہت سے معجزات ثقات نے بیان کیے ہین اب قدرت خدا سے بسبب جوش دریاے فرات نہر از خود جاری مثل دریا کے ہوگئی ہے زائرین مسجد کوفہ سے کشتی پر سوار ہوکر نجف اشرف سے ارض اقدس کربلا و پل سفید تک باطمینان چلے جاتے ہین اسکا لطف زائرین کو ہوتا ہے کہ نصف شب تک جب تک در مقدسہ روضہ مامور ہوسقّے صحن مبارک مین پکارتے ہین یا یا ماء المهدیہ ماء المهدیہ یہ نقارخانہ آصفی تا قیام روضہ جاری رہیگا +

دوسرا امر حسنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ مین مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اسقدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جو ازراہ علم وقف بھی طریقہ ہدایت پند و خطبہ جماعت نماز علی رؤس الاشہاد نکر سکتے تھے ہرچند اپنے ایمان مین کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خان کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اوسی زمانے مین مرزا جوان بخت شاہزادے بھی مہمان جناب عالی تھے کسواسطے کہ وہ سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت مین جناب عالی بھی شریک ہوے جناب غفران مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل کتب فقہ امامیہ اور اجازت جہاد جناب میر سید علی صاحب طباطبائی لیکر آئے تھے صالحین مقدسین جو اوس زمانے مین صاحب احتیاط مشہور تھے اونکی صلاح و مشورہ سے جناب غفران مآب کا

جانا بھی عتبات عالیات کا ہوا تھا نظر باحتیاط امامت نماز اپنی گوارا انکی انکے واسطے تجویز کی تھی وگرنہ جناب غفران مآب مرزا حسن رضا خان کے بیٹے کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشوا و مقتدای مومنین ہوے چنانچہ انکے فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوے جنکی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل ناواقف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق ہدایت پائی اور رواج درس و تدریس و تصانیف ہونے لگا اور دستخط احکام مسائل اثنا عشریہ جاری ہوی بعد غفران مآب کے جناب رضوان مآب مسند نشین جمعہ جماعت ہوے جناب سید العلماء عرف میرن صاحب مرحوم درس و تدریس و تصنیف کتب مین سب سے زیادہ نامور ہوے جناب میر سید علی مرحوم شرف زیارت عتبات عالیات مین مقیم ہوے وہین دفن ہوے سید مہدی مرحوم جو چھوٹے بیٹے عین شباب مین مر گئے کامل تھے اب زمانہ بزرگان دین سے خالی ہوا صاحبزادہ ہای جناب میرن صاحب مرحوم اور سید بندہ حسین جو مسند اجتہاد پر ہین بہر حال غنیمت ہین اسکے بعد معلوم نہین کیا ہو صاحبان فرنگی محل جتنے بزرگ تھے کامل تھے درس و تدریس مین فریقین نے اونسے تعلیم پائی اب وہان بھی میدان خالی ہو گورنمنٹ سے آٹھ سو روپیہ ماہواری لواحقان مجتہدین کو ملتا ہی آپس کے اتفاق کی صورت بھی ظاہر ہی

اخراج راجہ جھاؤلال

بظاہر وہ امر عظیم جو باعث ہلاکت جناب عالی ہوا بمقتضای وفور غیرت بنا جاری اختیار حکومت اخراج مہاراجہ جھاؤ لال جیسے اپنا خیرخواہ نمک حلال ولی سب طرح سے جانتے تھے ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء بعلت خطوط طلب زمان شاہ بادشاہ کابل و سازش سیندھیہ مثل نواب محمد علیخان حاکم ارکاٹ مندراج و حکام راجپوتانہ وغیرہ سے ہوا اسکا اصل قصہ بھی بہت بڑا ہی کہ کون کون اسکا بانی مبانی تھا اور کیونکر یہ راز مخفی حکام عالیشان پر کھل گیا نواب شمس الدولہ ڈھاکہ بھی اس لم سے گرفتار ہوی اور کئی اشخاص اسکی گواہی مین گئے مثل مرزا ابراہیم خان و مرزا ابوالقاسم خان وغیرہ خلاصہ بعد ثبوت اسناد خطوط مراسلہ و روبکاری رای بالاکات امجد رخطہ صاحب رزیڈنٹ نے ازراہ مصلحت بزبان شیرین جناب عالی سے کہا کہ دشمن سرکار جناب عالی ہمارا دشمن و دوست حضور ہمارا دوست کس واسطے کہ یہ امر

ابتدا سے داخل عہدنامہ سرکارین منضبط ہوچکا ہے جناب عالی نے اسکی تصدیق فرمائی عرض کی جھاؤلال وراے بالکارام نے چاہا کہ سراسر خیرخواہی سرکار جناب عالی کرین اور ہماری سراسر بدخواہی جس سے ہماری بنیاد ریاست ہندوستان مین خلل پڑتا یہ خطوط اوسکے شاہد حال ہین لہذا حضور ایسے شخص کو ہمارے سپرد کرین کہ وہ ہمارے ملک مین جاکر رہے ہم باعزت رکھینگے آیندہ اورونکے واسطے موجب عبرت ہوگا جناب عالی نے معقول ہوکر اسے قبول فرمایا اور بظاہر کوئی چارہ وعلاج باقی نرہا تھا جسے فرماتی سراسر مجبور ہوے +

خلاصہ مہاراجہ جھاؤلال بحکم سرکارین باعزت مع مال و اسباب نقد و جنس اور عزیز و اقارب متوسل ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے اور بحکم گورمنٹ مقیم عظیم آباد ہوے لیکن جب تک جیتے رہے حکام عالیشان بڑی عزت سے پیش آتے رہے جانتے تھے کہ بڑا خیرخواہ اور نمک حلال اپنے آقا کا تھا ہمیسے صاف صاف جوگذرا تھا کہدیا کسیطرحکا فریب نکیا اوسدن بھی شہر مین بڑا تلاطم رہا تھا ہر محلے مین ایک ہنگامہ برپا تھا خصوصًا جس محلے سے ملازمین ساتھ جایا چاہتے تھے اورسبکو مقام تحیر بھی تھا کہ موجب بیکسی سرکار ہوا دوسرے ایسے خیرخواہ کا اس بدنامی سے جانا تیسرے جنکے عزیز و اقارب سے مفارقت ہوتی تھی انکا انتقال ۱۲۲۹ سنہ ہجری عہد دولت خلد مکان مین ہوا +

غرض جناب عالی نے مہاراج کے جانے سے بمقتضاے غیرت وبی اختیاری ومجبوری ایسا غم وغصہ کھایا کہ عوارض روحانی مین مبتلا ہوے اور خود اسباب عارضہ مہلک کے اختیار کیے کہ جسمین اطباے حاذق مجبور ہوجائین مستسقی ہوے چنانچہ ایکدن حکیم شفائی خان سے پوچھا وہ کونسا عارضہ خاص ہی جسمین حکیم لاعلاج ہوجاے عرض کی کھانا کھانے کے بعد نہانا اوراسکی مداومت کرنا جناب عالی نے ہر روز بعد خاصۂ طعام کے نہانا دریا کا اختیار کیا اور پرہیز سے ہاتھ اوٹھایا یہی وجہ تھی اس پار نہایا کرتے تھے اوس پار دریا کے ہاتی کی لڑائی ہوا کرتی تھی اور صحبت خاص مین اکثر فرماتے تھے مجھے جینا خود منظور نہین آخر مستسقی ہوگئے حکیم شفائی خان تاسف کرتے تھے کہ جناب عالی خود یہ امر اختیار کرینگے +

بھی نیابت سے سرفراز الدولہ و دیوانی راجہ ٹکیت راے و منصوبی تفضل حسین خان علامہ

بعد نیابت نواب مختار الدولہ و محمد ایلچ خان اور پیشہ دستی نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان سر انجام کاروبار سرکار نااہلون کے اختیار مین ہوا باعث خرابی سرکار ہوا اور رد و خلل مخارج جزئیات صاحبان عالیشان پر کھل گیا ابتدا اسکی یہ ہوئی کہ امیر کے تقرب خاص ہونے سے ملازم اپنی حد سے گذر جاتا ہے یہی باعث اوسکی خرابی کا ہوتا ہے اس سلطنت خاص مین ابتدا سے یوہین سب دیکھتے آئے ہین تا آخر سلطنت بس مہاراجہ جھاؤلال کو بھی تقرب خاص جناب عالی سے ایسا غرور ہو گیا تھا کہ مرزا حسن رضا خان کے سلام کرنے مین بھی کراہت کرتے یعنی ننگ سمجھتے تھے اور مہاراجہ ٹکیت رای سے بھی عداوت قلبی اس راہ سے کہ بدخواہ سرکار ہے اور خاین ہے اپنے مرزا سے موافقت بہت تھی بعد چند روز کے ایسی صورت ہوئی کہ وہ موافقت مبدل بعداوت ہو گئی اسکا قصہ بھی چند در چند ہے خلاصہ ایکدن ٹکیت راے نے فرد حساب چھتر لاکھ روپے کی جناب عالی کو باقیات اقساط قرضہ سرکار کمپنی مع سود مہاجنان شہر گذرانی جناب عالی زمان نواب امیر الدولہ مین کب اس دردسری و دماغ سوزی حساب سے آشنا تھے مبلغ خطیر کے ملاحظہ سے برہم ہو کے مہاراجہ جھاؤلال سے فرمایا تم اسے سمجھ لو اونھون نے تامل کیا کہ یہ امر متعلق دیوان سے ہے مجھے دخل نہ دینا چاہیے اسپر بہت خفا ہو کے فرمایا تمھین ہمارے ننگ کا پاس نہین اوسوقت مہاراج نے وہ فرد حساب رامی بالکت امر اور راجہ بچھراج کو دی اونھون نے مہاجنون سے حساب کیا بعد تنقیح گیارہ لاکھ نکلے جب اسکا ملاحظہ ہوا راجہ ٹکیت رای کی خیانت اور مرزا کی غفلت اور مہاراجہ جھاؤلال کی امانت و دیانت و خیر خواہی ثابت ہوئی اور اپنی خود غفلت پر تاسف فرمایا کہ اسلئے لاکھون کے غبن سے ہم خود اہلکارون کے اعتماد پر غافل رہے اور مہاراجہ کی نیابت منظور خاطر ہوئی راجہ ٹکیت رای نے جب یہ حال دیکھا کہ میری آبروریزی ہو جائیگی مرزا حسن رضا خان کے پاس اپنے عفو جرائم کیواسطے چلے آئے اتفاقاً مرزا اوسوقت بعد نماز کے امام باڑے مین روبروی ضریح زیارت پڑھ رہے تھے پانون پر گر پڑے عرض کی

متعلق صفحہ ۱۱۶ جلد اول

مہاراجہ ٹکیت رای



Maharajah Tikat Roy.

نواب تفضل حسین خان علامہ



Nawab Tafuzzul Husain Khan

اب میری عزت آپکے اختیار ہے مرزا صاحب مومن کامل تھے رحم دلی پر کام فرمایا انجام کار خیانت سرکار کو نمسمجھے کہ ایسے خاین سرکار کے ساتھہ مین کبھی شمول ہو جاونگا ضریح کے سامنے ہاتھہ اوٹھایا کہ اگر منیب مین رہونگا تم بدستور میرے نائب رہوگے خاطر جمع رکھو تمھارے سوا دوسرے کی نیابت قبول نکرونگا چنانچہ مرزا نے چیری صاحب رزیڈنٹ کو سمجھایا کہ آپ سمجھا کر جناب عالی سے خلعت دیوانی نکمیت امی کو اور بخشیگری فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر کو دلوا دیجیے اتفاقاً دفعتہً چٹھی مسٹر جان شور صاحب گورنر جنرل رزیڈنٹ کی نام آئی کہ تم بنارس جاؤ لمسڈن صاحب بنارس سے تمھاری جگہ مامور ہوے یہ دونون ناکام رہے اوسکے بعد ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۷ء مین خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ ہوے بعد ملاقات مقدمہ نیابت پیش ہوا۔

ایکدن جناب عالی خود مرزا کے سمجھانے کو تشریف لائے اور کمال عطوفت سے فرمایا بھائی مرزا ہماری ایکبات کو مان لو جھاؤ لال کو اپنا نائب کرو یہ تمھاری اطاعت سے کبھی باہر نہوگا ورنہ تمھین اختیار ہے اوسیوقت موقوف کر دینا مین ضامن ہوتا ہون مرزا کو معلوم نہین کیا خیال خام بداقبالی سے سما گیا تھا عرض کی غلام نکمیت امی سے قسم کھا چکا ہے بس نام نکمیت امی سنتے ہی بنظر غضب فرمایا پرائے گھر اتنی حکومت یہ فرما کر سوار ہوگئے منیب و نائب دونون معطل ہوے۔

اب مختصر احوال خان علامہ تفضل حسین خان کا یہ ہے کہ جب نواب امیر الدولہ کلکتے گئے تھے یہ جنرل پامر صاحب کے نوکر تھے اون دنون مولوی و منشی کی اس زمانے کی بہ نسبت زیادہ قدر و منزلت تھی انھین سب سے فہمیدہ کارگزار سمجھکر اپنے ساتھ لے آئے جناب عالی سے عفو جرائم ماضیہ اُٹھوا کر کے بعہدہ وکالت کلکتہ روانہ کیا تھا کسواسطے کہ یہ استاد و اتالیق نواب یمین الدولہ بہادر کے تھے اسی جہت سے نواب گورنر جنرل کے ساتھ آئے تھے مرزا جعفر نسبتی بھائی مرزا کے تھے اور خان علامہ کے شاگرد رشید اس سبب سے فی الحقیقت محرک نیابت مرزا ہوے تھے جب خان علامہ نے گورنر جنرل کیطرف سے مرزا کی نیابت کیواسطے عرض کیا فرمایا لاٹ صاحب سے کہو پہلے آپ کسی منیب کو تجویز کیجیے مینے اونکے کہنے سے

اپنے ایسے خیرخواہ نمک حلال کو نکال دیا اب دیکھین میری خوشی لازم ہے بخدا اگر یہ امر میرے خلاف ہوا مین کربلای معلی کو چلا جاونگا لاٹ صاحب امور خانگی سمجھکر خاموش ہو رہے خان علامہ بھی سفارش سے باز رہے +

اب اشخاص مشخصہ نیابت کو تجویز ہونے لگے پہلے تجویز الماس علیخان ہوئی جناب عالی بھی راضی ہوے کہ خانہ زاد صاحب مقدور بہادر بھی ہے اتفاقاً لاٹ صاحب نے تحریر لاٹ کارن وال کو دیکھا کہ الماس علیخان بڑا خاین ہے متدین نہین زنہار کبھی اسکے واسطے تجویز نیابت نہو لاٹ صاحب نے جناب عالی کو یہ تحریر بھیجدی جب کوئی اس عہدہ جلیلہ پر نہ ٹھہرا جناب عالی نے لاٹ صاحب سے فرمایا سوای تفضل حسین خان دوسرا میرے خیال مین نہین آتا لاٹ صاحب نے جواب دیا وہ مرزا ہے اپنے مطالب حکمت کتاب سلطنت اقلیم سے بہتر سمجھتا ہے فرمایا آپ انکو میرے پاس بھیجدیجیے مرزا صاحب خبر نامنظوری الماس علیخان سنکر خوش تھے کہ اب میرے سوا کوئی اور نہوگا خان علامہ کو طلب کیا ہے لاٹ صاحب میری سفارش کر چکے ہین غالب ہے میری طلب ہو اپنے گھر مین مستعد ہو بیٹھے رفقای خاص بھی شادان و فرحان حاضر صحبت ہوے اہل شہر کو یہ منظنہ ہوا کہ اب خان علامہ جناب عالی کے پاس گئے ہین غالب ہے کہ مرزا کے لینے کو آئین کوچہ و بازار و بام پر آکر بیٹھے خان علامہ حاضر ہوے جناب عالی نے کمال شفقت سے ہاتھ انکی گردن مین ڈال کے فرمایا اب میری حرمت تمھارے ہاتھ ہے اگر ہمارا پاس نمک ہے انکار نکرنا فرمایا خلعت لاؤ سرفراز ہوے خان علامہ ہاتھی پر سوار دولتخانہ سے باہر برآمد ہوے مرزا جو منتظر اس مژدۂ غیبی کے مستعد بیٹھے ہوے تھے مستغرق حیرت ہوے اہل شہر جو منتظر اس تماشے کے جا بجا بیٹھے ہوے تھے آپس مین طعنہ زن ہوے کہ واہ خوب وکالت مرزا کی کر کے اپنا کام کیا ہر ایک اپنے الفاظ مصطلحات سے گویا ہوا انکی زبان کو کون روکے اور اصل حقیقت حال سے ناواقف ہر طرف سے طعن و تشنیع کا مینہ برس رہا تھا اسطرح بھیگتے بھلگتے اپنے گھر پہونچے اکرام اللہ خان انکے چچلے کے بیٹے مرزا کے پاس آکر عذرخواہی کرنے لگے کہ بھائی صاحب کسیطرح نہ ملتے تھے جناب عالی نے بجبر سرفراز کیا حکم حاکم سمجھکر اسے قبول کیا مرزا نے غصے مین آگر نام کشمیری

دیکھو

وغیرہ سے موسوم کیا رفقای خاص جو بانکے تھے اونھون نے آوازے کسنا شروع کیا اکرام اللہ خان کو صحن طی کرنا مشکل پڑا مرزا جعفر سو بھی مرزا کو بہت ناگوار گذرا کہ انھون نے رعایت اوستادی ادا کی حق صلہ رحمی سے ہاتھ اوٹھایا جب یہ حال دیکھا کہ اس حاشیہ سے اصل ہاتھ غنیمت ہی خان علامہ نے انھین بخشیگری فوج دی مدت نیابت مجموع نو مہینے رہی کوئی کام نیکنامی کا نہوا بلکہ بدنامی شور صاحب کا کہنا صادق آیا کہ وہ مرد ملا ہے اب دو ملا اور شریک ہوے ایک مرزا جعفر دوسرے مولوی علی کبیر دو ملا کی مثل مشہور ہی ایک اور بڑھا اپنے نزدیک بہت دیانت و امانت سے کارگذاری کی جب مر گئے نو لاکھ روپیہ کہان سے پیدا ہوا تھا اور جاگیر تو حق خدمت تھی اکرام اللہ خان نے تین لاکھ روپیہ مشرفی مین کہانسے پیدا کیا تھا بعد انتقال ۶ لاکھ تجمل حسین خان اونکے بیٹے تین لاکھ ابتہاج النسا اونکی بیٹی کو ملے سبحان اللہ +

جنرل سلیمن صاحب بہادر نے بعد تنقیح جاگیر جب شرکا ہی حقدار خان علامہ جنکا وظیفہ داخل جاگیر تھا نادہندی شروع کی انصاف سے ہر ایک کا حق دلوایا بیس ہزار روپیہ سال منجملہ جاگیر مقرر کر دیا وہی خزانہ سرکار سے بحساب ماہواری ملتا ہی مگر تجمل حسین خان کا ایک احتشام امیرانہ جاری رہا اب زمانہ اونکے لڑکون کا ہے +

اخراجات اہلکاران جناب عالی ۶۳ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ نواب امیر الدولہ ۲ لاکھ مہاراجہ ٹکیت راے ۱۶ لاکھ مرزا حسن رضا خان امیر اپنی فضول خرچی سے تنگ ہوتے تھے قصد کربلای معلی کرتے تھے جناب عالی قرض ادا کر کے فرماتے تھے انشاء اللہ تعالے ہمارے ساتھ چلنا اور اکثر یہ بھی تنبیہ فرماتے تھے نواب امیر الدولہ سے میری غفلت پر نجانا اگر مین خود بداخل و مخارج پر متوجہ ہونگا سب برسر حساب ہو جاینگے یہ بات اہلکاران کے اعتماد اور اپنی سیر چشمی و ہمت عالی کی راہ سے تھے اور ہر ایک کے اہلکار کا خرچ ہزارون سالانہ کا تھا اور خرچ فوج سرکار علاوہ اسکے سوای برکت کے کچھ عقل مین نہین آتا مگر اہلکار سابق بھی مقبول سرکار ین تھے +

انتقال جناب عالی

خلاصہ اوسی مرض الموت استسقا سے جناب عالی نے روز پنجشنبہ ۱۰ بجے دن کو ۲۸ شہر ربیع الاول ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء ماہ ستمبر بدی ماہ کوار سنہ ۱۲۰۵ فصلی بعمر ۵۰ برس سن کے انتقال کیا پہر رات گئے اپنے امام باڑے مین دفن ہوے کفن مرزا حسن رضا خان کے گھر سے ملا کسواسطے کہ کوٹھے حسب دستور سب مقفل ہو گئے تھے ہر گھر سے صدای شیون بلند تھی ایک نکتہ بیوفائی حال دنیا کا یہ ہے کہ ایسے حاکم کو گھر سے کفن ملا جنازہ بڑی دھوم دھام تجمل سے اوٹھایا سب گریہ کنان ساتھ تھے اونکے رحم و سخاوت و حکم ناطق کو یاد کرتے تھے ثقات کربلای معلی نقل کرتے ہین کہ اوسی شب جناب میر سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نے خواب مین دیکھا کہ ایک جنازہ بڑے تجمل و روشنی سے داخل کربلا ہوا جب پوچھا کہا آصف الدولہ وزیر ہند صبح کو جناب سید نے حاضرین سے بیان کیا بعد ۶ مہینے کے خطوط سے احوال معلوم ہوا مطابق پایا فاعتبروا یا اولی الابصار ارشاد جناب امیر علیہ السلام الا یا ایہا المغرور تب من غیر تاخیر فان الموت قد یاتی و لا یسرت قارونا مادۂ تاریخ (غریب) ۱۲۱۲ھ تاریخ ملا محمد خطائی شستری (راہنا روح و ریحان و جنات نعیم

ایضاً تاریخ ہندی

ایک ہزار آٹھ سو سمت کا پرمان	سن بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان
ربیع الاول اٹھائیس اور جمعہ تدھیان	سدہی پریوا کوار کی جب آصف تجو پران

صاحبان رزیڈنٹ میجر پہلپر صاحب جان برسٹو صاحب جو پہلے خصومت امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہو گئے تھے پھر آئے تھے ڈ لٹن صاحب جان برسٹو صاحب جان چیری صاحب جنھون نے کوٹھی رزیڈنٹی قدیم تعمیر کی تھی لمسڈن صاحب ۔

نائب نواب مختار الدولہ محمد ایلچ خان نواب سرفراز الدولہ تفضل حسین خان

اس عہد دولت مین فوج اسّی ہزار تلنگہ و نجیب سوار تیس ہزار بمواجب مختلف و غیر منضبط و اہل توپخانہ و شاگرد پیشہ و غیرہ ملازم سرکار و جمیع ملک بدستور موافق انتظام ہندوستان اب وہی ملک منقسم بریلی گورکھپور وغیرہ جو گورنمنٹ پاس ہے

نسبت زمان سابق فرق زمین و آسمان ہے +

خرچ جیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہواری باورچیخانہ ۷ اسو روپیہ یومیہ کا جسمین ظروف گلی دو سو روپیہ کے آتے تھے قریب دو ہزار ہاتھی جسمین سے سات سو کشتی کے گئی ہزار گھوڑا اصطبل دولتخانہ یحیی گنج چارباغ ولایتی او جنگل کے عربی اون ونون کمیاب تھے او اسباب کوٹھون کا لکھا روپیہ کا اوس زمانے مین البتہ خرچ محلات کمیاب تھا نواب عالیہ اور جناب عالیہ کا اخراجات اونکی جاگیر سے تھے وہ مقیم فیض آباد تھین +

اوقات شبانہ روز جناب عالی دو ساعت رات رہے خواب سے بیدار ہو کر پہلے قران شریف دو رکوع پڑھتے تھے ملا محمد اوستاد تھے وہ سنتے تھے اوسکے بعد نماز صبح اور صحن مین خاک پر بیٹھکر سجدۂ شکر اور کلمات اپنی عاجزی و غربت کے درگاہ خدا مین بہت بخشوع و خضوع فرماتے تھے کہ اعضاے رئیسہ جو میرا جسم پایا مین ناقص ہے یہ رتبہ عنایت فرمایا اگر کسی غریب کے گھر پیدا ہوتا کونسی محنت و مشقت کر سکتا یہ سب معرفت تھی اوسکے بعد سوار ہوتے یا پالکی جھالردار یا ہاتھی پر ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم چڑھتے تھے عیش باغ چارباغ ہواخوری کا معمول رہا او کوچہ و بازار شہر شغل فیل جنگی یا سہ پہر کو بارہ دری چوک مین پتنگ بازی ۹ بجے دربار باقی اوقات لہو و لعب امیرانہ رہتا تھا آرام خاص باہر دولتخانہ مین نواب بہو صاحبہ سے کبھی موافقت نہی جیسا دستور زمانہ ہوتا ہے بنام اخبار زبانی ہرکارہ ہا خبر جو نیدہ سی تھی بغیر تحریر پرچہ اور حکم تھا کہ ہم کسی حال مین ہون خبر کو تم بلا واسطے چلے آیا کرو اس سے دارو غہ اخبار کا البتہ فائدہ نہوتا تھا جیسا راے رتن چند یا اور لوگون کو اخبار سے فائدہ ہے اکثر مستغیث عرضی سواری مین دیتے تھے بلا واسطہ از روے انصاف اوسیوقت حکم قطعی ہوتا تھا خفہ جناب اہلکار کی داد خواہی کی پیرا اوسیوقت غضب نازل ہوتا تھا ایسے ہی حکم قطعی سے اہلکارونکی جان قالب سے نکل جاتی تھی اور نہ کسیکی شفاعت سنی جاتی تھی چنانچہ ایسے ہزارون احکامات مشہور ہین ۔

بعد انتقال جناب عالی کی قبر پہ بھی بڑی رونق رہی ہر پنجشنبہ مجلس کا ہونا ملا محمد سا روضہ خوان عشرۂ محرم مین بھی امام باڑہ مین بڑی طیاریٔ رہتی تھی مگر نہ اوسقدر جو اونکے زمانے مین

تا برس تک ہی خود شریک مجلس ہوتے تھے رومی دروازہ کے دوکاندار صبح کو اپنی دکان بے اونکے نام نامی کے نہین کھولتے تھے یا شادی مین اپنے بیٹی بیٹے کے پہلے نذر امام باڑہ پر قبر پر ملاتے اس فساد لکھنؤ مین امام باڑہ کیا قلعہ جسمین سرکار کے ہاتھ آیا کسیکی خونریزی نہوئی بلکہ اسکے وسیلے سے شہدون نے قلعہ مچھی بھون کو لیلیا یہ بات اور کسی قبر پر نہوئی حسین آباد امام باڑہ نجف مین معرکہ لڑائی کا با عیان راجہ بیان +

نقل عہدنامہ نواب آصف الدولہ و نواب گورنر جنرل بہادر

عہدنامجات فیما بین نواب صاحب معلے الاجاہ چارلس ارل کارن والس صاحب بہادر کسب آف دی کارٹر مشیر خاص حضور سلطان انگلستان زبدۂ نوئیان عظیم الشان گورنر جنرل سپہ سالار افواج بادشاہی کمپنی متعلقہ کشور ہند طرف مدار المہام عمدۃ التجار سرکار کمپنی انگریز بہادر اور وزیر الممالک ہندوستان آصف جاہ نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر ہزبر جنگ +

جب حضور نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر عرضیان تاجران آمدورفت ممالک قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر اور سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کی متضمن نقصان اور تکالیف جو باعث لوٹنی محصول اور سررشتہ تحصیل محصول مال سو اگری کو اوٹھین ہوتا تھا متواتر گذرین لہذا واسطے رفع خلشہای مذکورہ اور رفاہ رعایا کی نواب گورنر جنرل نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر نے دفعات ذیل کو منقح کیا جو ہمیشہ مطابق اوسکی جانبین سے عمل مین آئیگا اور نسلاً بعد نسل قائم و مستحکم رہیگا۔

دفعہ اول نواب صاحب والاجاہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب صاحب وزیر الممالک بہادر متعہدین عہود کو آپ اور رعایا اور متوسلان یا اور اشخاص پر ہر قوم اور ملک سے ہو کسی درخواست کو معاف نکرینگے +

نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ بروقت روانگی اجناس اپنے ملک سے سمت سرحد ملک کمپنی انگریز بہادر دستک پروانجات متضمن بتفصیل اور تعداد و نرخ اجناس پر جسپر محصول رفتنی اپنے ملک کا لینا ہے مہر و دستخط اپنے اہلکارون سے دلوائین اور نواب گورنر جنرل چارلس ارل کارن والس بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جسوقت اجناس

سرکار کمپنی انگریز بہادر سے یعنی صوبجات بنگالہ بہار اوڑیسہ وضلع بنارس سمت سرحد سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے جایئگا دستک پر واسنجات متضمن تفصیل و تعداد نرخ اجناس پر جسپر محصول رفتنی اپنے ملک کا لیا ہو بمہر و دستخط اہلکاروں انکے دلوادینگے +

دفعہ سوم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی اپنے سرحد ملک کی سمت سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہو وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک روانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر لیجاینگی اور نواب گورنر جنرل بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی سمت حد نواب وزیر الممالک سے ہوگی وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک روانہ نواب وزیر الممالک کے لیجاینگی ۔

درباب روانگی مال سوداگرون کے جو دریای گومتی اور گھاگرہ اور براہ خشکی سے ہو ۔

دفعہ چہارم جو مال سوداگری ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر رفتنی ہوگا محصول ایک مکانات مفصلہ ذیل مین دیا جایئگا یعنی اگر راہ دریای گنگ سے جایئگا اوسکا محصول پھول پور مین دیا جایئگا اور اگر براہ گومتی سے جایئگا اوسکا محصول گدھ مبارک پور مین دیا جایئگا اور اگر راہ گھاگرہ سے ہو دوہری گھاٹ دیا جایئگا اور اگر راہ خشکی سے جای اوسکا محصول کیوری یا میدنی گنج یا چاندہ تاربگہ مین یا منو یا مہاراج گنج مین دیا جایئگا اور اگر راہ سرکار گورکھپور سے جای محصول دریاے گنڈک پر یا نکور کپور یا مجھولی یا چلیہ تار مین دیا جاے اور بیوپاری یا کوئی اور شخص جسکے مال سوداگری حوالہ ہو ان مکانات مرقوم الصدر مین سے محصول شرح دفعات ذیل داخل کرکے دستک روانہ مہر کچہری تحصیلدار سے محصول پایگا اوسے دستک روانہ مال مذکور بلا اخذ اور بلا کسیطرح کی مزاحمت حدود نواب وزیر الممالک بہادر مین لیجاینگی مال سوداگری جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ راہ تری خواہ خشکی سے لیا جایئگا اوسکا محصول ایک چوکیات مقررہ ہی ضلع بنارس مین اور صوبہ بہار مین لیا جایئگا اور دستک روانگی بمضمون مرقوم الصدر دیجاینگی اور نواب صاحبان معز الیہما اس شرط پر کہ نام ہو چوکیات نو احداث کے ایک دوسرے کو اطلاع دین +

دفعہ پنجم درباب اجناس بانات و آہن وغیرہ و تانبا سیسا اور اجناس آہنی و مسی و سربی و طلائی و نقرہ اور ابریشم بھی اور تھانہای ریشمی اور تھانہای مخلوط ریشم و سوت رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصد اڑھائی روپیہ بموجب نرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار کمپنی انگریز بہادر نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا +

دفعہ ششم باب دستک روانگی نمک مین نمک رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصد پانچ روپیہ موافق نرخ دستک روانگی نوشتہ کے ایک چوکیات مقرری مین ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین نواب وزیر الممالک کو دیا جاے گا +

دفعہ ہفتم باب روئی مین روئی جالون یا حیدر نگر یا امراوتی یا ناگپور یا اور ملک متعلقہ دکھن سے اگر راہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے ہوکر ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگی محصول بحساب فیصدہ مقرری چھ روپیہ فی من کہ سیر ۵۶ روپیہ سکہ کا ہو سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیا جائیگا اور دستک روانگی عدم مزاحمت کی سرحد ملک نواب وزیر الممالک بہادر تک مقام تحصیل محصول سے دیا جائیگا اور جسوقت روئی مذکور سرحد ضلع بنارس مین پہونچے گی محصول بحساب فیصد اڑھائی روپیہ موافق قیمت قوم الصدر دینا ہوگا اور درصورتیکہ راہ عمل بنارس سے نجائیگی بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین محصول بحساب فیصدہ نرخ مذکور کے دیا جائیگا +

دفعہ ہشتم تھانہای سوتی ریشمی مخلوط ریشم و سوت رفتنی ملک نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر محصول بحساب فیصد اڑھائی روپیہ فوراً نرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا اور جبکہ مال مذکور ضلع بنارس سے آئیگا محصول مذکور اپنے مقامات مقرری ضلع مذکور مین لیا جائیگا اور بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین اہلکاران تحصیل محصول دستک روانگی بلا محصول مشتابہ اگذاشت ہر چہار صوبجات بنگالہ بہار اوڑیسہ دیدینگے اور درصورتیکہ مال مذکور ضلع بنارس سے

باہر ہوکر صوبجات مذکور مین آئیگا اوسکا محصول فیصد اڑھائی روپیہ موافق قیمت مرقوم الصدر
چوکی اول صوبہ بہار مین تحصیل کیا جائیگا ۔

دفعہ پنجم رقم مال سوداگری پر جو دفعات مرقوم الصدر مین مندرج نہین ہو اگر ملک
متعلقہ نوابصاحبان متعہدان معز الیہا سے جائیگا محصول بحساب فیصدی پانچ روپیہ موافق نرخ مرقومہ
دستک وانکی مالک تمغی دیا جائیگا یعنی اگر مال مذکور ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے ملک سرکار
نواب وزیر الممالک بہادر مین جائیگا اہلکاران نواب وزیر الممالک بہادر محصول مسطور ایک
مقامات مذکورہ دفعہ سوم مین لینگے اور اگر مال مذکور ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ملک
سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگا محصول بحساب فیصدی اڑھائی روپیہ چوکی اول ضلع بنارس
مین اور چوکی اول صوبہ بہار مین بھی اڑھائی روپیہ دیا جائیگا اور اگر مال مذکور عمل ضلع بنارس
سے باہر ہوکر صوبجات بہار یا بنگالہ یا اوڑیسہ مین آئیگا محصول فیصدی پانچ روپیہ چوکی اول
بہار مین دیا جائیگا ۔

دفعہ دہم مال جو صوبجات بنگالہ بہار یا اوڑیسہ سے اضلاع بنارس مین بسمت
ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر جائے اوسکا محصول آمدنی بموجب نرخ اور سررشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیکر اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر بھیجا جائے محصول معمولی
اوس گنج اور بازار کا اوس سے لیا جائیگا لیکن اگر خریدار مال مذکور نے اوس ارادہ سے لیا ہو کہ نواب وزیر الممالک
بہادر کے ملک سے باہر لیجا کر بیچے اور ملک نواب وزیر الممالک بہادر مین نہ بیچے کسیطرح محصول
گنج اور بازار کا نلیا جائیگا کارپردازان اوس گنج کی پشت دستک وانکی پر دستخط اپنے کرکے
جاری کردینگے اور حوالہ مشتری کرینگے کہ مال مذکور سرحد ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر
سے بلا مواخذہ باہر لیجاے اگر ایسا نہ ہو اوس مال کو خریدار صرف کیواسطے ملک سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر مین کسی گنج بازار مین بیچے محصول فروخت موافق معمول اوس گنج یا بازار
کو دیگا اور یہی طریق اوس مال کیواسطے ہوگا جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے ملک مین جائیگا محصول آمدنی بموجب نرخ سررشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر
سرکار کمپنی انگریز بہادر سے دیا جائیگا اور اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار کمپنی انگریز بہادر مین

بھیجا جائیگا محصول اوس گنج کا اوس مال پر بموجب تفصیل شرایط مرقوم الصدر تحصیل کیا جائیگا اور حساب نرخ معمولی سے زیادہ نلیا جائیگا اور بدون استرضای سرکارین نرخ قدیم اضافہ نلیا جاے گا۔

دفعہ یازدہم اگر کوئی اجارہ دار یا زمیندار یا تحصیلدار مال یا جاگیر دار یا اور اہل معافی زمین سے مال پر جو ملک سرکارین مین جاے بموجب نرخ کے جو دفعات مرقوم الصدر مین لکھا ہے محصول دستک وانگی لے لیوے تو بجہت لینے محصول کے واسطے تقصیر اول کے فی روپیہ بیس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور بنا دوسری کیواسطے فی روپیہ چالیس روپیہ لیا جائیگا اور تقصیر تیسری کیواسطے اگر وہ شخص اجارہ دار یا تحصیلدار مال ہی فیصد دس روپیہ لیکر عہدہ سے موقوف کیا جائیگا اور فی روپیہ سو روپیہ جرمانہ بھی لیا جائیگا اور درصورتیکہ وہ جاگیر دار یا زمیندار یا معافی دار زمین ہو زمین متعلقہ اوسکی ضبط ہوگی اور کوئی تحصیلدار محصول وجہ محصول کی مال مذکور پر نرخ دفعات مرقوم الصدر سے بڑھائیگا اوسکی سزای تقصیر اول فی روپیہ دس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور خدمت سے موقوف ہوگا اور مظلومون کی دو روپیہ زیادہ شرح سے دیا ہی جرمانہ مذکور سے واپس ہو جائیگا اور رشنوائی اوسکی جس قدر جرمانہ و معاوضہ مظلومون کے مناسب جانین دونون سرکار کو اختیار ہے۔

دفعہ دوازدہم اگر کوئی شخص بعدم دینے محصول کی قصد کرے لہذا اقرار دیا یا کہ سوداگر جسنے محصول دیا اور دستک روانگی اور کسی مقام تحصیل سے قصد آگے جائیگا کر کے محصول دوچند اوس سے لیا جائیگا اور نوابصاحبان متعہدان معزالیہما اقرار کرتے ہین کہ حکمنامہ مشتمل تاکید بر دینے محصول کے اور لینے دستک اور پروانجات کے موافق مضمون تحصیل الصدر کے مقدمات ورود سے جوکی مقرری پر بنام بیوپاریان ممالک قلمرو جاری کرینگے لیکن مضمون دفعہ ہذا محصول بازار و گنج جو بموجب تفصیل نرخ دفعہ دسوین کے ہی بروقت پہونچنے اجناس کے گنج تحصیل مین لیا جائیگا۔

دفعہ سیزدہم باب مقرر محصول وس اجناس پر جو ایک کے ملک مین پیدا ہوکر اوسی اقلیم مین خرچ ہوتی ہے اور اجناس اپنے ملک کی رفتنی اور آمدنی پر بھی دوسرے ملک سے

جو عمل نواب صاحبان متعہدان معزالیہما مین نہوتی ہو سوای روئی آمدنی و کہن وغیرہ کے اور زمینتی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو نواب وزیر الممالک بہادر اوسکا محصول بمضمون دفعہ ساتوین کے لینگے اوسکا اختیار دونون سرکار کو اپنے ملک مین ہے ؛

دفعہ چہاردہم درصورت مناقشہ فیما بین تجار ملک طرفین مین ازروی دستور العمل اور قوانین ملک مسکن مدعا علیہ قضایای مذکور انفصال پاینگے اور درصورتیکہ مدعا علیہ سکنہ ملک کمپنی انگریز بہادر سے ہو تو اختیار مدعی کو ہے کہ اپنا دعوی معرفت وکیل نواب وزیر الممالک بہادر جو حضور نواب گورنر بہادر مین حاضر رہتا ہے ظاہر کرے اور نواب گورنر جنرل بہادر واسطے تجویز اور انفصال دعوی مذکور کی عدالت دیوانی اوس ضلع مین جو مقام تنازع فیہ یا سکونت گاہ مدعا علیہ ہے سپرد کرین اور اس طریقے سے درصورتیکہ مدعا علیہ سکنای ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ہو باختیار مدعی کے ہے اپنا دعوی معرفت وکیل صاحب کے جو نواب گورنر جنرل بہادر کیطرف سے نواب وزیر الممالک کے حضور مین حاضر رہتا ہی اظہار کرے نواب وزیر الممالک بہادر کو اختیار ہے کہ مقدمہ مذکور کو اپنے اہلکار و نیابین سے کسی معتمدین کی تفویض کرین اور نواب صاحبان معزالیہما اقرار کرتے ہین کہ اگر عملہ سائر اور زمینداران وغیرہ جو شخص کہ ممالک متعلقہ ایک دوسرے کے بسنے والون مین سے ہو اور کسیوجہ سے تاجر اور بیوپاریون پر خلاف اس عہدنامے کے عمل کرے پس جس شخص نے تعدی کی ہوئی اختیار اوس شخص کو ہے کہ بموجب سر رشتہ مرقوم الصدر احوال اپنا ظاہر کرے ؛

دفعہ پانزدہم یہ عہدنامہ ملک ڈہیل کھنڈ عرف کٹیہر سے کسیطرح تعلق نہین رکھتا اور نواب وزیر الممالک بہادر تحصیل محصول مین بموجب سر رشتہ قدیم یا درباب اضافہ یا تخفیف درو جہ محصول علاقہ ملک اپنے مین حسب مزاج اپنے اختیار رکھتے ہین ؛

دفعہ شانزدہم نواب وزیر الممالک نے واسطے شامل کرنے ضلع فرخ آباد کے اس عہدنامے سے نواب مظفر جنگ کو راضی کیا کہ اگر کچھہ واسطے موقوف کرنے تحصیل محصول کے علیحدہ روئی آمدنی ملک کہن وغیرہ ہر سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر اور مال سوداگری آمدنی پر جو ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے نقصان نواب مظفر جنگ بہادر کو

شامل عہدنامہ ہذا کو ہرگیا چونکی اوس علاقے کی اس عہدنامہ ملک نواب مظفر جنگ بہادر مین شمول ملک نواب وزیر الممالک بہادر منظور ہے +

تاریخ یکم ستمبر ۱۷۹۸ع مطابق ۲۹ ذیحجہ ۱۲۱۲ہجری ماقبل اسکے اگر منعقد اور موکد طرفین ہوے یہ عہدنامہ جاری اور کام آئیگا دسوین شوال ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۷۹۸ء

متعلقہ صفحہ ۱۲۹ جلد اول

نواب میرزا وزیر علیخان



VAZEER ALI KHAN

مسند نشینی مرزا وزیر علیخان مستعار بی ثبات

جب جناب عالی نے نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب بہادر اور صاحب ریذیڈنٹ سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا نام نامی ارشاد فرمایا تھا بطیب خاطر قبول و منظور کیا تھا اگر کسیطرحکا دغدغہ ہوتا یا وسوسہ سماعی تو سکوت کرتے یا بالمشافہہ بیان کرتے مگر یہ کیر موقوف بروقت رکھا جسطرح حضرت خلد منزل نے بتصریح جنرل لو صاحب سے فرمایا یا حضرت جنت مکان سے جنرل موصوف نے باب مصطفے علیخان مین پوچھا یہ بھی اکثر خواص کو معلوم ہے ورنہ اولاد اکبر وہی تھے خلاصہ تہنیت نامہ مبارکباد مسند نشینی نواب گورنر جنرل نے جو بھیجا سرکار شاہی مین موجود تھا +

غرض بعد انتقال جناب عالی جب لمسڈن صاحب ریذیڈنٹ واسطے انتظام کے مع پلٹن دولتخانے کو آتے تھے فوج سرکار دو رویہ دولتخانے سے حسن باغ مچھی بھون تک کھڑی ہوئی تھی روکا فرمایا کہ ہم واسطے بندوبست کے جاتے ہین افسران فوج نے کہا مگر یہ فوج کسی غنیم کی ہے تفضل حسین خان نے عرض حال ہو بیگمصاحبہ سے کیا محرم علیخان اور جواہر علیخان نواب ناظر آئے اور صاحب ریذیڈنٹ کو لیگئے جناب عالیہ نے پیام بھیجا کہ اسوقت میری نظر مین جہان تیرہ و تار ہے تم وارث اس ریاست کے ہو جسے مناسب سمجھو مسند نشین کرو مرزا جنگلی مرزا مینڈو وغیرہ کچھ سمجھکر با اسلحہ آئے تھے میر محمد علی وغیرہ حاضرین کہتے تھے کہ صاحب ریذیڈنٹ نے پکار کے ارشاد کیا کون مسند نشین ہوگا سوا اوسکے جسے وہ خود کر گیا ہے یہ سنکے صاحبان ارادہ بجای خود رہگئے +

مرزا وزیر علیخان پنج محلہ مین اپنے مکتب سے حسب الطلب نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے بوچے مین سوار پہلے آچکے تھے ننگے سر گریبان دریدہ پایئن نعش مرحوم کھڑے رو رہے تھے جواہر علیخان نے اسیوقت حسب الحکم بیگمصاحبہ دوشالہ سبز جو پلنگ مرحوم پر پڑا تھا اوسے انکی گردن مین ڈالدیا باہر آئے حکم شلک توپ منادی شہر ہوا حاضر الوقت عزیز و اقربا ملازمین نے نذر دی بھائی جتنے بامید موہوم خیالی صاحب ریذیڈنٹ کے کلام سے مایوس ہو کر پھر گئے جناب عالیہ جو مالک و مختار تھین کچھہ امتیاز حق و باطل نکیا

محول صاحب رزیڈنٹ پر کہا یہ ریاست خداداد بے منت و شفقت شخص غیر کو ہو گئی
صاحبان انصاف نے مصلحت وقت سمجھکر سکوت کیا کچھہ مداخلت نکی کسواسطے کہ
غیر مستحق سے ریاست لے لینا ذرا سے الزام و حیلہ سے ممکن ہے اور مستحق کو غیر مستحق سے
لیکر دینا وہ محکم اور جہانمند ہو جاتا ہے اسکا احوال اپنے مقام پر آجائیگا غرض فور سوم
موافق معمول اہلکاران و تنخواہ سرکار کو مراتب خلعت ہوو +

گذرانا ہموار مرزا وزیر علیخان و برہمی ریاست چند روزہ

پانچ مہینے کئی دن کی مدت ریاست مین جو چلن مرزا وزیر علیخان نے اختیار کیا بالکل خلاف
آداب دستور و روش ریاست تھا اونکے مصاحب خاص ہر ایک انتخاب زمانہ تھے اصل
بد معاش کوتاہ اندیش جمع ہوے تھے اگر ان سب کے حرکات ناشایستہ و لغویات باطل
کو لکھین تو فضول ہے محمد اکبر بادشاہ دہلی بارہ برس کے سن مین تخت نشین ہوا مگر
ارکان دولت کو دیکھیے کون کون منتخب زمانہ تھا نواب خان خانان ابو الفضل فیضی بیربل
ٹوڈرمل موجد حساب وغیرہ تھے ارکان دولت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب رکن مضبوط و مستقل ہو
تو عمارت عالیشان بھی مستحکم ہوتی ہے اور جہان ایسے ارکان جمع ہون تو پھر قیام عمارت
کہان سنے ہو خلاصہ جب ارکان دولت نے یہ حال دیکھا ہر شخص اپنی آبرو اور مال سے خائف
ہو گیا الا عوام سپاہ و جاہل انجام کار فقط شجاعت و سخاوت اور نام نامی جناب عالی
جانگر گرویدہ تھے خصوصاً ارباب نشاط اور یہ سبکے سب غافل لفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید
سے غافل تھے اب فی الجملہ سنیے بعض حرکات ناشایستہ کو ایکدن چار اسامیان
صاحبات محل سے جو بنام نامی جناب عالی تھین پسند کرکے اپنے تصرف مین لائے اور
تصرف جناب عالی کا حال معلوم تھا اسکا چرچا زبان زد خلائق ہوا نواب ناظر اور بعض قدیم
نمکخوار نے عرض کیا کون سنتا تھا پس مختصر یہ ہے کہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان جو انکا محسن
مسند نشینی کا ہوا تھا ایسے حرکات لاطائل اور ہر روز طلب اشیاء بیش قیمت اور کمیاب
اور اوسکے نا اہل کے دینے سے اور طلب اسامی صاحبات محل سے بہت عاجز آیا تھا
اور اوسکی عدم رسی کے سمجھانے سے اور بسبب خفا ہونے بے محل کے خوف اپنی آبرو کا

ہو گیا تھا ایکدن کسی بہت عمدہ چیز کو طلب کیا اونھون نے اوسکے بھیجنے مین تامل کیا
برہم ہو کر فرمایا پکڑ لاؤ مین اوس نمک حرام کی آج ناک کاٹ ڈالون گا نواب ناظر خائف
وترسان ہو کر وقت ٹھیک دو پہر تھا مفر سوا اسکے کچھ خیال مین نہ آیا بسرعت تمام خان علامہ
کے پاس چلے آئے پانون پر گر پڑے کہ آج عزت وجان کسی صورت سے نہین بچتی خانصاحب
نے اوسیوقت اپنی بارہ دری کے کوٹھے پر بھیجدیا میر منظہر کمیدان اور کئی شخص معتمد
حفاظت کو کر دیے مرزا وزیر علیخان نعل در آتش غضب ہو کر ہاتھی کے پاٹھے پر سوار ہو
خود ہوتے ہوے داخل خانہ خان ہو کر فرمایا اوس نمک حرام کو لاؤ عرض کی آپکے
سر کی قسم یہان نہین ہے جب ہرکارہ اخبار کا مقابلہ ہوا عرض کی تعجب ہے کہ حضور کو غلام
کی قسم کا اعتبار نہین اس تین روپے کے پاجی کے کہنے کا اعتماد ہے یہ سنکے اور بھی
غصے مین پھر آئے خان علامہ اپنی عقل وحکمت عملی کے نزدیک ایسے طفل جاہل ونادان
کی باعث فرو نغ واختیار کلی سمجھے ہوے تھے مگر اس فتنۂ خوابیدہ سے غافل تھے۔
بعد اسکے خان علامہ نے نواب ناظر کو زنانے میانے مین سوار کر بمعیت محمد اسحاق خان
منشی بخشی آرصاحب ریزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا صاحب موصوف نے بعد دریافت
حقیقت حال مرزا خلیل کے بنگلے مین بھیجدیا ہرکارے نے جب یہ خبر پہونچائی مرزا
وزیر علیخان ناعاقبت اندیش اوسیطرح پر غضب صاحب ریزیڈنٹ کے پاس چلے گئے
صاحب موصوف نے پہلے بہت بآشتی ودلجوئی سمجھایا کہ وہ خانہ زاد سرکار ہی کہان
جائیگا آپکے عتاب سے بخوف آبرو چھپ رہا ہے جب رفع ملال خاطر ہوگا حاضر ہوگا
جب اسپر بھی بدرشتی اصرار کیا فرمایا یہ ہمارا گھر نہین بلکہ سرکار کمپنی کا گھر ہے اگر ہمپاس
خاطر اوسے اوسیوقت حوالہ کردین اور پھر ہماری سرکار سے اسکی بازپرس ہم سے ہو تو ہم
کیا کرینگے یہ امانت حضور ہمارے پاس ہے جب تک حکم صدر رہین پہونچے یہ سنکر مایوس
ہو کر چلے آئے اب رفقای خاص نے سب کو نمکحرام ٹھہرایا کہ وہ وہ ہین خصوصاً جتنے اہلکار
قدیم ہین سب بدخواہ حضور ہین اور خیر خواہ ومتوسل انکا زیر بہادر ہر ایک نمکحرام کے نام پر چوب رنگ
بھی تلوار کا ہونے لگا کہ مین اوس دبا اگر نمکحرام پر تلوار مارتا ہون +

گرفتاری مرزا وزیر علیخان

القصہ جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو یہ اخبار متوحش متواتر پہونچے تحریرات
صاحب رزیڈنٹ اور عرایض خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد عظیم برپا ہو کسواسطے
کہ سب فوج حاکم وقت سے موافق ہے اصلاح کرنا ضرور ہے کلکتے سے بنارس تک
بدریا تشریف لائے وہان سے ازراہ خشکی جونپور چاندیسے ہوکر داخل لکھنؤ ہوے مرزا
وزیر علیخان حسب دستور چاندہ تیراب گڈھ تک بڑی دھوم دھام سے استقبال کو گئے
نواب گورنر جنرل کے ساتھ ایک کنپ فوج تھی راہ مین رعایا زمیندار وغیرہ کو دعاگوی
مرزا وزیر علیخان پایا اور اپنی سرکار کے خلاف اس محبت سے فوج کو راہ مین قدغن تھا کہ
کسی زمیندار یا رعایا سے قصور بھی ہو جاے تو ٹال دینا مبادا راہ مین فساد ہو جاے
اور بالاتفاق سب سے طعن و تشنیع نمک حرامون اور خان علامہ پر سُنی +

غرض بعد تعارفات معمولی ارکان دولت جو بانی مبانی بیخ کنی اس ریاست مستعار کے
ہوے تھے نواب گورنر جنرل سے سب نے مشروحاً عرض حال کیا فرمایا بظاہر یہ امر بہت
دشوار ہے اور کیونکر ہمپر ثابت و متحقق ہو جاے کہ وزیر علیخان نطفہ نواب سے نہین ہے
کسواسطے کہ ہمسے خود جناب عالی نے اوسکے بنوت کا اقرار کیا ہے اور ہماری اجازت سے
اوسے اپنا قائم مقام کیا ہے نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحبہ سے
خاص محل جناب عالی سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا اظہار دیا کہ فقط مرزا جانعلیخان
نطفہ نواب سے ہوا تھا وہ صغرسنی مین مرگیا باقی اور اولاد بنام نامی امارت اور نواب
بہو صاحبہ نے پس چلمن سے خود کہا کہ کبھی تسلط نواب جیسا کہ شوہر دنیا کا ہوتا ہے
نہین ہوا ان دو گواہون سے تحقیق ہو چکا بعد اسکے نواب گورنر جنرل نے اپنی رفع
بدنامی کو ایک محضر استشہاد لکھا جسپر حسب ارکان دولت عزیز و اقربا وضیع و شریف مہر کرین
کہ حجت و سند کامل ہو جاے +

بعد اسکے نواب گورنر جنرل بحیلہ تبدیل آب وہوا مع فوج کوٹھی بی بی پور مین تشریف
لیگئے اس خیال سے کہ فوج سب موافق ہے اگر شہر مین صورت فساد ہوئی مبادا

رعایای بیگناہ کا خون ناحق ہوجاے غرض جب نواب محتشم الیہ مقیم خیام ہوئے عوام مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب گورنر جنرل خفا ہوکر چلے گئے ہین چار و ناچار مرزا وزیر علیخان
اور سب ارکان دولت مع نواب عالیہ وجناب عالیہ تشریف لیگئین ادھر بھی فوج کثیر جان نثار
پر موجود تھی اوس زمانے مین مردم سپاہ کو البتہ بہت تمیز تھی اپنے تئین جان نثاران
ریاست سمجھتے تھے +

نواب گورنر جنرل نے ازراہ مصلحت وقت وبخاطر مرزا وزیر علیخان خلعت نیابت
نواب سرفراز الدولہ کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت رای کو دیا بظاہر دلجوئی نواب
اور خان علامہ سے نیابت بھی موقوف کی بعد اسکے ان دونون سے فرمایا کہ تم نمک خوار
وخیر خواہ قدیم اس ریاست کے ہو چاہیے کہ تم بھی غیر مستحق کو نہ چاہو گے کہ سرکار مین
تمھارا موجب وثوق نیکنامی وخیر خواہی ہوگا دونون نے بدل منظور کیا اور عرض کی کہ ہم
بہر صورت تابع فرمان ہین فی الحقیقت اس سرکار کے حافظ وحامی وحق شناس آپ ہین
پھر محضر انھین دیا کہ سب وضیع وشریف شہر کی اسپر الطال بنوت مرزا وزیر علیخان واستحقاق
مسندنشینی نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر مندرج ہے کسواسطے کہ یہ اولاد اکبر نواب
شجاع الدولہ بہادر مستحق وزارت آبائی کی ہین +

ایکدن نواب گورنر جنرل نے دربار عام کیا جتنے امرا واقربا وارکان دولت تھے حاضر ہوے
حکیم میر احمد علیخان غیرہ متوسلین مرزا جعفر وسرفراز الدولہ کہتے تھے کہ ہمارا خیمہ سامنے
دروازہ کوٹھی کے تھا دربار مین بڑا بندوبست تھا فوج گورا وہندوستانی احاطہ کوٹھی مین
دورویہ آراستہ کھڑی ہوئی تھی جو داخل دروازہ ہوتا تھا پھر دروازہ بند ہوجاتا تھا کہ
ہجوم عام نہ آنے پائے نواب گورنر جنرل درجۂ اول کوٹھی بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے
درجۂ دوم مین سب اہل دربار تھے صاحب سکریٹر اعظم نے وہ محضر پیش کیا کہ باتفاق سب اسپر
مہر کرین ہر ایک نے موافق اپنی منزلت کے عذر بار وپیش کیا جب مہرین نواب عالیہ اور
جناب عالیہ وبہو بیگم صاحبہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان و محمد آفرین علیخان و نواب اشرف علیخان
و منان علامہ کی دیکھین مجبور رہے کہ عصر سے مہر کی صبح سے ۳ بجے تک یہ مرحلہ طے ہوا رخصت ہوگ

باہر نکلے پھر ایک سر گریبان ہو کے اپنے خیمے کو چلا گیا۔

بعد اسکے وزیر علیخان کی طلب ہوئی بڑے تزک سواری سے داخل کمرہ ہوئے صاحب سکرٹر نے وہ محضر دکھا کر کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ ہمارا اسمین کچھ قصور نہین لیکن ازبسکہ ہم حامی و حافظ اس ریاست کے ہین چاہتے ہین کہ حق مستحق ریاست کو ملی غیر مستحق نہو اور سوای اس امر خاص کے آپ بہرحال ہمسے مطمئن رہین اس سے زیادہ آپ کا حفظ مراتب ملحوظ رکھینگے اور ہر حال مین آپکے حامی و محافظ رہینگے اور جو مال و اسباب آپکا ذاتی ہی اوسکا کوئی مانع نہوگا اور اب آپکا اس شہر مین رہنا بھی مناسب نہین بنارس مین باطمینان فارغ البال ہو کر رہیے ۲ لاکھ روپیہ سالانہ بواسطۂ صاحب رزیڈنٹ ملا کرے گا مرزا وزیر علیخان یہ سنکر آبدیدہ ہو رخصت ہوے سیدھے بہو بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے عرض کی مجھے آپ سے فقط اتنی شکایت ہی کہ بالفرض مین نواب آصف الدولہ کا بیٹا نتھا اونکا غلام تو تھا آپ کی اطاعت کوئی مجھسے زیادہ نکریگا عتاب جالیہ ازبسکہ عاشق اپنے بیٹے کے نام کی تھین رونے لگین فرمایا کہ اگر فقط میری مہر سے تمھین مسند نشینی ملے موجود ہے بعد اسکے وزیر علیخان اپنے خیمے مین آئے بیگم صاحبہ سے بھی سبب ناگواری یہ ہوا تھا کہ نواب ناظر جواہر علیخان نے انکی محل مین جانے کی ممانعت کر دی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وزیر علیخان کسی بوبو کی لڑکی ایک کو اپنی خدمت مین لائے تھے بیگم صاحبہ کو بہت ناگوار گذرا تھا وزیر علیخان نے جھنجلا کے نواب ناظر کے محل مین جانے کی ممانعت کر دی تھی۔

نواب گورنر جنرل کو پھر خبر پہونچی کہ وزیر علیخان کے پاس ہزارہا جان نثار سر فروش جمع ہوے ہین ایسا نہو سوار ہو کر شہر مین چلے جائین پھر بہت مشکل پڑے گی اس جہت سے دوبارہ طلب فرمایا جب سوار ہوے ڈنکہ سواری کی خود ممانعت کی عبد الرحمان خان رسالدار قندھاری نے گستاخانہ عرض کیا ہم جان نثار حاضر ہین حضور اسوقت نہ جائین دغا ہی نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان جو مقرب خاص تھے عرض کی بلکہ نہ جانے مین ناکام بگڑ جائیگا رسالدار نے عرض کی ہم اپنے حق نمک سے ادا ہو گئے اوسیوقت سیدھے مع رسالہ خالص پور چلے گئے وزیر علیخان جب داخل کمرہ ہوے سکرٹر نے فرمایا اب حضور کا یہین تشریف رکھنا

مناسب ہے گورون نے آکر بھرے مین کر لیا گارد تلنگہ کا جو باہر پھاٹک کے تھا اہتمام کر کے جلد سواری کو ہٹا دیا دفعتہً لشکر مین غل ہوا نواب قید ہو گئے ایک چوبدار نے پھاٹک پر آ کے پکار کے کہا نواب صاحب کا پلنگ لاؤ بس اس صدای صورا سرافیلی سے لشکر مین ایک تلاطم ہوا اور انگریزی پہرے ناکہ شہر تک پھیل گئے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان بظاہر مصاحب وقت بدا ور وضعداری سے بھی حاضر رہے اور باطن مین گویندہ سرکار تھے سرکار بھی انسے مطمئن تھی اگر کسیطرحکا کھٹکا ہوتا تو کاہیکو رہ سکتے اسی خیر خواہی سرکار انگریزی سے اور فہمایش امی اپنی سرکار سے نواب گورنر جنرل نے بمضمون واحدان چارون یار غار یعنی نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان محمد تحسین علیخان محمد آفرین علیخان کو چٹھیان عنایت فرمائین کہ یہ چار اشخاص مشخصہ خیر خواہ کمپنی ہین حفاظت انکے جان و مال و عزت کی سرکار کو لازم ہے جب سے یہ لوگ خیر خواہ کمپنی کے نام سے مشہور ہوے انمین سے تین کا پنشن سرکار عالیہ سے جاری ہوا سواے پنشن محمد آفرین علیخان کے خواہ نا موافقت اہلکاران شاہی یا نافہمی متوسلین خان موصوف سے رہ گیا +

غرض وہ شب بھی عجب اضطراب و پریشانی مین تمام لشکر پر گذری مگر نواب گورنر جنرل نے کس خوبی سے انتظام کیا کہ باوجود اس کثرت فوج اور ناموافق ہونے حاکم وقت کے کسینے سر نہ ہلایا مرزا ابراہیم بیگ داروغہ توپخانہ اس ہنگامے مین سر فروشی پر موجود تھے عبد الرحمن خان قندھاری وغیرہ نے محضر پر مہر کی عذر کیا کہ ہم سپاہی ہین جو حاکم ریاست ہو ہم اوسکی اطاعت کرین ہماری مہر سے کیا کام نکلے گا انھین کے بھروسے پر مرزا جنگلی صاحبزادے نواب شجاع الدولہ کے امیدوار منصب وزارت ہو کر بہو بیگم صاحبہ کے پاس حاضر ہو کے اپنا مطلب عرض کیا تھا کہ آپ بھی شریک ہون تو میری واسطے سند مستحکم ہو جاے مگر وہ راضی نہوئین یہ بھی اپنے ارادے سے باز رہے اسیوجہ سے نواب یمین الدولہ بہادر نے پہلے مرزا ابراہیم بیگ سے توپخانہ لیکر انتظام الدولہ مظفر علیخان کو دیا اور بمقابل عبد الرحمان خان کے شیخ مسعود کو رسالدار کیا پندرہ سو سوار انکے ساتھ تھے کہ یہ نمکخوار قدیم معرکۂ بکسر مین انکے بزرگ کام آئے ہین مگر یہ لیاقت و قابلیت اس عہدۂ جلیلہ کی

نہ رکھتے تھے بڑے مسرف مال مردم خور خانہ جنگی انکے گھر پر ہوئی رسالہ نکل گیا اگر تین سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ تاحین حیات سرکار سے ملا کی مرزا جنگلی اور مرزا مینڈو دونو بھائی اسی اولوالعزمی کی جہت سے لکھنؤ سے عظیم آباد جا کر رہے خلاصہ صبح ہوتی ہی لشکر سے جتنے ارکان دولت اہلکار تھے تاکہ تکیہ بود علی شاہ پر استقبال نواب یمین الدولہ کے لیے گئے فقط فوج انگریزی رکھی +

فساد مرزا وزیر علیخان بنارس مین چیری صاحب کا مارا جانا وزیر علیخان کا بھاگنا

بعد ہفتہ عشرے کے حسب الحکم نواب گورنر جنرل مرزا وزیر علیخان مع اپنے مال و اسباب و جواہر بیش قیمت اور ہاتھی گھوڑے اور رفقا و متوسلین و ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے داخل بنارس ہوکر درگا کنڈ مین مقیم ہوے جسمین نواب یمین الدولہ بہادر رہتے تھے بڑی عزت و احتشام سے چند روز تک رہے بعد اسکے اپنے خیال خام سے چاہا کہ فتنہ خوابیدہ کو پھر بیدار کرین اور اپنی گوشہ نشینی عافیت عزت و دولت خداداد کو غنیمت نسمجھے اور مخبران خاص بھی اوسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ تھے باخفا راجہ علی بہادر بندیل کھنڈ گسائین ہمت بہادر مہاراجہ سیندھیہ اور راجہ جو گرد و پیش تھے سب سے اپنی کمک کی درخواست کی اور ایک تاریخ ٹھہرائی کہ فلان تاریخ یہ ہنگامہ فساد برپا ہو اور کئی ہزار گنوار سپاہی بھی نوکر رکھا اور ایک عرضی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بھیجی اسکی تحریر مین نواب شمس الدولہ ڈھاکہ اور بہت سے لوگ گرفتار ہوے پلٹن جو سکرورہ کی چھاونی مین تھی اوسے بھی موافق کرلیا اوسکے افسرون نے بھی اقرار کیا کہ ہم باڑھ آسمانی مارکے تمھارے شریک ہوجاینگے غرض اپنے نزدیک خوب گرم مصالحہ جمع کیا البتہ اگر سب طرف سے یہ عمارات باد آورد جمع ہوجاتے تو ہنگامہ چند روزہ ہوجاتا +

جب گورنر جنرل کو ایسے اخبار متوحش پہونچے کہ یہ ارادہ فاسد اپنے خیال خام سے کیا چاہتے ہین اس ہمارے سمجھانے سے بھی بوی وزارت دماغ سے نہین گئی جان چیری صاحب رزیڈنٹ کو حکم قطعی پہونچا کہ بہر صورت وزیر علیخان کو جلد روانہ کلکتہ کرو صاحب موصوف نے پہلے کمال عطوفت سے سمجھایا کہ حسب الحکم نواب گورنر جنرل جسطرح آپ لکھنؤ سے بنارس آئے

اب آپ کلکتے تشریف لیجائیے تو بہتر ہے وگرنہ اسکے خلاف مین سراسر باعث خرابی کا ہوگا وزیر علیخان نے اپنے نافہمون سے مشورہ کیا با لاتفاق سبھون نے جواب دیا کہ کلکتے مین قید فرنگ ہے یہ سامان نوابی رفیق و رفقا کوئی نہ ہنے پائینگے پھر اس قید سے مرجانا بہتر ہے ہم جان نثار تو شریک حال ہین +

اس محضر پر بھی وزیر علیخان کی تشفی نہوئی اگر خیال کرتے کہ سچ ہے مستحق ریاست نہین ہون نواب آصف الدولہ نے اپنی خوشی خاطر سے مجھے مسندنشین کیا تھا اگر کچھ ایمان سے لگاؤ ہوتا تو کیا عجب ہے کچھ سمجھتے اسپ جہالت پر سوار تھے کاہیکو فہم درست ہوتا خلاصہ یہ تاریخ فروری سنہ ۱۷۹۹ء مطابق سنہ ۱۲۱۳ھ چیری صاحب نے وزیر علیخان کو بلوا کر پھر سمجھایا جب نمانا صاحب نے جواب سخت دیا انھون نے پُرغضب ہوکے ولایتی تلوار کمر سے کھینچکر ماری صاحب اوٹھہ کھڑے ہوے چاہا کہ کوٹھی کے کوٹھے پر چلے جائین پیچھے کرسی کھی تھی اوجھکر گرے دوسری تلوار پڑی کام تمام ہوگیا میم صاحبہ کوٹھے پر گئین زینے کا دروازہ بند کرلیا جانسے بچین تلنگے سلامی کو باہر اُٹھے ہوئے تھے بھاگ کر جا بجا چھپ رہے وزیر علیخان کرنل برنٹ صاحب کی کوٹھی مین گئے اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینے کی جالی سے بلم سے کئی آدمیون کو زخمی کیا وزیر علیخان پھر وہان سے شہر کو چلے اس عرصہ مین شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوگیا دفعۃً منادی بھی ہوئی بدمعاشان نوملازم شہر سب طرف سے دوڑ پڑے لوٹ شروع کردی مرزا مظفر بخت عرف مرزا جمعہ منجھلے بیٹے مرزا جوان بخت شاہزادے کے اپنی نافہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخان کو اپنی خواصی مین بٹھا لیا بمنزلت وزارت آبائی مورچھل ہلانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوے اس خیال خام سے کہ اگر بن پڑی تو ہم بادشاہ تم وزیر بنے بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلان کئی ساعت رہا گوہار زمیندار کچھ رعایای شہر بالطمع لوٹ شریک ہاہی ہو رہے جب تک چھوٹی کلکتے سے فوج مع توپخانہ آپہونچی زیر چہرہ توپ سبکو رکھ لیا ادھر مقابلے مین ایک کمپنی تلنگون کی ایک تمن نجیب ایک چھوٹا گردہ توپ کا میدان سے ہٹکر ایک باغ مین پناہ لی جب وہان بھی پانون نہ ٹھہر سکے سیدھی راہ اپنے گھر کی لی وزیر علیخان نے اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا

اسی میدان مصاف مین ڈٹ کر مر جائیے شاہزادہ عالم پناہ نے دیکھا کہ میری جان مفت جائیگی سمجھایا کہ بھائی جان یہ لڑائی ہے بنتی بھی ہے بگڑ بھی جاتی ہے جوانی وجہالت پر کام پہنچا ہے گھر چلو وہان پہونچکر انتظام کرینگے سبحان اللہ یہ تو کارزاین رانکو ساختی جب پھر کے شاہزادہ بہادر تو اپنے محل مین داخل ہوئے سر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

وزیر علیخان حالت سراسیمگی مین جو کچھ سر دست فقط جواہر و اشرفی لیکر گیارہ جان نثار ونسے جنمین مرزائی بیگ کالپی میر عزت علی بہادر علی وغیرہ تھے یہ زبانی بہادر علی کے لکھا سوا گھوڑونپر اعظم گڈھ آئے وہان کا راجہ نادر شاہ تھا اونسے کنارہ کھا گرا دریا پہونچا کر پھر ایا پار اوتر کر گورکھپور کے جنگل مین خائف و ترسان پھرتے رہے راجہ بمعتوب سرکار ہوا اراد مین فولدمین پھنس گیا تھا بہزار خرابی رستا پھینک کر نکالا اس جنگل مین زمیندارون کی گوہار سے چندروز تک ہنگامہ برپا رہا۔

جب یہ میدان مصاف غازیان نامرد سے صاف ہوا نواب علی اکبر خان طباطبائی متوسل گورنمنٹ اور مرزا پانچہ کوتوال شہر نے ایک پلٹن اور دو توپون سے بندوبست شہر کیا چھرے مارنا شروع کیے عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہوگئی تھی کافور ہوگئی شہر مین امن وامان ہوئی بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ بہادر کو حکم سرکار ہوا حضور اپنے قدم مبارک سے فرخ آباد کو آباد کرین تو بہتر ہے وہ وہان گئے اب تحقیقات وزیر علیخان مین بہت سے دھرے جائینگے۔

وزیر علیخان صحرانورد نے چاہا کہ ترائی نیپال مین خاک چھاننے سے کیا حاصل بٹول سے نیپال چلے جائیے لیکن نہ جا سکے وہ کے جنگل اور ملک ترائی مین کئی برس تک پھرتے رہے لوٹ مار پر اوقات رہی زر نقد کہان تھا جواہرات کا خریدار کون ہوتا انکی قسمت کا تھا اوسکے پاس رہا جب ہمراہی فاقہ مست مرنے لگے جمعیت پریشان ہوگئی فوج انگریزی اور جناب عالی نے پیچھا نچھوڑا فقط ہماری رسالے کے سوار کہتے تھے کہ ہمنے پاس نمک نواب آصف الدولہ کیا اگرچہ

زر تحصیل عمال ملک مین البتہ فتور ہوا یا مالی زراعت کی جہت سے حسابدار پرڈنٹ

متقاضی تضعیف ملک کی ہوتی تھی جناب عالی ہنگامہ وزیر علی کو پیش کرتے تھے +

جب وزیر علیخان اس ہادیہ پیمائی سے تھکے کچھ بن نہ پڑا اور نہ کہین پناہ ملی نہ کہین جا سکے ترک لباس کیا فقیر بنے تاکہ اس صورت سے کوئی پہچان نہ سکے فیض آباد آئے یونس کی سرا مین اوترے شیخ بہادر علی نقل کرتا تھا کہ ایک رات جنگل مین ہم چلے جاتے تھے وزیر علیخان ولایتی گھوڑی مصاحب نام پر سوار تھے اتفاقاً ملتے دیکھا کہ گھوڑے کے پچھلے پانون مین ایک تلی سی لٹکتی جاتی ہے ہمنے عرض کیا باگ روک کر گھوڑے سے اوتر پڑیے وہین گھوڑا بھی گر پڑا اور دیکھا کہ کسی شاخ درخت سے جہان گھوڑا بھڑک کے چلا ہے اوس شاخ سے گھوڑے کے پیٹ سے آنت نکلکر لٹکتی جاتی ہے وزیر علیخان نے کہا مصاحب تنے بھی ہمین دغا دی دو تین مرتبہ سر اوٹھا کر آخر سر پٹک کر مر گیا دوسرے گھوڑے پر سوار ہوے جتنا اسباب تھا سب اوسی پر رہا +

پھر وزیر علیخان لکھنؤ آئے چوک مین ہرن کی سرا مین اوترے ایکدن فقیر بیراگی بن بھبوت بدن مین ملے ایک ہاتھہ مین طوطی کا پنجرہ لیے قبر نواب آصف الدولہ پر گئے مگر تعجب یہ ہے کہ اونکو کسینے مطلق نہ پہچانا یا شاید اوس زمانے مین کوئی گوینده نہ تھا کچھ سمجھہ مین نہین آتا بعد اسکے بٹیری گھاٹ گومتی اوتر بجنور ہو کر آل آباد سے جمنا اوتر سیدھی جونگر کی راہ لی اس خیال سے کہ شاہ کابل تک پہونچکر اونسے مدد لیجیے اور جواڑہ ونگر رجاؤن کو شریک کر کے پھر مقابلہ کیجیے مگر دام اجل سے غافل تھے +

خانہ زاد خان ایک شخص دلی کے ذات شریفون مین سے تھے وہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کو دلی کے قلعہ سے اپنی حکمت عملی سے نکال لائے تھے جب وزیر علیخان کا یہ ہنگامہ برپا ہوا شاہزادے سے عرض کیا کہ غلام نے اپنی حسن رسائی سے ساری فوج جناب عالی کو موافق کر لیا ہے بسم اللہ حضور جلوس فرمائین آپکے آگے وزیر اعظم کا کیا ما تبہ ہے مگر شاہزادے نے اوسوقت عاقبت اندیشی کی نماناخدا نے اس آفت سے بچایا خلاصہ سلطنت ہندوستان مین اکثر نافہمون اور ناعاقبت اندیشون سے ایسے فساد ہوتے رہے ہین اور پھر سزا کو بھی پہونچے ہین +

اسی عرصے مین ایک شخص مجہول الاحوال دوسرا وزیر علیخان پیدا ہوا ایک نشد دو شد اوسنے بھی بدمعاش اور گوہار جمع کر کے ممالک محروسہ مین لوٹ مار شروع کی سرکار سے اوسکا بھی قرار واقعی تدارک و استیصال کیا گیا +

گرفتار ہونا وزیر علیخان کا جی نگر مین

منشی مرزا باقر میر منشی رزیڈنٹی لکھنؤ جو کرنل کالنس صاحب اور جان منٹن صاحب کے تھے وہ کہتے تھے کہ مین کرنل کالنس صاحب کے ساتھ تھا انھین کی پلٹین وزیر علیخان کے تعاقب مین جاتی تھی خلاصہ کرنل صاحب نے راجہ کو بطمع زر بیرخ راضی کیا راجہ نے پہلے وزیر علیخان کو فہمایش کی کہ اگر آپکے خاطر خواہ ہمارے واسطے سے سرکار سے تصفیہ ہوجاے تو غالب ہے اس خاک چھاننے اور بیابان مرگ ہونے اور صحرا نوردی سے بہتر ہو اور ایک گوشۂ عافیت مین بحفاظت سرکار بیٹھے رہیے تو کیا قباحت ہے اور انکے رفیقان سفر کو بھی نشیب و فراز سے سمجھایا کہ تم سب کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہوے اور اگر کہین گرفتار ہوگئے تو مرتبہ دار کشی حاصل ہوگا مین صاحب کے منشی کو بلوا تا ہون تو آپ خود اونسے بالمشافہہ گفتگو کرلین وزیر علیخان اجل گرفتہ راضی ہوے رفقای خاص نے بھی سمجھایا کہ راجہ کی صلاح نیک ہے +

غرض ایکدن منشی مذکور باخفا کئی پہرے اپنے ساتھ لیگئے تلنگون کو سمجھا دیا کہ تم کمین مین رہو جب میری آواز بلند ہو دفعۃً آکر اونکو پکڑ لینا غرض وزیر علیخان تنہا چلے آئے خلوت ہوتی راجہ منشی کا مقابلہ کر کے آپ اوٹھ گیا وزیر علیخان پر غضب ہوکر چلا چلا کی شکایت سرکار کہنے لگے انکی کمر مین خود ایک قرولی تھی مگر منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا کہ بجز گفتگوی نرم گفتگوی سخت نکر سکے آخر اس چلانے سے حلق خشک ہوگیا پانی پینے کو مانگا منشی نے صراحی ہاتھ مین دیدی جب صراحی منہ سے لگا کر پانی پینے لگے منشی برابر بیٹھے تھے جھپٹ قرولی کمر سے گھسیٹ لی تلنگے اسی تاک مین تھے دفعۃً دوڑ پڑے گرفتار کرلیا اوسیوقت فوج مین داخل کیا وہان سے منزل بمنزل کانپور آئے یہانسے بسواری بجرہ بڑی حفاظت سے کلکتے کے قلعہ مین پہونچادیا اصحاب نمار نے جب یہ حال دیکھا اپنی اپنی

جان لیکر ہر طرف بھاگ گئے کہ مبادا ہم بھی گرفتار بلا ہو جائین اسباب جو کچھہ وزیر علیخان کا تھا ضبط سرکار
ہوا جب اوسکی تلاشی کی قلمدان مین کئی خط متوسلین سرکار کے پائے ازانجملہ ایک خط نواب شمس الدولہ
چھوٹے بھائی ناظم جہانگیر نگر ڈھاکہ داماد نواب مبارک الدولہ ناظم بنگالہ کا نکلا اسی جہت سے وہ مدت تک
کلکتے مین قید رہے سپریم کورٹ مین روبکاری کو جایا کیے مرزا ابراہیم خان مرزا ابو القاسم خان
دونون بھائی لکھنؤ سے اونکی گواہی مین گئے کلکتے مین مقید رہے کئی مہینے مین نجات پائی نواب
شمس الدولہ بھی بڑی مشکل سے اور صرف کثیر سے چھوٹے کئی شخص بنارس سے قید ہوئے اکثر
پھانسی دیے گئے بہت سے دریای شور گئے نواب ناظم الدولہ بیٹے نواب عماد الملک وزیر
ہندوستان کے فقط دوستی شمس الدولہ مین دھرے گئے یعنی اونکے کہنے سے عرضی
شاہ کابل کو اپنے ہاتھہ سے لکھی تھی انھین قید مین سات روپے خرچ باورچیخانہ ملا کرتے تھے
اسکے سوا اور اخراجات ضروری بھی ملتا تھا آخر اسی قید مین مر گئے +

بعد گرفتاری وزیر علیخان رفقاے خاص بھاگ گئے مفقود الخبر ہوئے حضرت خلد مکان کے
عہد دولت مین مرزا وارث علیخان تباہ و پریشان حال لکھنؤ آکر حضرت عباس علیہ السلام کی
درگاہ مین بیٹھے لوگون نے پہچانا شہر مین شہرت ہوئی کرنل بیلی صاحب نے جب یہ خبر سنی
فرمایا قضا اوسکو یہان لے آئی ہے چیری صاحب کے خون کی روبکاری ہوئی حقیقت مین
خون انپر ثابت نہوا نجات پائی مطلق العنان ہوئے دو تلوارین فقط وزیر علیخان کی پڑی تھین
اور کسیکی تلوار کی نوبت نہ آئی دوسرا انکا مقابل کون تھا اوس عہد دولت مین محمد آفرین علیخان
کی نیابت و اختیار کلی سرکار مین تھا انسے قدیم سے بڑی دوستی تھی انکے احسانمند بھی تھے
اوس جلدو مین کوتوال شہر کیا انھون نے اس جہت سے اس عہدے کو قبول کیا کہ مین
جن مہاجنون کے پاس وقت روانگی لکھنؤ جواہر امانت رکھوا گیا ہون اب وہ بذریعہ حکومت
ملجائیگا اون لوگون نے بالا بالا اہلکاران سرکار سے اپنا معاملہ کر لیا یہ چند روز مین
موقوف ہوئے محتاج ہو کر مر گئے +

انتقال مرزا وزیر علیخان

مرزا وزیر علیخان تا حین حیات کلکتے کے قلعے مین رہے ایک بنگلہ مین رہتے تھے

جسکی غلام گردش مین سلاخ آہنی تھین کوئی ہندوستانی سنجانے پاتا تھا فقط ڈاکٹر صاحب جایا کرتے تھے کچھہ کتابین تواریخ کی انیس تنہائی تھین مگر دور روش کے رکھے رہتے تھے پوشاک حسب المرضی اور کھانا جیسا کہتے تھے پکتا تھا گورون کا ڈبل پہرہ رہتا تھا لارڈ ہسٹینگ صاحب نے شاید اجازت ہوا خوری کی بسواری گاڑی دی تھی مگر اجل نے ۴۳ برس کے سن مین ماہ جون ۱۸۱۷ء مطابق ماہ شعبان ۱۲۳۲ھ عارضۂ تپ وغیرہ سے انتقال کیا کاسی باغ جہان ٹیپو سلطان کا بیٹا بھی دفن ہے مدفون ہوے مقبرہ آج تک مقفل رہتا ہے جنازہ کو اس تکلف سے اوٹھایا ایک کمپنی تلنگے آگے ایک پیچھے تابوت پر گورون کا پہرہ بلاکیر صاحب کوتوال شہر مہتم تھے مرزا جعفر کربلائی بھتیجے مرزا ابراہیم بنارسی کو ضروریات مذہب کیواسطے بلوا بھیجا تھا چند غربای مومنین شہر وزیر ہند سمجھکر ساتھہ تھے کچھہ شہر کی کسبیان اونکی سخاوت و بیکسی یاد کرکے اپنے اپنے دروازون پر کھڑی ہوکر روتی تھین وقت غسل گورے علیحدہ نہین ہوتے تھے مرزا جعفر نے کہا اب ہم گھر جاتے ہین صاحب نے حکم دیا گورے قنات کی باہر کھڑے رہین بعد دفن کی چند روز تک گارد رہا چھوٹا مقبرہ بنوا دیا مدت منصوبی ۴ ماہ ۵ یوم اوس عہد مین صاحب ریذیڈنٹ لکھنو لمسڈن صاحب بنارس مین جان چیری صاحب مقتول نایب تفضل حسین خان تھے

لوح قبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ
چو سوی خلد برین رفت زین سرای غرور
زدیم غوطہ بدریای فکر تا آریم
بدست گوہر تاریخ فوت آن مغفور
بگوشم آمدہ ناگہ بشور و شیون و شین
نوای وای دریغا ز جن و انس و طیور

۱۲۳۲ھ
۱۸۱۷ء

از کتاب ایشی ایٹنک صاحب جنرل کلکتہ

کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

احوال نواب قاسم علیخان

فی الحقیقت نواب قاسم علیخان نے بڑی وضعداری و ایمان سے کام کیا اور اپنے ابنای روزگار مین نیکنام رہے کہ جب محضر ابطال بنوت مرزا وزیر علیخان نواب گورنر جنرل نے اپنے رفع الزام سرکار کیواسطے از راہ اتمام حجت امرا و ارکان دولت سے پیش کیا جب نوبت مہر نواب قاسم علیخان پہونچی انھون نے عذر واجبی کیا کہ مین اپنی مہر نکرونگا کسواسطے کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر نے مجھسے ارشاد کیا کہ تم ہمارے عزیز ہو محضر وزیر علیخان پر اپنی مہر کرو پہلے مین نے اونسے عذر کیا لیکن جب مین نے اپنی پھوپھی یعنی اونکی والدہ ماجدہ سے عرض کیا فرمایا جسمین مرزا امانی کی خوشی ہو تم اپنی مہر کردو اب دوسری مہر اوسکے ابطال پر کیونکر کرون اسیطرح عبد الرحمان خان رسالدار قندھاری محمد آفرین علیخان مرزا ابراہیم بیگ توپخانہ نے عذر کیا کہ ہم ملازم اس ریاست کے ہین جو وارث ہو اوسکی اطاعت کرین خلاصہ جب وزیر علیخان کوٹھی مین قید ہوے نواب قاسم علیخان شریک حال رہے اور پھر اپنے گھر نگئے جب اونکے ساتھ بنارس جانے لگے اپنے عیال کو وہین بلوا لیا رخصت کیا وزیر علیخان انھین صاحب لیاقت امیر معتمد جانکر چیری صاحب کے پاس اپنا سفیر مقرر کر کے بھیجتے تھے اور انکا بہت حفظ مراتب کرتے تھے جب حکم نواب گورنر جنرل کلکتے جانے کا آیا وزیر علیخان نے عذرات بار بار پیش کیے وجہ اسکی یہ تھی کہ اپنی نافہمی سے خیال خام رجعت ریاست کا رکھتے تھے اسی جہت سے موشگافی دوانی کر چکے تھے دوسرے انکے قرب ہونے سے نواب سعادت علیخان بہادر کو بھی انکی بیباکی سے بڑا اندیشہ رہتا تھا خلاصہ ایکدن چیری صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا کہ اگر وزیر علیخان پانچ رقم جواہر بیش بہا جو اونکے پاس ہین دیدین تو ہم سرکار سے اوسکی عوض خاطر خواہ پنشن مقرر کر وا دین وزیر علیخان نے نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اوسیوقت ایک کشتی مین اون پانچ رقم جواہر مطلوبہ کو اپنے سامنے رکھا اور کہا مین اسے تمھارے ہاتھ صاحب کے پاس بھیجدونگا بشرطیکہ میرا جانا کلکتے کو صاحب اسی موقوف کردین جب سفیر باتمیز نے صاحب سے درخواست شرطیہ کی جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہین کر سکتے جب قاسم علیخان نے

تبلیغ رسالت کیا وزیر علیخان نے اوسیوقت اونکے سامنے ہاون دستے سے کچلوا ڈالا
قاسم علیخان یہ حال دیکھکے بہت افسردہ ہوے اور کہا اب ہم آپ سے رخصت ہوے
کبھی حاضر ہونگے اور آپ بہر حال اپنی نافہمی سے برباد و خراب ہوے اور اس سے زیادہ
ہوجائیگا اور اوسیوقت صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا ہم آپ سے ازراہ دولتخواہی
کہتے ہین کہ اس طفل نادان و خود غلط سے بہت ہوشیار رہیے گا لیکن وای بر حال ہمارے
کہ ہم کسی طرف کے نرہے انکی رفاقت مین مفت برباد ہوے نہ لکھنؤ جانے کے نہ یہان
رہنے کے قابل ہے امیدوار ہون کہ آپ ایک چٹھی لمسٹڈنصاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو فقط
میری حفظ آبرو کیواسطے لکھدیجیے کہ اپنے گھر مین باعزت و بسلامت بیٹھا رہون صاحب نے
بہت دلجوئی و تشفی کی اور کہا آپ بہر صورت خاطر جمع رکھین ہم چٹھی بھی دیتے ہین اور
سرکار سے تمکین تین ہزار روپیہ ماہواری ملیگا انھون نے کہا کہ اگر میری پرورش
سرکار کو منظور ہے تو دو اور بھی خیرخواہ سرکار ہین اسیطرح اونکی بھی پرورش فرمائیے ایک
نواب اشرف علیخان دوسرے محمد آفرین علیخان بڑے صاحب نے ہزار روپے ماہوار محمد آفرین علیخان
کی مع میر خدا بخش اور دو ہزار ماہواری نواب اشرف علیخان کیواسطے لکھدیے جب نواب
قاسم علیخان لکھنؤ آئے لمسٹڈنصاحب سے ملاقات کی صاحب نے بڑی خاطر کی اور کہا آپ باطمینان
تمام اپنے گھر رہیے محمد آفرین علیخان نے وہ تنخواہ قبول نکی اور کہا مجھسے جناب عالی سے
بالکل بگڑجائیگی نواب نے کہا تم تو نہین مگر تمھاری میر خدا بخش کی مٹی خراب ہوگی چنانچہ نواب
معتمد الدولہ کی نیابت مین اونکی وہی صورت ہوئی نواب اشرف علیخان نے اوس تنخواہ کو
قبول کیا بعد اونکے مرنے کے تنخواہ اونکے بیٹون مرزا عباس اور روشن الدولہ پر جاری رہی
جب روشن الدولہ مصاحب حضرت خلد مکان کی ہوے اپنی نمایش خیرخواہی اور یکسو
ہونے کو محض خوشنودی بادشاہ سمجھکر اپنی تنخواہ ہزار روپیہ ماہواری خزانہ بادشاہ سے
لینے لگے یہی خرابی اونکی تنخواہ مین ہوئی مگر مرزا عباس ازراہ دانشمندی خزانہ رزیڈنٹی سے
لیا کیے وہی پنشن بعد وفات اونکی بی بی کو ملتی رہی +

جب جناب عالی نے نواب قاسم علیخان کا احوال سنایا و فرمایا بدستور قدیم نواب آصف الدولہ

مقرب خاص ہوئے ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے مقام جھنہٹ سے گذرے نواب قاسم علیخان ہمراہ تھے فرمایا یہ جھنہٹ بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ہمنے تمھاری مقرر کی اور اوسیوقت پنسل سے سند مزین بدستخط خاص عنایت فرمائی نواب قاسم علیخان نے بڑے صاحب کو وہ تحریر دستخطی دکھائی اور بہت شکریہ ادا کیا اب انھیں خدا کے فضل سے چار ہزار ماہواری ملنے لگے بڑے صاحب نے چٹھی جیری صاحب کی اور دستخط جناب عالی کی نواب گورنر جنرل کو روانہ کیئے نواب قاسم علیخان نے پھر عرض کی کہ ہمارے آدمی کو خزانہ جناب عالی سے تنخواہ لانے مین دقت پڑتی ہے امیدوار ہون آپ کے خزانے سے ملا کرے صاحب نے یہ بھی منظور کیا چنانچہ پہلی تنخواہ انھین کی خزانہ رزیڈنٹی سے مقرر ہوئی اوسکے بعد نواب محبت خان کی تنخواہ کا سررشتہ نکلا +

ایکدن نواب قاسم علیخان حاضر حضور جناب عالی تھے میر انشاء اللہ خان شاعر مصاحب خاص مگر مضحک طبع جناب عالی تھے خوشنودی طبع جناب عالی سمجھکر بعض کلمات تمسخر آمیز اسے کہنے لگے انھون نے برہم ہوکر مردانہ وار جواب دیا کہ تم جسکے نوکر ہو ہم اوسکے عزیز ہین مثل اورون کے ہماری نسبت ایسا کہنا نہ چاہیے اور ہمارا قدرشناس اور پہچاننے والا مر گیا یعنی نواب آصف الدولہ یہ کہکر بگڑ کر چلے آئے پھر دربار نہ گئے جناب عالی نے بھی کچھ اسکی تلافی و دلجوئی نہ کی مگر دربار بڑے صاحب مین ہر ہفتہ جایا کرتے تھے +

جب نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آباد مین بیمار ہوئین نواب قاسم علیخان اپنی پھوپھی کی عیادت کو گئے جناب موصوفہ نے فرمایا صلہ رحمی ہے جسطرح اکبر علیخان اصغر علیخان کو ہزار ہزار روپیہ ماہواری دونون کو دیا کرتی ہون تمھین بھی دیا کرونگی اب سب ملاکے پانچ ہزار ماہواری ملنے لگی چند روز فیض آباد مین رہے ایک دن مرزا محمد تقی خان سے انسے کچھ بے لطفی ہوئی باجازت بیگم صاحبہ لکھنؤ چلے آئے کرنل بیلی صاحب سے عرض کیا دنیا مین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین مین چاہتا ہون میری تنخواہ سے دو سو روپیہ ماہواری خرچ امام باڑہ علیحدہ ہو کے اوسکی تولیت میرے بڑے بیٹے مرزا حسین علیخان کے نام سے ہو کر اونکی مہر سے ملا کرے معرفت خواجہ محسن جو میرا رفیق قدیم ہے بیلی صاحب نے اسے قبول کیا وہی تنخواہ خرچ امام باڑہ مرزا مہدی علیخان اونکے بڑے بیٹے کو آج تک ملتی ہے اب اسکا اونھین اختیار رہے +

ایکدن مرغ کی پالی نواب فتح علیخان کے گھر مین تھی سب امرا شوقین تماشائی جمع تھے اتفاقاً نواب فتح علیخان کا مرغ باز نہ عین شدت بازی مین جسطرح یہ لوگ جاہل بے ادب کلمات بے ربط بے معنی اپنی تیزی زبان سے کہہ بیٹھتے ہین کوئی کلمہ سخت نسبت نواب قاسم علیخان کے کہہ بیٹھا بہرن نامی انکا خاص برداز کھڑا ہوا تھا ناگوار سمجھ کے از راہ نمک حلالی ایک چھری اوسکے دوڑ کے باری کا کام تمام کردیا اور خود بھاگ کر چلا صحبت بازی درہم و برہم ہوئی ایک ہنگامہ برپا ہوا سرکار کی روندنے اوسکا پیچھا کیا جب وہ چھری کھینچے نواب قاسم علیخان کے دروازے پر پہونچا انکے ملازم برج باسی اپنی لین مین تھے وہ اونکے پاس جاکر چھپا برج باسی سرکاری روند سے مستعد جنگ ہوے کہ ہم اسے نہ دینگے جب جناب عالی کو یہ پرچہ اخبار گذرا حکم کیا وہ کمپنی تلنگہ خاص پلٹن سے اور ایک توپ جاوے خونی کو پکڑ لاے اگر کوئی مقابلہ کرے اوڑا دو نواب قاسم علیخان مضطر ہوکر بیلی صاحب کے پاس گئے کہ آج ہم بغیرت بھی ہوے ماری بھی جاینگے یہ حقیقت گذری صاحب نے مرزا جعفر کو جناب عالی کے پاس بھیجا کہ آپ ہماری متوسل سے یہ مرداری کیا چاہتے ہین اگر یہ منظور ہے ہم بھی کمپنی و توپ چھاونی سے بلواتے ہین اور قاسم علیخان کو بہت تشفی کرکے رخصت کیا بعد چند دقیقے کے خود جناب عالی تنہا گھوڑے پر سوار بیلی صاحب کی پاس چلے آئے فرمایا یہ مقدمہ خون ہے آپ اسمین دخل نہ دیجیے انھون نے خونی کو اپنے گھر بٹھا رکھا ہے صاحب نے کہا ہم آپکے خونی کو کل بھیجدینگے آج نہین جناب عالی کبیدہ خاطر چلے آئے ایسے ہی امور خلاف قانون حمایت بیجا صاحب رزیڈنٹ کی خودرائی سے ہوے جو باعث الزام و بدنامی گورمنٹ کا ہوا صاحب نے اوسیوقت نواب قاسم علیخان کو بلوا کے کہا اب اوس خونی کو مع برج باسی دردولت پر بھیجدیجیے وگرنہ ہم گرفتار کرکے سبکو بھیجدینگے دوسرے دن صبح کو ایک چپراسی رزیڈنٹی خونی کا ہاتھ باندھے پہلے رزیڈنٹی مین لے آیا پھر دردولت پر بھیجدیا جناب عالی نے مولوی بدن صاحب عدالت کے سپرد کیا کہ اسے فتوای قتل قصاص بموجب شرع شریف کے ہو نواب قاسم علیخان نے خواجہ محسن اپنے رفیق کے ہاتھ سو توڑے زرسفید کے جناب مولویصاحب کو تواضع کیے کہ اسے قتل سے بچائیے گا مولویصاحب نے ورق شریعت اولٹ کی وہی کہا کہ مجھپر نہ گواہ ہون اور نہ خونی کے اظہار سے خون ثابت نہین ہوتا

جناب

ہرچند جناب عالی نے اونکے بھائی مولوی سدن اپنے اوستاد سے کہا وہ دو ہزار روپیہ ہو اب جب پاتے تھے مگر کچھہ نہوا ان جناب مولویصاحب کی ازراہ احتیاط شک نماز بہت مشہور ہے جماعت اپنی نماز پڑھکر چلی گئے یہ ابھی تک نیت باندھتے رہ گئے اسیطرح غسل دریا جس کنارے پر نہانے لگے وہ پانی نجس ہوا آگے بڑھے اسیطرح بڑھتے چلے گئے اس روپیہ مین حضرت کو کچھہ شک نہ گذرا +

بعد کئی دن کے بیلی صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا اب وہ توپ اور کمپنی چھاونی کو چلی جاوے تمہارے گھر کی حفاظت ہو چکی انھون نے کہا مین چاہتا ہون ایک توپ چار گولہ انداز میرے دروازے پر رہا کرے اونکی تنخواہ مین دیا کرونگا صاحب نے بپاس خاطر اسے بھی قبول کیا یہ بھی سراسر خلاف حکم جناب عالی ہوا جب یہ ہنگامہ فساد لکھنؤ مین ہوا اور انتظام شہر قبل از داخلہ ملازمان سرکار ہونے لگا میجر کارنیگی صاحب آئے اوس توپ کو لیگئے نواب کے بیٹون نے کپتان ہنیر صاحب سے کہا فرمایا ہماری حکم سے یہ صورت ہوئی ہے اس ہنگامے کی جہت سے منظور ہی کہ کہین آلات حرب نہ ہے بعد رفع ہنگامہ حکم مناسب دیا جائیگا +

جب حضرت خلد مکان سرآرای سلطنت ہوے نواب قاسم علیخان بھی دربار شاہی مین اکثر جانے لگے مرزا حسین علیخان بڑے بیٹے اور مرزا احمد علیخان دوسرے بیٹے کی ملازمت کروائی ہزار روپیہ ماہواری دونون کی مقرر ہوئی جای پانی پر کرسی نشینون مین بیٹھتے تھے اسی سلطنت مین قاسم علیخان نے ۸۴ برس کے سن مین انتقال کیا گیارہ بیٹے سات بیٹیان وارث شرعیہ رہین کئی لاکھہ روپیہ کا اسباب ہر قسم تحفہ و کمیاب تھا اس متروکہ کی جہت سے بھائیون مین نااتفاقی ہوئی ہر ایک نے سرخود ہوکے کوٹھے لوٹنے کا ارادہ کیا ہر ایک کے پاس شہر کے بدمعاش جمع ہوگئے خداوند کہنے لگے مرزا علیخان نے معرفت بڑے مرزا کی نواب معتمد الدولہ سے ملازمت کی اور کچھہ اسباب تحفہ قسم رقم جواہر بھی جو بسرقہ ہاتھہ آیا تھا دیا جب یہ لوٹ کا حال دیکھا مرزا پناہ علی بیگ وکیل بیگم صاحبہ مرحومہ نے سرکاری پہرہ سے کوٹھون پر طالیقہ کردیا اور سب اسباب کا نیلام ہوا سوای بھائیون کو کوئی غیر نہ لے اور تقسیم تنخواہ کی یہ صورت ہوئی ہزار روپے بابت جاگیر جنہیت معینہ جنت آرامگاہ وہ مرزا علیخان پر مقرر ہوئی سوای دو سو روپے ماہواری تولیت امام باڑہ چنانچہ جب حسین علیخان مر گئے وہی ہزار روپے اونکی تنخواہ کے اونکے دونون بیٹون مرزا محمد علیخان مرزا فدا علیخان پر

تقسیم ہوئی اور زر معینہ امام باڑہ سے اب فقط اسی روپے ماہواری سرکار سے بوجوہ وضع ہوکر ایک سو بیس روپیہ مہدی علیخان کو ملتے ہین امام باڑے مین مجلس کرتے ہین چار ہزار کی تقسیم حسب سہم شرعی بیٹون بیٹیون ازواج پر ہوئی بس چند روز کے عرصے مین سب متروکہ صاحبزادون نے اپنے ٹھاٹھ نوابی دکھا کر عیش و عشرت لغویات مین اوڑا دیا اب فقط اوقات تنخواہ پر ہے یہی تھی الامر سا حسین علیخان نے تا حین حیات بہت سلیقے سے رکھا چیف کمشنر بہادر نے مرزا رضا علیخان کو از روی استحقاق بہو بیگم صاحبہ کے مقبرے کی دارغگی مین انھین مقرر کیا تھا بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے مرزا محمد تقی خان حضور عالم کے ساتھ روانہ عتبات عالیات ہو کے راہ مین انتقال کیا نواب معتمد الدولہ نے مرزا علیخان کو بنظر حسن سلوک بادشاہ کی مصاحبان مین داخل کیا تھا جب بارے موقوف ہوے وہ ہزار روپے ماہانی ہوگئے اولاد قاسم علیخان مرحوم نے بعد عملداری سرکار فرمان جاگیر ضبط سرکار مین دیکر دعوی ہزار روپیہ کا کیا تھا بسبب مرور ایام شنوائی نہوئی ۔

بعد رفع ہنگامہ جب کپتان ہٹچنسن صاحب بالٹر ری سکرٹر نے بموجب حکم سرکار تحقیقات ابتدای اجرای وثیقہ و پنشن ہر ایک کا کیا نواب قاسم علیخان کے وثیقہ دینے مین تامل کیا تھا اسواسطے کہ یہ تنخواہ ضمانت اور امانت سے خارج ہوئی تھی اونکی اولاد نے قدیم لوگون سے دریافت کرکے اظہار کیا کہ ہماری تنخواہ کی سند چیری صاحب ریذیڈنٹ بنارس کی ہے جسے لمسڈن صاحب ریذیڈنٹ لکھنؤ نے مع تحریر دستخط جنت آرامگاہ بابت جاگیر ضبط روانہ صدر کیا تھا اسکی تحقیقات صدر کلکتہ سے ہو جاے چنانچہ کئی مہینے کسیکو تنخواہ نملی جب صدر سے بعد ملاحظہ تحریر حکم آیا سب کو بدستور ملنے لگی ۔

مسند نشینی جناب عالی متعالی اشرف الوزرا اعظم الامرا نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر ناظم الملک مبارز جنگ

خلاصہ جب جناب عالی وزیر الممالک بہادر صوبہ کٹھیر بریلی سے صدر جسکا ذکر ہو چکا لکھنؤ تشریف لائے نواب آصف الدولہ کو نسبت اور بھائیون کے انکا بہت لحاظ و پاس خاطر رہا بلکہ جب نواب غازی الدین حیدر بنیاد منزل قریب باد گنج کو

مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر



Shogaooddoulah,

پیدا ہوئے بطیب خاطر دلی منظور تھا کہ میری فرزندی مین دین تاکہ مین پرورش کرون اور اپنا جانشین کرون لیکن جناب عالی نے اپنی فہم و فراست سے نمانا بدل خود متمنی ہو رہی تھے معذرات بارد فرمائے انکے دربار کا حال اور اہلکارون کی شان و شوکت و ترقی جاہ و فضول خرچ اور غفلت اور عدم توجہی خود نواب کی دیکھکر کنارہ کش ہو کے قیام بنارس بہتر سمجھکر رخصت روانہ ہوئے فی الحقیقت اگر یہ جانشین ہوتے تو نوبت غیر مستحق کی کیونکر ہوتی تدبیر و تقدیر دونون خلاف ہوئین عاقبت اندیشی سے سب کو غفلت ہو گئی تھی اہلکاران سرکار کو باعث مزید مسرت ہوا اونکا جانا اپنے واسطے بہت خوب سمجھے کہ اگر اونکا اختیار ریاست مین ہوگا یہ ہمارے اخراجات کہان سے ہونگے +

خلاصہ جناب عالی کو نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر اور لارڈ کارن والس صاحب بہادر کی طرف رسل و رسائل تھا بلکہ بریلی سے جو نواب آصف الدولہ کی طلب اور صاحب ریذیڈنٹ کی تحریر سے چلے آئے تھے اس حکم پذیری سے بہت خوش ہوئے تھے جب کوئی امر اظہار خاطر کا لکھتے تھے اوسکے جواب باصواب سے موجب تسکین خاطر مبارک ہوتا تھا چنانچہ جناب عالی اس مرحلہ عظیم کے واسطے کلکتے تشریف فرما ہوئے تھے مشروحاً مکنون خاطر باب ریاست مین بیان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ صحاً دخل اس ریاست کی ہو چکا ہے کہ غیر مستحق اوسکا سزاوار نہو صاحبان کونسل نے جواب باصواب دعاوی ریاست یہ دیا کہ تا عین حیات اپنے بھائی کے بھتیجی تمام متمتع اپنی ریاست آبائی سے رہیے اور اسی مواجب معینہ پر قناعت فرمایئے انشاء اللہ تعالی بوقت مناسب جسقدر ممکن ہوگا حق حقدار کے دلوانے مین قصور نکیا جائیگا یہان نواب آصف الدولہ نے ثبوت اپنی مرزا وزیر علیخان کا بالمشافہ نواب گورنر جنرل سے بیان فرمایا تھا کیا امر مشکل تھا جیسا اظہار حضرت خلد منزل اور حضرت جنت مکان سے بابت صاحبان اور مصطفی علیخان سنا تھا کیونکر خلاف سمجھتے حالانکہ دونون غلط معلوم ہو بعد تحقیقات کے +

الغرض جب تک جناب عالی کلکتے مین رہے صاحبان عالیشان نے لوازمہ مہمانداری بے تکلف کیا اور احترام سواری یہ رہا کہ کسی کی سواری انکے سبقت نکرے چنانچہ

جب کوئی صاحب نادانستگی سے سبقت کرجاتا بے تکلف چابک کھاتا تھا انکے ملازمین شہر مین ہتیار باندھے پھرتے تھے اینرکسیکی حکی سماعت نالش نہوتی تھی اور مقدمہ بازی خندق دروازہ قلعۂ کلکتہ سبکو معلوم ہے جب گھوڑا جناب عالی نے خود اپنی سواری سے خندق کو پھندایا جنرل قلعہ نے اپنی نادانی سے شرط قلعہ کی کی تھی جانتا تھا غیر ممکن ہے اوسوقت بہت سے صاحب جمع تھے جناب عالی نے دعوی قلعہ کیا بعد تنقیح جواب ملا کہ ملک غیر پر شرط ناجائز ہی مگر بخاطر جناب عالی یہ دروازہ ملک جناب عالی ہوکر مقفل ہے چنانچہ حضرت خلد مکان نے بپاس خاطر لارڈ مایرا اس دروازے کو کھلوادیا تھا دوسرے بپاس خاطر جناب عالی عشرۂ محرم مین شراب بازار کلکتہ مین نہین بکتی تھی غرض بعد اسکے جناب عالی باطمینان بنارس مین آئے اور منتظر امر تقدیری کے رہے +

جب وزیر علیخان مسند نشین ہوے جناب عالی کو اپنے باپ ریاست مین کمال تحیر ہوا آخر اسی فکر سے مشوش و متردد ہوکر بسواری بجرہ پھر قصد کلکتہ کیا کہ نواب گورنر جنرل سے مطالبۂ ایفای وعدہ کیا چاہیے اس عرصہ مین جناب عالی کی یاوری اقبال سے یہان از خود ورق ریاست درہم و برہم ہوگیا تفضل حسین خان اور وزیر علیخان سے بگڑی خان علامہ نے ایک خط دوستانہ مولوی سدن اوستاد جناب عالی کو لکھکر ڈاک مین روانہ کیا کسواسطے کہ مولویصاحب اوستاد و مشیر ہین اس مضمون کے حالات اور حالات جبلی سے خوب واقف ہون اگرچہ آموختہ و تعلیم یافتہ میرا ہے مگر من اوستاد خود میدانم مین مطمین نہین اگر تم کوئی صورت اطمینان بعہد و میثاق نکالو تو کیا عجب ہے رجعت ریاست اپنے حق مرکز پر قرار پاجائے +

القصہ بجرۂ جناب عالی کا لگان اوسدن مقام راج محل مین تھا کہ چار گھڑی رات گئے ہرکارۂ ڈاک نے وہ خط مولوی سدن کو دیا مولویصاحب اوسے مژدۂ غیبی سمجھکر اوسیوقت شادان و فرحان جناب عالی کے بجرے مین گئے شاگرد و استاد مین مزاح بھی ہوتی تھی کمال خیرخواہی اور بہت اغماض سے وہ خط گذرانا جناب عالی مسرت دلی سے گلے لپٹ گئے اور بہت کچھ ارشاد فرمایا اوسکا جواب باصواب لکھکر بھجوایا اور صبح کو

جناب

بنارس پھرے جب بنارس مین چیری صاحب سے ملاقات ہوئی اونھون نے جناب عالی سے کہا
جو نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب آپ سے عہد و میثاق امور جدید مین فرمائین گے
اوسے قبول و منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالی نے دستخط
فرمائے مجبور ہوکر اسکے سوا کوئی چارہ ندیکھا اگر انکار کرتے خیال اور بھائیون کا بھی تھا
ایک مرزا جنگلی صاحب لکھنؤ مین موجود اس عرصے مین بہو بیگمصاحبہ کا بھی شقہ خاص پہونچا
دوسری رات کو جناب عالی ڈاک مین روانہ کانپور ہوے جس شام کو کانپور پہونچے اوسیدن
وزیر علیخان یہان گرفتار ہوے اوسکی صبح کو ناگہ شہر پر پہونچے

الغرض ۱۲ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۳ شعبان روز شنبہ ۱۲۱۲ھ روز بسنت تولد حضرت
امام حسین علیہ السلام پہلے بھیرات رہے جتنے ارکان دولت عزیز و اقارب تھے مع جلوس سواری
ناگہ تکیہ بو علی شاہ تک استقبال کو گئے سبھون نے سلام کیا جناب عالی ہاتھی پر سوار سر چوک بڑی
دھوم دھام سے خیرات کرتے ہوے پہلے سنہرے برج مین جناب عالیہ کی نذر کو گئے مورد
عنایات مادری ہوے قبائے زر بسنتی پہنے تھے خلعت مادری پہنے داخل دولتخانہ ہوے مسند نشین
ہوے ارکان دولت نے نذرین دین شلک سلامی منادی شہر ہوئی بحساب اہل نجوم ساعت شمس
مین جلوس فرمایا اوسدن سن شریف آپ کا بتیس برس چھ سال تھا سال بھر تک عیش و عشرت مین رہے
کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب و منافق سے خبر نہوے مگر سبکو سمجھتے رہے اور انکی فکر سے
غافل نرہے یہ جلسہ عیش و عشرت نشاط باغ مملوکہ راجہ ٹکیت رای مین اکثر ہوتا تھا
صبح کو ہوا کھانے اوسی نواح مین تشریف لیجاتے تھے بلکہ پہلے مکنون خاطر شہر جدید کا
آباد کرنا یہان منظور تھا مگر دریا کے نہونے سے تامل فرمایا پھر جدید کا لانا خیال مین نہ آیا

ثقات یہ کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد نذر جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک قصور
ہوگیا ہی دربارہ تحریر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی مداخلت سے وہ ہٹ سکتا ہی مجھسے مجبوری ہوا ہے
آپکو یہ کہنا چاہی کہ یہ ریاست میری خاوند اور میرے بیٹے کی ہی مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
دوسرے کو نہین ہی جواہر علیخان نواب ناظر نے بیگمصاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے اب ایسے
بگڑ جائینگی اور یہ مرزا سعادت علی ہین انکا حال آپ خوب جانتی ہین جناب عالی مجبور ہوے

خلاصہ بعد سال بھر کے متوجہ انتظام دولت ہوے ہر کارخانے کے کاغذ کو ملاحظہ فرما کے جیسا مناسب حال سمجھے اوسیطرح جاری رکھا مگر بہت سلیقے سے جو شایان امارت تھا ازبسکہ بسبب معاملۂ وزیر علیخان سب کا حال بطون خیرخواہی و بدخواہی کا کھل چکا تھا ہر ایک کو حکمت عملی اور دام عنایت سے سرانجام کیا +

چنانچہ پہلے خان علامہ تفضل حسین خان اپنے استاد کامل کو بسر رشتۂ سفارت قدیم روانۂ کلکتہ فرمایا اور خط سند کو ارشاد کیا تمسے پہلے معرفت صاحب رزیڈنٹ حضور نواب گورنر جنرل پہونچے گا کہ نسبت زمان سابق تمسے بہت عزت و احترام سے پیش آئینگے خان علامہ اس مضمون باطنی کو کچھہ نسمجھے اور نہ کوئی عذر کر سکے مگر باطمینان وثوق خیرخواہی صاحبان عالیشان پر نظر کر کے منزلت آخرت اختیار کی بعد قیام چندروزہ عدم رسی سند ناکام حالت یاس مین پھرے کہ فی الحقیقہ میرا حق اوستادی ادا ہوا جیسا مین جانتا تھا حکام ذی معقول کیا کہ خانصاحب آپ پہلے نسمجھے کہ یہ مقدمہ خانگی ہے ہم جناب عالی سے سفارش بھی نہین کرسکتے غرض ناکام وہانسے پھرے ازبسکہ صاحب غیرت و صاحب فکر تھے غم و غصہ سے تپ محرق ہوئی جب ہزاری باغ مین پہونچے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۹ع مین انتقال کیا اسلام اللہ خان چچازاد بھائی ساتھہ تھے وہین دفن کیا جب لکھنو مین پہونچے تجمل حسین خان اونکے بیٹے کو فاعت ماتم پرسی ملا دربار مین جایا کرتے تھے بعد کئی برس کے کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین بعلت خط جعل کئی کمپنی تلنگہ نے انکا گھر گھیر لیا جابجا پہرے بیٹھہ گئے اکرام اللہ خان نے جا کر مرزا جعفر سے سب احوال کہا بہت منت سماجت کی کہ اب جناب عالی سے بسبب کدورت ماضیہ جان و مال و عزت نہ بچے گی اب یہ عزت آپکے اختیار ہے مرزا جعفر نے حق استادی سمجھکے اوسیوقت بیلی صاحب سے مشورہ کیا بیان کیا جناب عالی سے کچھہ کہلا بھیجا پھر اوسدن سے ایک چپراسی رزیڈنٹی انکے گھر پر رہنے لگا جاگیر چالیس ہزار روپے سال کی جاری رہی تجمل حسین خان دربار رزیڈنٹ مین فقط جایا کیے دربار جناب عالی موقوف ہوگیا مگر اونھون نے تا حین حیات بخوبی بسر اوقات کی +

نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان پر بڑی عنایت فرمائی تقرب خاص بڑھا مگر تنبیہ

باطنی شروع ہو گئی یہ ہوئے بہت تھے جناب عالی زبردستی انکو اپنی خواصی مین بٹھانے لگے انکے اوس جسم کی گنجایش اوس تنگ خواصی انگریزی مین کب ہوتی تھی دوسرے ایک ہاتھ مین چھتری لئے ہین اور ایک ہاتھ مین مورچھل ہلاوین پھر آپ کیونکر درست بیٹھ سکین اس حسن خدمت سے انکا دم ناک مین ہو گیا جب شور صاحب تشریف لائے انکی نیابت مین سفارش کی فرمایا پچیس ہزار روپے ماہواری انھین ملینگے بے شرط نیابت کسواسطے کہ یہ جاہل محض ہین آپ ہی انصاف کیجیے جب یہ مدار المہام اُمّی محض ہو تو امورات ملکی و مالی کیونکر انجام پائین گے نواب معزالیہ معقول ہوئے مرزا صاحب نے اپنی نافہمی سے دریاہہ گوارا نکیا گھر بیٹھے صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے محمد الماس علیخان اپنی علو ہمت سے ہزار روپیہ یومیہ مدد خرچ کو بھجوایا کرتے تھے یکمشت نہ دیتے تھے کہ فضول خرچ ہین فی الجملہ انکی فاقہ شکنی ہو جاتی تھی کئی سو روپیہ روز کا خرچ باورچیخانہ تھا جتنے ملازمین تھے سب شریک دسترخوان ہوتے تھے جب بہت تنگ ہوئے بڑے صاحب سے اپنی تنخواہ کو کہا جواب دیا کہ تمنے ہمارے کہنے کو پہلے نمانا اب جناب عالی فرماتے ہین آٹھ ہزار روپیہ ماہواری دونگا اور ہم جبریہ سفارش نہین کر سکتے مرزا یہ سنکر بہت درہم و برہم ہوئے جو جی مین آیا اپنا حسن خدمت زبان تاحنیہ کا بیان کر کے چلے آئے پھر جیتے جی دربار رزیڈنٹی نگئے آخر اسی تعطل و خانہ نشینی مین صدمات راہ جانی سے سنہ ۱۲۱۶ھ ۱۸۰۱ع مین مر گئے اپنے امام باڑے مین دفن ہوئے اب بعد اس معرکہ لکھنؤ کے قبر کا نشان بھی نرہا داخل دھس قلعہ مچھی بھون سب میدان ہو گیا اور نہ وہ مسجد ہی جسمین ستر اسی برس تک نماز جماعت مومنین پڑھی گئی جب مرزا کے قرضخواہون نے سرکار مین داد بیداد کی حکم نیلام متروکہ ہوا کئی لاکھ کے قرضدار تھے حصہ رسدی ملا +

غلام رضا خان انکے سگے بھائی بہت پریشان حال تھے بسفارش کرنل ہیلی صاحب کلکتے گئے اڈمنسٹن صاحب سکریٹر اعظم تھے جو مربی صاحب موصوف کے تھے اونسے اپنا عرض حال کیا نواب گورنر جنرل نے نظر بقدامت و ناکامی مرزای مرحوم کمال رحم دلی سے ہزار روپیہ ماہواری مقرر فرمائے جب وہ مر گئے احمد رضا خان اونکے بیٹے کو بڑی جد و جہد سے سرکار سے کچھ پنشن مقرر ہو گئی اب وہ بھی مر گئے بعد اس ہنگامہ فساد کے پنشن انکی

مادام حیات عیال کو کاٹے کو ملے گی۔
دیوان مہاراجہ ٹکیت رائکا حال امانت و دیانت زبان خلقی سے کھل چکا تھا وہ وزراے پہلے مر چکے تھے بسبب قرض خواہوں کے اونکے متروکہ کا بھی نیلام ہوا بھوانی دین اور دیبی دین اونکے دو بھتیجے تھے نالائق محض بعد حیدر وزیر کے املاک شہر بھی ضبط سرکار ہوئی مہاراج نے اپنی ثروت مین شرفا و نجبا رفیق پروری مین خیر و مبرات سے بڑا نام پیدا کیا تمام ممالک محروسہ مین کوئی مقام ایسا نہین جہان انھون نے امام باڑہ مسجد دہرہ سراے چاہ پکل دریا نہ بنوایا ہو +

نواب اشرف علیخان خسر مرزا وزیر علیخان منجملہ خیر خواہان سرکار کمپنی تھے انھون نے جناب عالی کی بہت اطاعت کی ہمیشہ حاضر حضور رہے مقرب خاص تھے پچاس لاکھ روپیہ کا انکا گھر تھا انکے بڑے بیٹے شرف الدولہ مرزا محمد عباس داماد نواب آصف الدولہ کو چھوٹے مرزا محمد حسین خان عرف مرزا تھو حضرت خلد مکان نے انکو خطاب نواب روشن الدولہ بہادر دیا تھا مرزا بہادر علیخان مرزا اشرف الدین علیخان یہ بھی اونکے بیٹے مختلف البطن تھے یہ چار بھائی دربار جنت آرامگاہ و حضرت خلد مکان مین بڑی عزت سے رہے جناب عالی کے عہد دولت مین نواب اشرف علیخان مر گئے آغا ابو طالب خان کے امام باڑے مین دفن ہوے چالیس لاکھ روپیہ کا سب نقد و جنس تھا اولاد و ازواج نے بجہت تقسیم ترکہ جناب عالی سے نالش کی ارشاد کیا موافق سہم شرعیہ تقسیم کیا جاے مرزا جعفر ڈاکٹر بیلی کپتان کو سمجھا کر وہ تقسیم شرعیہ نہونے دی معرفت نفضل علیخان کی اپنی خاطر جمع کر کے طیبہ بیگم خاص محل مرحوم کی مہر مین سب نقد و جنس مستغرق کر دیا اس عرصے مین جنت آرامگاہ نے بھی انتقال کیا و گرنہ اسیطرح اولاد و ازواج مرحوم کی محروم اپنے حق سے نرہتے جب طیبہ بیگم وبای ہیضہ سے حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین مر گئین وہ سب متروکہ مرزا محمد عباس و مرزا محمد حسین نے آپسمین برابر تقسیم کر لیا روشن الدولہ نے سب صرف کیا مگر مرزا عباس نے بہت سلیقہ و ہوشیاری و عیش سے صرف کیا +

نواب قاسم علیخان جب بنارس سے آئے چند روز تک انکی بھی مصاحبت بہت گرم رہی

یہ مرزا حسن رضا خان سے بھی زیادہ موٹے تھے اکثر جناب عالی کی سواری مین بھی ساتھ ہوتے تھے جب جناب عالی گھوڑی پر سوار ہوتے تھے یہ کو بسبب فربہی گھوڑے پر اس جسامت سے سوار ہوتے اکثر جناب عالی پیادہ چلتے تھے انسے باتین کرتے ہوے انکو دو قدم چلنا دشوار ہوتا تھا آخر یہ بھی تنگ ہوکر گھر بیٹھے باقی احوال انکا مشروحا گذر چکا ہے +

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے جتنے کوٹھے پنج محلہ وغیرہ اور کارخانجات مع نظارت صاحبات محلات لکھنؤ و فیض آباد تھے سب بدستور رہے بعد مرور چند سال مفصل معلوم نہین کیا سبب مورد عتاب کے ہوے آخر رزیڈنٹی کرنل ہلی صاحب انکی حمایت کرنے سے موافق چٹھی شور صاحب کے اور انکی سرکشی اور مرزا جعفر کی پالیسی کرنے سے خوب بگڑی کوٹھی پنج محلہ مین جتنے تھے سپرد اہتمام مرزا غازی الدین حیدر خلف اکبر کے ہوے نظارت محلات سپرد نواب شمس الدولہ ہوئی جب محمد تحسین علیخان مر گئے اونکا متروکہ جسقدر دستیاب ہوسکا سرکار جناب عالی مین گیا تنخواہ وثیقہ دائمی موافق اونکی وصیت کے دس ہزار روپیہ کی آمدنی ماہواری کا بحمایت رزیڈنٹ اونکے ملازمین متوسلین پر جاری ہے +

محمد آفرین علیخان کی مصاحبت تا حین حیات جناب عالی بدستور رہی بلکہ بواسطہ نواب قاسم علیخان جیسا بیان ہو چکا سرکار کمپنی سے تنخواہ ملتی مگر خیر خواہ رہے وہی چٹھی شور صاحب کی انکی کام آئی نواب معتمد الدولہ کچھ نکر سکے باعزت گھر بیٹھے رہے ہان میر خدا بخش مرحوم پر کچھ ہونا تھا ہوا وجہ خصومت یہ ہوئی تھی کہ جب معتمد الدولہ نیابت اول سے معزول ہوکے خانہ نشین و معتوب جناب عالی ہوئے تھے قرضخواہون نے اپنے قرضے کی داد بیداد کی تھی میر خدا بخش نے وہ عرضیان سرکار مین دین حکم قرقی و نیلام کا ہوا میر خدا بخش شریک نیلام ہوے تھے یہ وجہ عداوت کی ہوگئی تھی بلکہ محمد آفرین علیخان نے کچھ سمجھکر انھین منع کیا تھا کہ مت قین کیا ضرور تھا شریک ہونا جب محمد آفرین علیخان نے انتقال کیا متروکہ نقد و جنس کئی لاکھ کا ضبط سرکار ہوا بڑا وسرا جاگیر تھی میر خدا بخش نے بڑے صاحب سے عرض کی کہ ہماری تنخواہ وثیقہ بھی مثل محمد تحسین علیخان کے خزانہ رزیڈنٹی سے ملا کرے معتمد الدولہ اسنے چاہا خزانہ جناب عالی سے ملا کرے اس تردد مین نہ ادھر کے ہوئی نہ اودھر کے

بڑے صاحب نواب سے موافق تھے کچھ زیادہ تاکید نکی ورنہ جاری ہو جاتی کئی برس تک میر خدا بخش دربار رزیڈنسی کرتے رہے روز ڈالی بڑے صاحب چھوٹے صاحب کیواسطے بھیجا کیے آخر مر گئے ✦

خرچ باورچیخانہ اور رواب یومیہ کا کاغذ جب ملاحظہ فرمایا امور زاید و فضول و تصرفات خیانت کو سر حساب کھادو باورچیخانے رہے ایک غلام علیخان کے پاس دوسرا محمد روشن کے اہتمام مین اور ایک خوانچہ اطعمۂ خاص حسب معمول پہلے محمد تحسین علیخان کے متعلق رہا اور غیرچ چاہ پانی اسپر ایک انگریز ملازم تھا ✦

تقسیم خدمات اہلکاران سرکار کی یہ صورت ہوئی نواب احمد علیخان شمس الدولہ بہادر مرشدزادہ آفاق دوم جنرل فوج و نیابت بمشورہ نواب گورنر جنرل نواب محمد علیخان نصیر الدولہ بہادر دیوان نواب جعفر علیخان عماد الدولہ بہادر کو اخبار ملکی بعد چند روز کے انسے جب درست نہوا دوسرا شخص ہوا رای رتن چند کو اخبار ڈیوڑھیات اور کوٹ گشتی شہر پور سکھ چند کو اخبار خفیہ بعد انکے مرنے کے رای صاحب رام اور رای جیسکھ رای کو سر رشتہ وصلہ باقی عمال رای مجلس رای کو بخشیگری تقسیم تنخواہ اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دیوانخانہ انکی بہن داخل محلات تھین مرزا اشرف علی کو اہتمام سواری اوسکے بعد انتظام الدولہ منظفر علیخان کو اہتمام ہوا تھا خزانہ عامرہ خاص و ملکی و مہر خاص سپر ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کہ معتمد و امین خاص سمجھکر جاگیر نواب گنج ایک لاکھ کئی ہزار کی فقط نواب خاص محل کیواسطے باقی ہر مرشد زادی کے پاس اونکی ماں ہتی تھی پانسو روپیہ ماہواری اونکی تنخواہ سے ملتا تھا سوای دو تین کے جنکی اولاد نہ تھی ✦

عہدنامہ فیما بین نواب گورنر جنرل بہادر و جناب عالی تنصیف ممالک محروسہ وغیرہ

جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے عہدنامہ جدید جناب عالی سے ہوا تنصیف ملک کی شرط تھی جب بعد مسند نشینی کے اسکا تقاضا ہوا عذر رفع ہنگامہ وزیر علی پیش کیا گیا چار برس اسپر بھی گذرے اسکی صورت یہ تھی کہ بعد معرکہ تکبسر فیما بین دولتین عالیین قرار داد یہ تھا کہ آمدنی ملک سے ۶۔ اٰنی تنخواہ دو کمپ کانپور و فرخ آباد دی جاتی تھی انتظام ممالک محروسہ بمشورہ صوابدید سرکارین کسواسطے کہ اگر منتظم ناتجربہ کار ہونگے نقصان سرکارین ہوگا

پس اگر انصاف کیجیے تو امور جزوی و کلی مین مشارکت سرکار تھی ان وجوہات سے جناب عالی
بمجبوری تنصیف ملک پر راضی ہوئے گھر کے اتفاق کا حال ظاہر تھا سمجھے کہ بقیہ ملک
بلا شرکت ہوگا وہ بھی نہوا بتدریج مداخلت بڑھتی گئی +

خلاصہ ۱۸۰۱ع مطابق ۱۲۱۶ھ ہجری نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی صاحب بہادر رونق افروز
لکھنؤ ہوئے بعد تعارفات معمولی طرفین تنصیف ملک مین یہ رقومات مجرا لیگئے ۲۵ ہزار
تنخواہ شاہزادہای بنارس لاکھ روپیہ سالانہ اولاد حافظ رحمت خان روہیلہ ۱۲ لاکھ سالانہ
نواب ناصر جنگ اولاد نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نو لاکھ معافی دار و جاگیر دار و یومیہ دار
ملک مفوضہ جنکو اب تک جاری ہے بعض کی ضبط سرکار بھی ہوگئی لاکھ روپیہ قصبہ مچھریٹہ
جاگیر نواب مدار الدولہ پچاس ہزار جاگیر الماس علیخان چالیس ہزار جاگیر تفضل حسین خان
تنخواہ نواب اشرف علیخان وغیرہ اور تنخواہ دو کنپ مذکور یہ سب مجرا لیکر نصف ملک تفویض
حکام انگلسیہ ہوا جسکی جمع ایک کروڑ تینتیس لاکھ روپے ہوتے ہین پس اس صورت مین سوائے حکومت
کے نقصان ایک حبہ کا نہوا کسواسطے کہ ۶ آنی ملک سے جاتی تھی اور سود قساط اسکے سوا ہوجاتا تھا
عوض نقدی کے ملک دیا اور ۲ آنی مین یہ رقومات مذکور لیے عقلا کے نزدیک تو اوسیقدر
ملک ہے جو عہد دولت نواب آصف الدولہ مین تھا بلکہ جاگیر بہو بیگم صاحبہ گونڈہ پچھم راٹ اب بڑھگئی
اور علاقہ کھیری گڈھ کرور روپے کے سود مین زیادہ ہوا عوام کو البتہ تاسف ہوتا ہی اور اصل
حساب اور حرکت عقلی کو اکثر نہین پہونچتی اسپر بھی بلطائف الحیل چار برس تک ٹالا آخر جب کچھ
نہو سکا مجبور رہے چنانچہ ایکدن کرنل اسکاٹ صاحب رزیڈنٹ نے تنگ ہو کر مولوی سبحان
وکیل جناب عالی سے کہا اور اپنی گرچ نکال کر میز پر رکھدی کہ اسکا جواب لاؤ مولوی نے کہا
اسکا جواب بعد معرکہ نکبسر ختم ہوچکا اب کسکی مجال جواب ثانی کی ہے مولوی نے جناب عالی سے
مشورہ جا عرض کیا حکم ہوا کہ عمال سے کاغذ ملک طلب کر کے صاحب رزیڈنٹ کو بھیجدو بعض
اہلکاران گورنمنٹ نے مثل الماس علیخان بخوف حاکم سے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ نہ دیا
وگرنہ اس توفیر مین ملک توفیر بچ جاتا نقصان بھی نہوتا مگر جنھون نے از راہ نمک حلالی مثل
مرزا مہدی علیخان ناظم بریلی وغیرہ نے جمع خام کھولدی وہ اسی سبب سے دھر لیے گئے قید مین مر گئے

حسین علیخان اونکے شریک حال تھے ٹاٹ اولٹ دیا انکی پاس آبھی وہ روپیہ نرہا معلوم نہوا کیا ہوا کہان گیا۔

عہدنامہ وجواب وسوال فیمابین سرکارین

۱۵ فروری سنہ ۱۸۰۱ء مطابق ۱۵ شوال سنہ ۔ نواب وزیر الممالک نے فرد سوالات نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کے پاس بھیجی اور طالب منظوری سوالات ہوے نواب محتشم الیہ نے بعد غور وتامل ہر ایک دفعہ سوال کا جواب بھیجا پھر جناب عالی نے ۲۲ ماہ مذکور کو دوسری فرد متضمن تجویز کم وزیادہ اون جوابون کی بھیجی چنانچہ ۲۴ ماہ مسطور مطابق ۲ شوال عند الملاقات فیمابین نواب گورنر جنرل وجناب عالی باب سوالات اصلی اور اوسکی تجویز کم وزیادہ مین تفصیلاً گفتگو ہوئی آخر بنا یہ ٹھہری کہ بعض دفعات فرد سوالات مرقومہ سے بالکل قلم انداز کیجائین اور جواب دفعہ سوم حسب تجویز جناب عالی قرار پاوی اور یہ امر بھی طی ہوا کہ ایک شخص انصرام کاروبار کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ مرشدزادہ دوم مرزا احمد علیخان نواب شمس الدولہ بہادر اس عہدۂ خاص پر بمنزلہ نائب مقرر ہوے اور نواب گورنر جنرل نے کیفیت اون اصول مناسب فیمابین دولتین اور قواعد اور ضوابط کی جو بزعم نواب محتشم الیہ مین حسب حال دونون سرکارون کے تعمیل اور ترویج رسم وروبہ ازروی عہدنامہ مورخہ دسوین ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۱ء مطابق ۱۶ سنہ ۱۲۱۶ھ منہج ومتفرع ہی بموجب اوسکی تعمیل مین آوے صلاحاً اظہار فرمایئے لہذا بنظر رفع اشتباہ مقدمات سوال وجواب جو ازروی نوشت وخواند ومطارحات مذبور عمل مین آئے اور اقرار پاچکے تھے اور نواب گورنر نے کیفیت فیصلۂ مقدمات مذبور اس وثیقے مین قلم بند فرمائی اوسپر اپنی مہر اور دستخط کیے اور اڈمسٹن صاحب بہادر سکتر اعظم نے واسطے فہمایش فیمابین بموجب حکم نواب گورنر جنرل اس وثیقے پر اپنے دستخط کیے۔

سوال وصول زرہای واجبی عمال وغیرہ سے بطور سابق کسیکی حمایت وطرفداری سے کوئی نکرے بلکہ ممد ومعاون سرکار ہو اگر وہان کے صاحب کو کسی امر مین ممانعت حضور منظور ہو تو حضور مین اظہار کرین اسواسطے کہ غیر واجبی اصلا منظور حضور نہین یا اثبات حقیت

اپنی کرے سمجھا دیا جائیگا یا وہ حضور کو سمجھا دینگے اس صورت مین موافق اونکی مرضی کے کیا جائیگا اور کسی پر اختلاف فیمابین بھی ظاہر نہوگا +

جواب یہ بات مستحسن و بجا ہے موافق مندرجہ عمل مین آئیگی حضور سے جسطرح اوسکا دریافت کرنا واسطے ثبوت حقیت کے ضرور ہے اسناد و دلائل سے ثبوت حقیقت وغیرہ صاحب رزیڈنٹ سے اطلاع کرکے اثبات کیا جاویگا —

سوال سررشتہ عدالت جسمین اصلا اپنی نفسانیت منظور نہین ہے فقط اجرای احکام شرعی و ادای حقوق و ضمانت نفس و اموال عباد کیواسطے مقرر کیے گئے لازم کہ سب رجوع بعدالت کرین اور اگر کوئی رجوع عدالت سے انحراف کرے تو اہالی سرکار اوسکے ارجاع عدالت مین ممد و معاون رہین +

جواب یہ بات مقتضیات دانائی سے بہت موقع و بجا ہے +

سوال جناب والدہ صاحبہ قبلہ کو اپنا بزرگ جانتا ہون انکا پاس و ادب عزت و احترام بہر صورت مجھے منظور ہے انکی احصل و آمدنی جاگیر اور سب جاگیرداروں سے مجھے سروکار نہین ہے لیکن اجرای احکام عدالت و انفصال قضایا و داد خواہی مظلوم و اقامت حدود و قصاص وغیرہ امور متعلقہ عدالت شہر لکھنؤ و فیض آباد اور سب جاگیرات بدستور تمامی ملک متعلق سرکار میری طرف سے ہوگا یہ امور رئیس ملک سے متعلق ہین اسواسطے کہ بوجہی من الوجوہ ظلم و ستم نہ پہونچے انکے اہلکار اصلا اوسمین دخل نکرین کہ شرکت حکومت مین نہو جاوے اور یہ موجب اونکی بزرگی کا ہے جو منظور رہے مجھسے کہلا بھیجین اوسکا بخوبی سرانجام انکے اہلکار و کرو فر کا اور حال یہ گذرا کہ فیض آباد مین اونکی جاگیر مین اکثر کشت و خون ہوے اور جو سرکار سے لکھا اور کہا گیا اوسپر اصلا اعتناء نکی اور بہائیصاحب قبلہ کی عہد دولت مین انفصال قضایای جاگیرات متعلق سرکار تھا یہ مقدمات مؤید ریاست ہین +

جواب اجرای احکام عدالت جاگیر جناب عالیہ مین چاہیے کہ اختیار جناب عالی ہین ہو اور اہلکار جناب عالیہ کو بھی چاہیے کہ وہان کی عدالت مین رجوع کرین اور اقامت اور اجرای اختیار محکمات عدالت مین اہالیان سرکار کیطرف ممد و معاون ہونگے +

سوال از شفقت و محبت داراب علیخان کو بلوا کر حکم دیدیجیے کہ سوای جاگیر کے املاک و اراضی بازار باغات وغیرہ املاک ہر اہلکاران جناب موصوفہ بی جہت وسند چار برس سے قبض و تصرف کیے ہین اوراپر اعتضاد دوستان گرامی قدر جان لمسڈن صاحب بہادر اور اونکے منشی مولوی غلام قادر خان اور اور آدمی مثل الماس علیخان داراب علیخان گواہ و شاہد مطلع و آگاہ ہین اور آگے جناب والدہ صاحبہ بھی اسپر اقرار کر چکی ہین اور سب اہلکار مثل جیسکھہ رای وغیرہ جانتے ہین اور اونکا کاغذ موجود ہے اور یہ موجب نقصان کثیر سرکار ہوتا ہے اب سرکار کو تاب تحمل نقصان نہین کہ ہی اوسے چھوڑ دین اور جو محاصل تحصیل لیا ہے پھیر دین تا رفع نقصان سرکار ہو یہ بابت موافق اونکے قرارداد کے ہی

جواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ہے کہ سب مقدمات روبکاری فیمابین جناب عالی و جناب عالیہ غور و تامل سے سمجھکر تصفیہ امور فیمابین از روی آئین و انصاف برسبیل دوام کرین ؛

سوال ازراہ شفقت چند احکام نواب صاحب مہربان مستظہار مخلصان انریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر لکھہ دین ایک یہ کہ فراری ملک سرکار کو جھلا اپنے پاس نہ رہنے دین اگر سرکار طلب کرے بھیجدین وگرنہ اپنے پاس سے نکالدین ؛

جواب سب مجرم طرفین سے بقوض ہونگے لیکن رعایای دونون سرکار جو متہم جرائم مستوجب قتل و قصاص کے نہون اونھین اجازت ہو کہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے ملک مین جاوین و اگر چاہین ملک دوسرے مین رہین ؛

سوال دوسرا یہ کہ ہر شخص متوسلان سرکار سے جو درخواست اجارہ لینے کی منجملہ جایداد کے کرے اوس سے لکھوا لیا جاے اگر باقیدار سرکار ہوگا کام نپائیگا اور اگر نہوگا پائیگا اور بعض عمال سرکار جنکی ملک جایداد بحال ہی ہے اور زر سرکار اونکے ذمے باقی ہی اونکے ذمہ کا روپیہ اونکے حساب مین مجرا لیجیے یا اونھین سپرد سرکار کیجیے کہ زر واجبی اونسے لیکر رخصت کر دیا جائیگا اور بعد فراغت سرکار سے ہر قسم کا معاملہ اونسے منظور ہو کیا جاوے ؛

جواب جو باقیات بالفعل ہے تا آیندہ واجب الطلب سرکار جناب عالی ہو انفصال اوسکا
جس میعاد مین طول نکھیچے عمل مین آئیگا قرارداد اسکا با قیداروں سے لیا جاوے اور عمل سرکار
جناب عالی سے بالفعل کسیکے ملک مین جایداد علاقہ نہین ہی +
تیسرے یہ کہ اکثر باغات املاک سرکار سے ملک مین جسکی جایداد مین فوج انگریزی کو دی گئی ہے
واقع ہین اور تحصیل ملکی سے تعلق نہین چنانچہ بنارس مین اب تک املاک سرکار تصرف
سرکار مین باقی ہے از راہ شفقت حکم دیجیے کہ املاک سرکار کو جو جایداد ملک ہی چھوڑ دو
کہ تصرف سرکار مین رہے اور تفصیل املاک و باغات جو جایداد مین ہین لکھکر دی جائیگی +
جواب املاک وغیرہ از قبیل مندرجہ اس دفعہ کہ جو از ان سرکار جناب عالی ہین اور تصدیق
اسکی کیفیت کی گورنر بہادر پر واضح ہو البتہ سپرد اہلکاران جناب عالی ہوگی +
چوتھے یہ کہ محالات جایداد فوج انگریزی مین محض بنابر خاطر کہ نواب صاحب موصوف کے
آنے سے ضرور جانکر بتبعیت و مرضی و اتباع حکم سمجھکر دی گئی جتنی مساجد و مقابر و امام بارے
جایداد ملک مین ہین تاکید فرمایئے حکم دیا جاوے کہ کوئی اونہین مسمار و ویران و خراب نکرے +
جواب بموجب مضمون اس دفعہ کے حکم دیا جائیگا +
سوال پہونچانے مبلغ کا بابت گھاٹون الہ آباد کے سرکار مین اقرار تھا چار برس گذری
اور بکررہیان سے صاحب سے کہا اور لکھا گیا اب تک نہین ملا موجب نقصان مبلغ خطیر سرکار
کا ہوا حکم دیا جاوے کہ موافق قرارداد کے ملے +
جواب درباب سمجھا دینے حساب تحصیل گھاٹون الہ آباد کے حکم دیا جائیگا +
سوال عہدنامہ وغیرہ کے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک نہین بھیجا یاد کرکے بھیجنا چاہیے +
جواب عہدنامہ بھیجدیا جائیگا +
سوال حضور نے تجویز کیا ہے کہ دوسرا بیٹا یعنے احمد علیخان بہادر عہدہ اہلکاری مین
واسطے اجرای امورات متعلقہ سرکار کے مقرر ہو +
جواب یہ بات نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور و مقبول ہو چکی ہی کہ نواب احمد علیخان بہادر
اہلکار جناب عالی ہون +

اب یہ مقام غور و فکر ہے کہ بڑے بیٹے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر تھے وہ کیون نہ اہلکار و نائب ہوئے پسر دومی کیون ہوئے اور سرکار نے بعد انتقال کیون اونھین مسند نشین کیا انھین نکیا کسوجہ سے مناسب جانا بڑا بیٹا ہوتا یہ کیا وہ نجانتے تھے بس اتنا کافی ہے کہ اونسے عملہ سرکار ہندوستانی جو مشیر صاحب ریذیڈنٹ تھا اور زمان صاحبزادگی سے چاشت خور ہورہا تھا یہ وجہ ہوئی اور یہ مطمئن تھے کہ جسطرح میں حیات مین کار فرما ہون بعد بھی یو ہین مستحق ریاست ہونگا دوسرے یہ کہ اینجونیر نواب گورنر جنرل مقرر ہوچکا ہون اس جہت سے کیون اپنا نقصان عبث کرتے اور انکو تردد و شک اپنے ہونے مین تھا اس جہت سے موافقت کی تھی کہ بر وقت کام آئیگی +

سوال اشفاق نواب گورنر جنرل سے توقع ہے کہ یہان کے رزیڈنٹ کو اپنی روبرو جمیع ان سب مراتب کو واسطے تعمیل کے سمجھا کے فرما دین اور تقید کیجاے کہ بعد آپ کی تشریف فرمائیگی جب وانگی حضور کو منظور ہو کسیطرح سے حرج و توقف نہو اور مہیای اسباب مین حضور کے ساتھ شریک ہین +

جواب موافق استدعای جناب عالی اس مقدمے مین ۲۴ ماہ فروری ۱۸۰۱ء مطابق ۱۰ شہر شوال ۱۲۱۶ھ ہجری سب مراتب و تاکیدات ضروری روبروی جناب عالی صاحب رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنی زبان سے سمجھا کر کہدی ہین +

اب تحریر اصول تناسب فیمابین دولتین اور قواعد و ضوابط کی تعمیل و ترویج رسم و رویہ دونون سرکار کی جو حسب حال ایک دوسرے کے بموجب اوسکے مرعی ہو بر سبیل اجمال بیان کیے جاتے ہین +

از روی مضمون عہدنامہ فیمابین دونون سرکار کمپنی انگریز بہادر و سرکار جناب عالی معروضہ دہم ماہ نومبر ۱۸۰۱ء چاہیے کہ حکومت سرکار جناب عالی درمیان ممالک مقبوضہ معظم الیہ مقرر و مستقل ہو اور باہتمام اہلکار اور نوکران جناب عالی اجرا پاوے اسواسطے کہ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے کفالت استقرار و استعمال اختیار جناب عالی کی درمیان ممالک مذبور اپنے ذمے لی ہے چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر جادۂ تعمیل اس قرارداد سے

کبھی انحراف نکرینگے اور جناب عالی متعالی نے اقرار فرمایا ہے کہ بقیہ ملک سرکار مین ایسا
سررشتہ بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنہ و رعایا اوس سے
بخوبی ہو مقرر اور اجرا فرماوینگے و رعیہ و سررشتہ بندوبست باہتمام عملہ و فعلہ جناب عالی اور
بذریعہ اختیار جناب عالی مقرر و معین ہوگا اور جناب عالی نے ایسا اقرار فرمایا ہے کہ ہمیشہ
اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مستشیر ہو کر موافق صلاح اہالی سرکار موصوف ہمیشہ عمل مین
آوینگا پس اقرار جناب عالی اس تدبیر سے ہے کہ جناب عالی تقرر سررشتہ مین ایسے بندوبست
درمیان ممالک مقبوضہ اپنے بلکہ جمیع امور ریاست متعلقہ ریاست داری مین اور اجرای
اختیار مستقلہ اپنے مین باستصواب اہالی سرکار کمپنی بہادر سے ہوگا اور موافق صلاح اہالی
سرکار موصوف کار فرما ہونگے اور اسکی صلاح اہالی سرکار موصوف کیطرف سے ہمیشہ برسبیل
دوستانہ موافق قواعد محرمیت و اتفاق و لوازم مراتب طرفین سے عمل مین آوینگا اور
مقدمات عظیمہ جو اظہار مراتب مافی الضمیر نواب گورنر جنرل بہادر خدمت جناب عالی مین بلاواسطہ
غیر ضرور و ممکن ہو نواب گورنر جنرل بہادر مدارج صوابدید و صلاح وہی سرکار انگریز بہادر کیطرف سے
بلاواسطہ دوسرے کے خواہ بالمشافہہ خواہ بذریعہ اپنے مکاتبات کی اطلاع جناب عالی سے
کرینگے لیکن واضح ہو کہ صاحب جانشین بلدہ لکھنؤ اپنے عہدہ مین بمنزلہ قائم مقام سرکار
انگریز بہادر مقرر و معین ہین اور سب امور مین واسطہ مستمرہ سوال و جواب فیمابین دولتین
متصور ہین اس صورت مین صاحب موصوف امور رسمیہ مین مراتب صلاح و صوابدید سرکار
انگریز بہادر کو نواب گورنر جنرل کیطرف سے خدمت جناب عالی مین گزارش کرینگے اور جس وقت
بر وقت گزارش ایسے امور صلاح و صوابدید کا اتفاق پڑیگا جناب عالی اوسے بمنزلہ کلام
نواب گورنر جنرل تصور فرمائین اور جب نوبت صلاح دہی صاحب موصوف کا اتفاق
ہو صاحب موصوف حتی الامکان مراتب صلاح و صوابدید کو ازروی احکام کلکتہ یا اپنی
محض نصح الصاحب مجلہ وح کو بعرض اظہار کرین اور طریق صاحب موصوف جو لوازمہ صلاح دہی ہو
بکمال موافقت و یکدلی عمل مین لاوین حتی الوسع اسلوب کامون مین جناب عالی کے
موافق و متفق رہین اور جو تدبیرین موافق صلاح و صوابدید سرکار انگریز بہادر کے

اعظم گڈھ وغیرہ . . . . لک [illegible]

گورکھپور بٹول وغیرہ . . . . لک [illegible]

گورکھپور . . . . لک [illegible]

بٹول . . . . [illegible]

صوبۂ الہ آباد وغیرہ . . . . لک [illegible]

چکلہ بریلی وآصف آباد وکلوری . . . . لک [illegible]

نواب گنج بریلی وغیرہ . . . . لک [illegible]

ہاٹل وغیرہ سوائے تعلقہ ارول . . . . لک [illegible]

عہد ومیثاق جو فیما بین دونوں سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر و نواب وزیر الممالک ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ کے درباب تفویض بعض محالات ملک متعلقہ بین نواب وزیر الملک بہادر موصوف نے بتصرف اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر برسبیل دوام واستقلال بمبادلۂ اقساط قدیم وحال جو ذمۂ نواب وزیر الممالک بہادر واجب الادا ہیں بتوثیق واستحکام تمام موثق واستحکام کیا +

اس شرح سے کہ بموجب عہدنامۂ سابق جو فیما بین دونوں سرکار بحفاظت ممالک محروسۂ نواب وزیر الممالک بہادر تھا جمیع معاندین بیرونی واندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہے اور جناب وزیر الممالک بہادر نے واسطے عہدہ برائی اس ذمہ داری کے اہل ریاست کمپنی کے ساتھ مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ دادنی مقرر کیے ہیں اور اداے اخراجات فوج بھی جو تعداد مشروحۂ عہدنامۂ مذکورہ زائد ہو جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے ضرور جانی گئی ہے نواب صاحب موصوف نے عہدنامۂ مرقومہ میں اپنے ذمے لیے ہیں چنانچہ در ینولا مستحسن و مناسب یہ ہوا کہ اخراجات مذکورہ اوس طور سے مقرر و معین ہوں کہ بعد حرف کم وبیشی درمیان نہ آوے اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کی طرف سے ہر وقت بسبیل دوام واستقلال اطمینان کلی ہو لہٰذا انربل ہنری ولزلی صاحب بہادر

قرار پاوے تعمیل و ترویج مین اوسکی فقط از روی اختیار اور اہتمام اہلکاران جناب عالی بصدق باطن اور باتفاق جناب عالی مساعی جمیلہ کرین اور اون مقدمات مین جو بموجب اعانت سرکار انگریز بہادر یا کمک فوج انگریزی ہو امداد و اعانت حسب ضرورت وقت پر عمل مین آئینگی پس صاحب رزیڈنٹ کو چاہیے کہ سب حالات مین حفظ مراتب عزت و شان و شوکت و پاس خاطر و حسن سلوک نسبت جناب عالی بدرجہ کمال لاوین اور سب مقدمات مین موافقت یکدل جناب عالی سے رہے اور صاحب موصوف کو چاہیے کہ بے مشورہ جناب عالی اہلکاران جناب عالی سے امور ممالک مقبوضہ جناب عالی مین عمل کرین اور جس امر مین فیمابین جناب عالی و صاحب رزیڈنٹ کے اتفاق پڑے جب تک نقشہ تدبیر قرار نپاوے صاحب موصوف کو چاہیے کہ صلاح سبقت اوسکے اصلاح کی دوسرے سے کرین بلحاظ قواعد مذکور اور نواب گورنر جنرل بہادر کو تر صد کلی ہے کہ جناب عالی مطابق اصلاح و گزارشہای صاحب موصوف کے مجوزہ کار فرمائی کرینگے پس اب کوئی مقدمہ جو مشکل رکھتا ہو فیمابین دونون سرکار کے باقی نہین رہا نواب ممدوح کو رجای واثق ہے کہ آیندہ اجراے کاروبار مین کسیطرح کی رنجش ظہور مین نہ آیگی +

دفعہ اول نواب وزیر الممالک نے منجملہ ملک مقبوضہ خود محالات مفصلۂ ذیل کو مع حق التحصیل بجمع مبلغ ایک کروڑ پنتیس لاکھ روپیہ سکہ حالی لکھنؤ کے وجہ اخراجات قدیم و جدید پلٹن فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے مقرر ہے اور وجوہات مصارف بیگمات اور شہزادہای مقام بنارس اور مشاہرہ ہاے متعلقہ فرخ آباد بسبیل دوام و استقلال اہالی سرکار انگریز بہادر تفویض کیا گیا ہے جمع .... ایک کروڑ [illegible] لک [illegible]

تفصیل چکلہ کوڑا و کڑا و چکلہ اٹاوہ [illegible] لک [illegible]

رسید وغیرہ .... [illegible] لک [illegible]

فرخ آباد وغیرہ .... [illegible] لک [illegible]

کھیری گڈھ وغیرہ .... دو لک [illegible]

اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ع لزلی صاحب بہادر بحسب اختیار وہی نواب معظم الیہ کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ نے بذات خود اور اپنے وارثون کیطرف سے بھی نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن اس عہدنامے کو متضمن تفویض بعضے محالات ملک متعلقہ سرکار کو اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بتبدیل و دوام و استقلال بمعاوضہ و مبادلہ اقساط قدیم مقدمہ اور جمیع اخراجات بابت محافظت ملک محالات مرقومہ جس وضع کہ لغایت ۱۲۰۸ فصلی متعہد عمال سرکار ہوا ہی تفویض اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کیگیا ثانی الحال مواخذہ دیہات و اراضی جو پیشتر سالہا سال سے داخل یا خارج عملدرآمد چلی آئی مسموع و مقبول نہوگا +

دفعہ دوم اقساط قدیم موجب دفعہ عہدنامہ ۱۷۹۸ء یکہزار ہفتصد نود و ہشت سال کی ذمہ نواب وزیر الممالک مقرر و مشروط حفاظت ملک پر ہے اب اوسکی جایداد اور جایداد اخراجات جدید فوج سرکار سے دیگئی کسیوجہ سے اخراجات فوج بابت حفاظت ملک وغیرہ ذمہ نوابصاحب معظم الیہ متعلق نرہیگی اور واسطے محافظت ممالک محروسۂ اودھ وغیرہ خواہ مفوضہ سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ بقیہ ملک مقبوضہ جناب عالی متعالی ہین اگر ضرورت فوج پڑی اوسکے اخراجات ذمہ نوابصاحب ممدوح تعلق نرکھینگے +

دفعہ سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار جمیع معاندان بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لی ہے بشرطیکہ تعلق افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار مین جہان اہالی سرکار کمپنی مناسب جانین اختیار اہالی موصوف مین رہیگی اور نواب وزیر الممالک بہادر چار پلٹن تلنگہ ایک پلٹن نجیب پیادہ اور میواتی کی اور دو ہزار سوار اور تین سو گولہ انداز نوکر رکھکر بقیہ فوج برطرف کر دینگے مگر پیادے سہ بندی نجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑی سوار و نجیب ہمراہی عمال کیواسطے ضرورت پڑیگی نوکر رکھ لینگے +

دفعہ چہارم فوج انگریزی بقدر ضرورت مع لوازمۂ توپخانہ خدمت جناب عالی متعالی مین حاضر رہے گی +

دفعہ

دفعہ پنجم جب تک کہ مقصد اصلی و مطالب واقعی دفعۂ اول و دوم و سوم و چہارم اس عہدنامے کا بوجہ احسن منکشف ہووے اور دقیقہ دقائق سے عمل میں شبہ نہ رہے بیان کیا جاتا ہے کہ تفویض اس ملک عوضی کی بالکل اقساط قدیم و جدید بابت اخراجات حفاظت ملک جناب عالی کے ہے من بعد کمپنی انگریز بہادر خواہ بوجہ اجتماع فوج میں واسطے مقابلہ و مدافعہ دشمنان بیرونی کے خواہ بابت پہونچانے فوج کے واسطے تدارک ہنگامہ پردازان اندرون ملک نواب صاحب موصوف کے یا بوجہ اقامت فوج انگریزی تعیناتی حضور میں خواہ تبدیل چھاؤنی افواج انگریزی میں خواہ بابت کمی تحصیل محالات مقبوضہ بوقوع آفت سماوی و ارضی یا بسبب ویرانی جنگ وغیرہ اون محالات میں اور اور اخراجات بوجہ من الوجوہ دعوی اور مطالبہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں نکرینگے +

دفعہ ششم محالات جو بر طبق مضمون اس عہدنامے کے تفویض کمپنی انگریز بہادر ہوئے ہیں بالکل اقتدار و اختیار سرکار کمپنی اور اہتمام اہالی سرکار موصوف میں رہینگے اور بعد تفویض ملک جایداد کمپنی انگریز بہادر میں جسقدر ملک کہ سرکار میں باقی رہیگا اوسکی بقا بسبیل دوام و استقلال سرکار جناب وزیر الممالک بہادر میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ضمانت سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر میں اور اختیار جناب عالی متعالی اوس بقیہ ملک میں رہیگا جناب عالی متعالی اقرار کرتے ہیں کہ بقیہ ملک اپنی سرکار میں ایسا بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنا و رعایا ایسا بخوبی کیا جاوے باہتمام عملہ و فعلہ اپنے میں مقرر اور جاری کرینگے اور جناب عالی کبھی بقیہ ملک سرکار میں موافق صلاح و مشورہ وہی اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہمیشہ عمل میں لاینگے +

دفعہ ہفتم مکانات و محالات درجۂ اول عن عہدنامہ کے ابتدای ۱۲۰۹ فصلی مطابق ۲۴ ستمبر ۱۸۰۱ع سپرد اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہونگے اور تا مداخلت اہالی سرکار کمپنی محالات مقبوضہ جناب عالی متعالی میں موافق زر اقساط و اخراجات بابت فوج جدید سرکار سے پہونچائینگے اور اہالی سرکار کمپنی موصوف بعد مداخلت کے دعوی زر اقساط اخراجات فوج جدید سرکار جناب عالی سے نکرینگے +

دفعہ ہشتم دستور العمل واسطے اجراے امور تجارت کے بصلاح ہمدیگر جو موجب مفید ممالک دونون سرکارون کے ہے بلا تعرض جاری رہیگا یعنی کشتیان آمد و رفت دریاے گنگ یا اور دریا جو فیمابین سرحد دونون سرکار کے ہون مزاحمت بعلت محصول ہوگی اور مواخذہ محصول کشتیون مرقومہ کی بوجہ لگان سے آنکہ مال کو بارادہ فروخت کشتی سے اوتارین طرفین مین نلیا جائیگا یا مقرر محصول اجناس رفتنی اپنے ملک پر اور آمدنی ملک دوسرے مین اوسیقدر جو زیادہ محصول مروجہ حال کسی سے نہو باختیار و اقتدار دونون سرکار کے ہوگا اور یہ بھی اقرار پایا ہے کہ درخواست معافی محصول اجناس خریدہ بقیہ ملک جناب عالی بابت مصارف افواج کمپنی انگریز بہادر متعینہ ملک مقبوضہ بوجہ معمولات بعد سپردگی ملک عمل مین نہ آئیگی +

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ سابق بتوثیق و استحکام مبانی محبت و اتحاد فیمابین دونون سرکار بحال و برقرار رہینگے اور دفعات اس عہدنامے کی بھی اونکی مبطل نہین ہین بحال و برقرار رہینگے اور مرتسم و منضبط دونون سرکار کے رہینگے +

دفعہ دہم یہ عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دوسری شہر رجب ۱۲۱۶ھ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۰۱ء بلدہ لکھنؤ مین لکھا گیا آنربل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامے کی بزبان انگریزی و فارسی مہر و دستخط اپنی سے حوالہ جناب عالی متعالی کی ہی اور جناب عالی متعالی نے بھی اوسکی ایک نقل فارسی انگریزی مزین اپنی مہر و دستخط سے صاحبان موصوفین کے حوالہ کی اور صاحبان مرقومین اقرار کرتے ہین کہ شرائط اس عہدنامے کے ۳۰ دن کے عرصے مین مزین بدستخط و مہر نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر حاصل کر کے حوالہ جناب عالی متعالی کرینگے اور عہدنامہ مہری اور دستخطی پھیر لینگے اور عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دسوین ماہ نومبر ۱۸۰۱ء مطابق ۲ ماہ رجب ۱۲۱۶ھ ہجری بتوسط آنربل ہنری ولزلی صاحب اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر بموجب اختیار کے جو طرف نواب گورنر جنرل بہادر سے صاحبان موصوف کو دیا گیا نواب وزیر الممالک بہادر سے بلدہ لکھنؤ مین لکھا گیا +

اگرچہ ضرورت تحریر ایسے عہدنامجات کی کتاب مین نہتی کسواسطے کہ ہر دفتر ضلع مین

موجود ہین لیکن بخیال عبرت الناظرین مشاہدہ آغاز و انجام کے واسطے مندرج کتاب کیا

بنای کربلای تال کٹورہ مملوکہ محمد الماس علیخان حسب الحکم جناب عالی

ابتدای جلوس مین کئی برس تک جناب عالی واسطے تفریح طبع کے نشاط باغ مملوکہ راجہ ٹکیت رای مین رونق افروز ہوکر عیش و عشرت فرمایا کرتے تھے اور اہل شہر تعزیہ روز عاشورہ کو بالاب شیشہ پر یا مقام پر اوسیمین دفن کیا کرتے تھے ایکدن وقت صبح سواری باغ انبہ تال کٹورہ سے گذری اوسوقت نسیم سحری کا چلنا طیور خوش آہنگ کا آپسمین چہکنا ہر شاخ درخت پر فصل بہار مین سب کے مطبوع ہوا جناب عالی نے نواب قاسم علیخان سے فرمایا اگر ایسے مقام پر اہل شہر تعزیہ دفن کیا کرین تو بہتر اوس سے ہے یہان صحرائیت زیادہ ہے سبھون نے باتفاق عرض کیا سبحان اللہ حضور نے کیا خوب جگہ تجویز فرمائی ہے واقعی عجب مقام تفریح و دلچسپ ہے پس بموجب ارشاد کے پہلے نواب قاسم علیخان نے ایک چھوٹا حصار گرد جنگلہ چوبی کا بنواکر وسط چبوترہ مین بہت سے تبرکات مشاہد مقدسہ دفن کیے چنانچہ ابتدا مین تعزیہ جہلم بہت خوب کم اوٹھتے تھے اوسکے صحن مین دفن ہوتے تھے اور اکثر نواب قاسم علیخان اپنی مجالس عشری وہین کرتے تھے خود مرثیہ پڑھتے تھے مومنین کو مجلس مین بلاو بھی تقسیم کرتے تھے دیہات قریب شہر کے تعلقداری محمد الماس علیخان مین تھے حسب الحکم جناب عالی پچاس بیگہہ پختہ زمین کا حصار کیا گیا ایک قبہ خاص علیحدہ کیا دالان بہت بڑا دو درجہ شرق سے غرب تک شاید سو گز ہو بنوایا وسط دالان مین تعزیہ منبر واسطے مجلس کے اور پہلو کے درجہ اول عورات کیواسطے دوسرا مردون کیواسطے بنا دیا حاجی سیتا داروغہ عمارت تھے انکو حکم ہوا کہ تم بنواو انھون نے میان سے عرض کی کہ مین بھی تعزیہ دار ہون ایک احاطہ اسمین سے میرے واسطے عنایت ہو چنانچہ دوسرا احاطہ شامل احاطۂ اول کا اونھون نے بنوایا مٹی جو ایک جگہ سے لیکر گرد کی دیوار وغیرہ بنی وہ تالاب ہوگیا اوسکا نام تال کٹورہ رکھا میان حیدر بخش چیلہ میان نے کنار تالاب بڑا امکرہ بنوایا اب نوچندی ہر مہینے کی ہونے لگی ہزارہا آدمی زن و مرد جمع ہونے لگے مجالس ہونے لگین دفن مومنین بھی شروع ہوا حاجی سیتا بھی پہلی مومنین ہمدرد فن کیا کرتی تھی جب زمانہ دوسرا ہوا اونکی اولاد کا وسیلہ رزق ہوگیا پہلے نوچندی کا لے بہار مین پر کنار شہر

تاکہ یہ وہ علی شاہ پر ہوتی تھی مگر وہان بالکل کیفیت میلہ ہوتی تھی یہان کیفیت دین و دنیا دونون ہونے لگی بنای تعزیہ چہلم اس شہر مین نہ تھی عزاداری عشرۂ محرم تا سوم اوسکو بعد کچھ نہین بندہ علیخان رفیق محمد آفرین علیخان تھے تربت اپنے گھر مین چہلم تک رکھتے تھے اوسکے بعد باجفا دفن کر دیتے تھے جس سال جناب عالی مسند نشین ہوے خان مذکور نے میان سے کہا اگر آپ حضور سے اجازت چہلم لے دیجیے تو مین چہلم کو تعزیہ علانیہ اوٹھاؤن جب اونھون نے اجازت دی حکم ہوا چہلم کے تعزیہ اوٹھانیکا دوسرے سال شیخ احسان نے تعزیہ اوٹھایا شہر مین اسکی بڑی دھوم ہوئی اوسکے بعد بتدریج ترقی ہونے لگی پھر حضرت خلد منزل کے عہد دولت سے چہلم عشرے سے زیادہ آج تک ہوتا جاتا ہے کئی برس تک نواب ممتاز الدولہ نے تعزیہ چہلم بڑے تکلف سے اوٹھایا اوسکے بعد ترقی و احتشام تعزیہ کا بخشو کاغذی اور میر محمد زکی مرثیہ خوان پر خاتمہ ہوا

برخاست چھاونی پٹالن انگریزی اوسطرف دریا سے اور منڈیاؤن مین چھاونی ہونا اور بنای شہر جدید گوٹھی

آگے چھاونی پٹالن انگریزی کی پار دریا کے مقابل دولتخانہ تھی جہان فوجدار خان کی املاک عالیشان بنی ہوئی تھی اور وہان پر پل کشتیون کا رہتا تھا ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے پار تشریف لیچلے اتفاقا بریگیڈیر صاحب کا بنگلہ کنارے پل تھا وہ بہت بدمزاج مشہور تھا اکثر راہرو ہوپل سے جاتے تھے اذیت پاتے تھے تلنگہ جو پہرے پر تھا اوسنے سواری کے ڈنکے کو منع کیا کہ صاحب کو درد سر ہے غل نہ مچاو جناب عالی ازراہ مصلحت ساکت و خاموش پھر آکر داخل دولتخانہ ہوے اور ایک پرچہ پیام متضمن شکایت توہین جلوس سواری خلاف منزلت بہت شدومد سے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا اور ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو اسی مضمون خاص سے بھیجا اور چار کمپنی تلنگہ روز جلوس مسند نشینی سے خاص دولتخانے مین کہ جو ان پر متعین ہی کہ آیا یہ میری بھی حفاظت کیواسطے ہین یا فقط کوٹھون پر حسب المرضی جناب عالی جواب آیا صدر سے کہ فی الحقیقت قصور صاحب کپتان افسر کا ہے ہمارے فوج کی قریب رہنے سے اگر حضور کو تکلیف ہوتی ہے دوسرا انتظام چھاونی کو تجویز فرما دیجیے اور پھر وہ جہان

بیٹھے ہین اوٹھ نہین سکتے کوٹھون کی حفاظت کو ہمین ذات خاص کیواسطے نہین ہین جب سے چھاونی قریب قصبہ منڈیائون مقرر ہوے جہان نہر پانی کی نہ تھی سوای ریگ دشت کے بعد اسکے وہ چھاونی سب سے زیادہ آباد ہوگئی بعد اس ہنگامہ فساد کے چھاونی کمپ محمد باغ مین ہوئی جیسا مناسب سمجھے

غرض جناب عالی روز مسند نشینی سے ۵ برس تک دولتخانے مین رہے اور اکثر جب جی گھبراتا تھا انشاد باغ یا سیند باغ مین تشریف لیجایا کرتے تھے کچھ مکان بوضع انگریزی بھی تعمیر فرمائے پھر معرفت راجہ مہرا کوٹھی کلان کنار دریا ملحق بدولتخانہ تعمیر فرمائی دو منزلی بنے اور سرداب بھی بنوایا جسمین سات سو دروازہ لگایا تھا مگر ناتمام رہگئی بسبب قیام فرح بخش وغیرہ کے اور یہ کوٹھی آخر کو ٹھہ اسباب ہوگئی اب کھدکر بک کر خاک مین مل گئی اور جب حالت بیخودی مین ہوتی تھے اکثر موسم گرما مین خاص مکان کی کوٹھے پر شب کو استراحت فرماتے تھے گرد کوٹھی جن رہتی تھی ایک شب خواب مین دیکھا کہ ایک شہید مرد جنکی قبر آج تک زیر درخت املی ہے کہتے ہین کہ ہم تمھین شراب کو منع نہین کرتے اگر تم کسی اور مقام مین پیا کرو بہتر ہو کسواسطے کہ ہمین یہانکی آمد و رفت مین تکلیف ہوتی ہے صبح کو خود جناب عالی نے اپنے مقربون سے بیان فرمایا دوسری شب اوسی حالت بیخودی مین اوسے خواب خیال سمجھکر تھوڑی سی شراب بجاے گلاب اونکی قبر پر بھی چھڑکوائی جب آرام کیا کسینے پلنگ کو گرد پھر زمین سے بلند کرکے اولٹ دیا جناب عالی اوسکے نیچے دب گئے اور چلانے کے پکارنے لگے یا حضرت عباسؓ مجھے بچائیے ترکسوار پہرے پر تھا اور خواص دوڑے پلنگ کو سیدھا کیا جناب عالی نکلے بس اوسکی صبح سرطان پیدا ہوا اوسکی شدت سے نوبت ہلاکت پہونچی یہانتک کہ کئی مرتبہ شہر مین خبر خلاف مشہور ہوگئی جناب عالی اوسی حالت سے تامحجان پر سوار باہر برآمد ہوے کہ باعث تشفی رعایا ہو بیت ؎ در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ؎ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ؎ یہ اسرار خدا ہین عقل کو کیا دخل ہے خلاصہ پہلے علاج ڈاکٹر انگریزی سے بہت خائف تھے پھر ڈاکٹر لاصاحب اپنے ملازم کے شریک مرزا جوزی کو بھی فرمایا ڈاکٹر نے تبدیل آب وہوا کیواسطے نقل مکان کو عرض کیا کوٹھی جنرل مارٹین جو کنار دریا تھی اوسمین رونق افروز ہوے

بارے بفضل خدا سے چند روز مین بہت بڑی کمین نکلی شفای کلی حاصل ہوئی غسل صحت فرمایا اس جہت سے کوٹھی کا نام فرح بخش رکھا جب اوسکا نیلام ہوا پچپن ہزار کو مول لی بعد اسکے دوسری کوٹھی جسے بڑھی کوٹھی کہتے تھے اوسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے رہتے تھے اوسے بھی خریدا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اتنا قرب قیام فدوی سے باعث ترک ادب ہی حضور گورا وزلی صاحب کی کوٹھی مین رونق افروز رہین تو بہتر ہے وہ بھی کنار دریا پہلوی کوٹھی رزیڈنٹی ہے شاہزادی وہان جا کر رہے +

بعد غسل صحت بڑے جلوس سواری سے جناب عالی درگاہ حضرت عباس مین آئے حاضری دستر خوان بڑے تکلف سے ہوا اوسیدن سے منہیات سے اجتناب کلی فرمایا تا حین حیات پھر مرتکب نہوے اور ایک خلوص عقیدت حضرت عباس علیہ السلام سے رکھا دم آخر بھی اونھین سے اعانت چاہتے تھے مگر تقدیر الہی جاری ہو چکی تھی +

خلاصہ اس خصوصیت سے طیاری درگاہ گنبد طلائی وغیرہ سے اور مکان و دروازہ عالیشان اور مکان ضلاع سی سامان درست ہوا جسپے پہرہ سرکار اور ایک داروغہ بھی سرکار سے مقرر ہوا اور صندوق نقرہ وعلمہای طلا و نقرہ مع فرش و شیشہ آلات و منبر نقرہ رکھا گیا نذر نیاز بھی زیادہ ہونے لگی مگر بانی مبانی درگاہ کو یہ سب نذر ملتی رہی مرزا محمد حسن قتیل نے مادہ تاریخ خوب کہا ع این گنبد جدید بنای سعادتست +

جب فرح بخش کوٹھی مین رہنا منظور ہوا نواح اوسکا بہت پسند فرماکے اور کنار دریا ہونا بنای مبارک منزل اور کوٹھی دلارام ہوئی اور آبادی شہر جدید منظور فرمائی مرشدزادون کو زمین وسیع عنایت ہوئی کہ حسب دلخواہ مکان بنالو اور ہر ایک کو تعمیر کا روپیہ بھی عنایت فرمایا مرزا حسن رضا خان کی بھی کوٹھی کنار دریا تھی داخل منہ او سیع ہو گئی پھر کوٹھی دلکشا مقابل کوٹھی جنرل مارٹین بزمین بلند بنوائی اوسکی بڑی طیاری کی اور محمد باغ کو زمین وسیع سے گھیر کر رمنہ بنوایا اوسمین ہرن یا گھڑیان خانہ زاد چھوڑے اور جتنے رسالدار امرا دارمین خاص تھے حکم ہوا تم بھی اپنے حسب دلخواہ مکان بنوا کر رہو اور بارہ دری سر راہ مقابل فرح بخش بنوائی بہت میمون و مبارک ہے جلوس شاہی بھی اوسمین ہوا اور آج تک

دربار عام نواب گورنر جنرل اوسمین ہوتا ہے بوسیدہ ہوگئی تھی سرکار سے پھر اوسکی طیاری
ہوگئی خاص بازار اور سڑک پر آب پاشی دونوں وقت کی مقرر ہوئی مگر نہ اس صورت انتظام سے
آبادی ہوئی جیسا اب حکام عالیشان نے درستی آراستگی اور انتظام سے کی ہے ہر کام مہندس کا
کام ہے علم سے تعلق رکھتا ہے اب سب عمارات عالیشان جو عہد دولت مین لاکھون روپیہ
کی تجویز و پسند خاطر خود موسی باغ سے بی بی پور تک عمارت بنی مگر ایسی کوٹھی وسیع نہ بنی
جسمین پانسو آدمی یکجا بیٹھ سکتے جب نواب گورنر جنرل بہادر کا جاڑا یا پانی ہوتا تھا کثرت
صاحبان عالیشان سے مینہ دوسرا دونوں طرف گچ لگایا جاتا تھا حضرت خلد مکان نے چاہا تھا
کہ بہت بڑی وسعت کا ایک مکان بنے مگر فقط زیر تجویز رہا اب باقیات صالحات عمارات سے
کچھ کچھ باقی ہے باقی سب خاک ہوگیا ۔

ورود شاہزادہ مرزا عالی قدر بہادر بنارس سے

مرزا عالی قدر شاہزادے بیٹے مرزا جوان بخت بہادر کے بنارس سے مع اپنی [illegible]
نواب جہان آبادی جسکا ذکر نواب آصف الدولہ کے احوال مین گذرا بتقریب شادی
صاحبزادی مرزا سلیمان شکوہ تشریف لائے سرکاری ایک کمپنی بھی ساتھ تھی مرزا جام بیگ
صوبہ دار اسی کمپنی مین تھے بہت جوان کشیدہ قامت خوش رو تھے انکی تصویر لندن بھی
گئی تھی جب جناب عالی نے انکا مقابلہ وجاہت اپنے مرزا باقر بیگ خان رسالدار سے کیا
رسالدار کی شان و شوکت سبکی نظر مین زیادہ معلوم ہوئی تھی خلاصہ جناب عالی مع صاحب
رزیڈنٹ استقبال کو گئے شاہزادے کو اور نواب جہان آبادی کو بھی نذر دی [illegible]
مہمان کیا بعد انفراغ بنارس کو پھر گئے اتفاقاً وہ صاحبزادے بعد چند روز کے مر گئے نواب
جہان آبادی نے بھی انتقال کیا بعد کئی برس کے مرزا عالی قدر تنہا پھر لکھنؤ تشریف لائے
مگر نسبت پہلے مرتبہ کے وہ تعظیم و تکریم نہوئی بلکہ بعض امور خلاف بھی ایسے ہوئے آخر بسلامت
پھر گئے کچھ جناب عالی نے زاد سفر پیشکش لیا انکا مذہب تشیع تھا مان کی جہت سے کہ وہ
لکھنؤ کی تھین ۔

محمد اکبر شاہ بادشاہ شاہجہان آباد تک سلیقہ انتظام باقی رہا تھا کہ کوئی شاہزادہ سلاطین سے

قلعہ کے باہر نجا سکتا تھا مگر یہ کہ کسی حیلے سے باخفا کسیکی جہت سے بھاگ کر نکلے چنانچہ مرزا اسکندر شکوہ شاہزادہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے آغا شجاعت علیخان کے ساتھ باخفا دلی سے لکھنؤ آئے باغ بڑاین کے پچھواڑے ایک کوٹھی و باغ کسی انگریز کا تھا اوسمین بکرایہ اوترے گرد جنگل ویرانہ محض فقط سڑک چار باغ تھی جسپر بڑے صاحب ہر روز ہوا کھانے جاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ نے دس روپیہ روز خاصہ کے بہانے سے مقرر کر دیئے مگر آنکے ساتھ دلی سے اکثر صاحب فہم آئے تھے مثل مرزا محمد حسن قتیل شاعر میر اکبر علی وکیل آغا شجاعت علیخان وغیرہ وہ زمانہ رزیڈنٹی کرنل جان بیلی صاحب ہی اور دورہ دورہ مرزا جعفر ہے مرزا قتیل سے مرزا جعفر اور مرزا حاجی اونکے بیٹے سے دوستی بخصوصیت ہے انکی دو وا دوش سے بعد کئی برس کے گورنمنٹ سے ہزار روپے ماہواری مقرر ہوئی مرزا سلیمان شکوہ نے جناب عالی سے اکثر ذکر اپنے بھائیکا کیا جناب عالی نے عرض کی کہ مجھے شرف ملازمت حضور کیا کم ہے مگر جب مرزا عالی قدر کی شادی ہوئی مرزا اسکندر شکوہ بجاے اپنے بھائی کے رونق افروز محفل تھے کسواسطے کہ موافق رسم عرفیہ ہندوستان بیٹی کا باپ رو پوش ہوتا ہے بسبب حجاب کے جب جناب عالی شریک محفل ہوئے شاہزادہ موصوف اس اخلاق و تپاک سے پیش آئے اور راہ و رسم پیدا کئے کہ جناب عالی بہت خوش ہوئے انکے بڑے بھائیکی غفلت کو بھول گئے بلکہ چندروز میں ایسی موافقت بڑھی کہ مرزا سلیمان شکوہ نے بھائی کو بہ تہدید لکھا کہ وزیر الممالک اسے اسطرح تعارفات کرنا باعث توہین ہمارے خاندان کا ہی اونھون نے اوسکا جواب لکھا کہ مرتبہ عزت و توقیر وزیر اعظم گورنر جنرل سے بھی کم ہے اسکا شاہد مدعا رقعات مرزا قتیل ہین جو طبع ہوے ہین غرض ہزار روپیہ جناب عالی نے بھی اپنی سرکار سے مقرر کیے مگر اس دو ہزار روپے ماہواری سے انکا سامان ضروری جیسا چاہیے سلیقے سے مرزا شجاعت علیخان کے سبب درست ہوگیا جناب عالی بھی انکی سلامت روی اور کردار و رفتار سے بہت خوش ہوے مرزا سلیمان شکوہ کو ۶ ہزار روپے ماہواری کا مداخل تھا مگر فضول خرچی صرف اخراجات کارخانجات شاہی عدم توجہی خود سے مہاجنان شہر کے قرضدار ہو جاتے تھے جب تنخواہ ہندی ہوتی تھی جناب عالی سے فریاد کرتے تھے مرزا اسکندر شکوہ نے اسی تپاک سے

اس باغ کوٹھی کو خرید امحاسرا امام بارہ کوٹھی باہتمام مگلوڈ صاحب مہندس ملازم جناب عالی بنوائی اکثر صبح کو جناب عالی بھی دیکھنے کو تشریف لاتے تھے باتفاق صلاح تعمیر کوٹھی ہوتی تھی اور اکثر روپیہ بھی اوسکی تعمیر کو بھیجتے تھے اکثر سفر مین انھین کو تکلیف دیتے تھے بیس ہزار خرچ سفر کو بھیجتے تھے مرزا عباس شکوہ اپنے بیٹے کو دلی سے بلا بھیجا اور جو کچھ سرکار شاہی سے مقرر تھا وہ جاری کروایا تعزیہ داری بڑے تکلف سے امام باڑے مین ہوتی تھی حضرت خلد مکان کے زمانے مین انتقال کیا اپنے امام باڑے مین دفن ہوے گورنمنٹ سے جو ہزار روپے مقرر تھے بعد وضع چہارم ساڑھے سات سو مرزا عباس شکوہ کو ملنے لگے مشاہرہ شاہی کی یہ صورت ہوئی کہ مرزا عباس شکوہ جب تک قلعۂ دلی مین تھے مذہب تشیع تھا اکثر عشرۂ محرم مین اور شاہزادون سے خلاف مذہب کی جہت سے قصہ ہوجاتا تھا لکھنؤ مین بعد انتقال اپنے باپ کے مذہب تسنن اختیار کیا بلکہ تصوف پر میلان ہوا حافظ وارث علی کے داماد کے مرید ہوے لباس فقرا پہنا اتفاقاً عشرۂ محرم مین ۵ تاریخ نواب معتمد الدولہ کی مجلس مین تشریف لیگئے موافق معمول کے مجلس مین تبرا ہوا بہت ناگوار گذرا خفا ہوکر مجلس سے اوٹھکر چلے آئے نواب کو تعجب ہوا کہ باپ ایسا تھا بیٹے ایسے لوگون نے حقیقت حال بیان کی نواب نے باستعجاب تمام بادشاہ سے عرض حال کیا وہ ہزار روپے سرکار شاہی سے موقوف ہوگئے +

حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین مرزا عباس شکوہ کی بی بی نے بسبب ناموافقت کے معرفت مرزا حیدر شکوہ نالش دعوی مہر کیا املاک مستغرق مہر ہوئی ۲۷ یا ۲۰ ہزار روپے کو نواب امین الدولہ نے اوسے مول لیا شاہزادے ٹیپو خان کے مکان مین اوٹھ گئے امین الدولہ نے کئی لاکھ صرف کر کے بازار وغیرہ بنوایا اوسکا نام امین آباد رکھا اونکی عہد وزارت مین بحکومت بھی آبادی نہوسکی اونکے بعد انتقال جبسے عملداری سرکار ہوئی مثل چوک شہر زیادہ آباد اور محاصل کرایہ دوکان بہت بڑھگیا ہے اونکی اولاد کو ملتا ہے قرب چھاونی اور صاحبان عالیشان کی کوٹھیون کے بننے سے باعث آبادی ہوا ہے +

پھر جناب عالی کے عہد دولت مین ایک دفعہ مرزا جمعہ شاہزادی جنکا احوال مرزا وزیر علی کے احوال مین گذرا فرخ آباد سے تشریف لائے باولی کے مکان مین چند روز تک مہمان رہکر پھر چلے گئے +

مرزا مظفر بخت شاہزادی بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے ایک دفعہ اپنی اولوالعزمی و طمع دنیا سمجھکر لکھنؤ سے باہر نکلے لکھنؤ کے جو لوگ پریشان حال و معطل تھے ساتھ ہوئے قاصفی اختر تخلص نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ رجواڑے تک گئے کچھ حاصل ہوا نہ اوسقدر جتنا خیال و پاس اجاؤن کو شاہزادون کے نام کا تھا جب ناکام لکھنؤ پھر آئے سلطان بیگم منجملہ بی بی ہای جنرل مارٹن سے نکاح کیا اونھین کی پنشن مین بسر اوقات رہی بعد لوری بی بی کے مرنے کے اونھین کے مکان مین رہتے تھے +

ورود مرزا جہانگیر شاہزادہ دہلی

محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی مرزا جہانگیر شاہزادہ کو بہت چاہتے تھے کہ محبت پدری سے حالت تعشق تھی اس جہت سے جو اونسے حرکت خلاف منزلت شاہی یا صحبت بد کی جہت سے سرزد ہوتی تھی اوسے ازراہ محبت عفو فرماکر درودلی سے سمجھاتی رہتی تھے جب تاثیر صحبت غیر جنس سے اونکی حرکات ناشایستہ بڑھے سیٹن صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی مین ہر صبح حاضر ہوتے تھے اونکی نسبت بھی حرفہای خلاف و نامعقول کہنے لگے اونکو دیکھکے ملازم لوہی کہا کرتے تھے آخر تنگ ہوکر صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہزادے سے حرکات خلاف منزلت شاہی سرزد ہوتے ہین مبادا انسے کوئی ایسا امر خلاف ہو جسکی اصلاح بہت دشوار و موجب توہین ہو لہذا اگر صاحب عالم بہادر چندے بطریق تفریح مثل حضرت جد اعلی عملداری مملکت شرقیہ مین رہین غالب ہے کہ اصلاح حال ہوجای بادشاہ نے بھراہ انھین سمجھایا اونکی مفارقت بہت شاق تھی چندے تامل فرمایا مگر لاٹ لاٹ بیٹا کب سنتا ہے خلاصہ انھین الفاظ رکیک یعنی لوہ سنتے سنتے ایکدن شاہزادہ بہادر نقارخانے پر کھڑے تھے تمنچہ ہاتھ مین تھا مار بیٹھے صاحب بار سے باہر نکلے تھے گولی کنارہ ٹوپی سے ہوکر نکل گئی اوسوقت صاحب بین کھڑے ہوگئے توپ منگوا کر

سر دروازہ نقار خانہ سے دیوان عام تک توپ مارتے چلے گئے بادشاہ نے سب ملازمین کو حکم قطعی فرمایا کہ ہر شخص اپنے مقام پر مثل تصویر کھڑا رہجاے جبتک جسے صاحب آتے ہین آنے دو صاحب عالم بہادر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے بادشاہ کے پاس جاکر چھپے صاحب رزیڈنٹ تنہا کشتی پر سوار ہو حاضر حضور شاہی ہوے عرض کی آپ حضرت صاحب عالم کو ہمارے سپرد فرمائین بادشاہ نے شاہزادے کا ہاتھ انکے ہاتھ مین دے کر فرمایا انھین تعلیم و تربیت کیواسطے تمھارے سپرد کرتا ہون صاحب اونھین اپنے ساتھ قلعہ کے باہر لیکر چلے آئے +

اوسدن شاہزادہ باہر شہر کے رہا دو چار دن مین سامان ضروری شاہانہ درست کر کے روانہ عملداری سرکار ہوے ہزار آدمی کی جمعیت لشکر اور سامان ہاتھی گھوڑا وغیرہ سب درست ہو گیا ناگاہ خیال مین آیا کہ پہلے لکھنؤ مین وزیر اعظم کے پاس چلیے اور وہانکا عیش و نشاط دیکھیے جو مشہور آفاق ہے اہل صحبت جو اس طریق کے جمع ہو گئے تھے وہ بھی غنیمت سمجھے کسواسطے کہ لکھنؤ پر سب ہر کھائے ہوے تھے بادشاہ نے وقت روانگی کہلا بھیجا تھا کہ اگر لکھنؤ جانے کا اتفاق ہو تو وزیر اعظم کا بہت پاس خاطر رکھنا کسواسطے کہ ہمیشہ سے قرب منزلت اونکی اس سلطنت مین رہی ہے +

غرض جناب عالی نے خبر آمد آمد شاہزادہ داخلہ لکھنؤ کی سنی بہت خوش ہوئے اور عزت و تفاخر سمجھکر مع صاحب رزیڈنٹ کرنل جان بیلی صاحب مرزا سلیمان شکوہ مرزا سکندر شکوہ شاہزادے بڑی دھوم دھام سے ناکہ شہر تک استقبال کو گئے اور شہر مین چوک کی بڑی طیاری کی کوچہ و بازار و بام تماشائیون سے بھر گیا جناب عالی نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی عرض کی آج حضور کی بدولت منصب آبائی قدیم خواصی نشینی بعد ایک مدت العمر کے پھر حاصل ہو گئی شاہزادے نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو جانب چپ بٹھا لیا برج سعادت مین قران السعدین ظاہر ہوا منظر خاص و عام مین بھی جلوہ افروزی ہوئی شہر مین ایثار زر کرتے ہوے داخل فرح بخش ہوے شلک سلامی توپ ہوئی لباس شاہزادہ انگریزی سر پر لینی کالی ٹوپی ترکمانی ولایتی زیب کمر بڑا پیچوان حقہ فیلبان ہاتھی کے ہاتھ پر رکھے اوسکا پیچ شاہزادے کے

ہاتھ مین ہر طرف ہجوم عام کو دیکھتے ہوئے بعد چای پانی کے کشتیان نذر کی دین چار گھوڑی
کی گاڑی اوسی پر سوار ہو کر رسینڈ باغ مین داخل ہوئے دو سو روپئے کا خاصۂ طعام معین ہوا
شیخ امام بخش وکیل الماس علیخان مرد محسن صاحب لیاقت مہتمم بجا آوری خدمت مقرر ہوئے +
دوسرے دن جناب عالی مع صاحب رزیڈنٹ اور شہزادے و امرا کے حاضر ہوئے بعد
چای پانی کے سب کی نذرین بمراتب گذرین جب وقت خلعت آیا شیخ امام بخش نے از راہ طعن
مرزا جعفر سے کہا وزیر اعظم کو خلعت معمولی وزارت ہوگا صاحب رزیڈنٹ کے واسطے
آپ نے کونسا خلعت تجویز کیا ہے یہ سنکر لاجواب ہوئے جناب عالی کو پارچہ خلعت ہونے لگا
ہر پارچہ پر جناب عالی آداب گاہ پر جاکر آداب بجالاتے تھے نذر دیتے تھے افسوس ہی
اوسدن تک خاندان طیموریہ کا یہ مرتبہ تھا ظاہر حال سب آداب شاہی باقی رہا تھا
صاحب رزیڈنٹ کا بھی خطاب اوسی سلطنت سے ملتا تھا عماد الدولہ افضل الملک
میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھی خطاب زمان
لارڈ ماییرا سے سب موقوف ہوگیا غرض جب نوبت خلعت صاحب رزیڈنٹ پہونچی فقط
دوشالہ و رومال کا حکم ہوا جناب عالی نے عرض کیا پانچ پارچہ عنایت فرمائیے صاحب نے
نادانستگی سے چاہا کہ مثل وزیر اعظم مین بھی ہر پارچہ خلعت پر نذر دیکر آداب گاہ پر
آداب بجالاؤن خواص شاہی نے کہا کہ یہ مختص رتبہ وزیر اعظم کا ہے تمہارا یہ مرتبہ
نہین ہے یہ سنتے ہی کیسا انفعال صاحب کو ہوا اور اپنے آج کے آنے پر
بہت شرمندہ ہوئے +

غرض جناب عالی ہر روز ہر قسم کے ہدایا و تحایف بطیب خاطر بھیجتے تھے اور ہمہ تن
مصروف تھے اور بدل منظور تھا کہ انکی ایسی خدمت سب طرح سے کیجیے کہ باعث خوشی دلی
بادشاہ ہو بلکہ رفع کدورتہای ماضیہ ہو اور بادشاہ کے بھی متواتر رقعے شاہزادے کو
آتے تھے کہ خبردار کوئی امر خلاف وزیر نکرنا شاہزادۂ عالم یہ کب ایسی بات سنتے تھے
اشرف علیخان ایک شخص ستار خوب بجاتا تھا اوسے اپنا وزیر اعظم کیا تھا اوسے
جناب عالی کی خبر کو بھیجتے تھے جناب عالی انکی آمد سنکر ٹہلتے تھے یہ سلام علیک ہمسری کہتے تھے

بہت ناگوار ہوتا تھا شاہزادے ہر صبح کو گھوڑی پر سوار گلی کوچون مین بے تحاشا
دوڑاتے جاتے تھے اکثر عورتین مرد کچل جاتے تھے نخاس مین پہونچکر ایکدن گھوڑا
پھیرنے لگے دستر خوان پر عجب صحبت ہوتی تھی ایکدن شیخ امام بخش نے انتظام کرکے
عرض کیا بہت خوش ہوے ارباب نشاط حاضر رہتے تھے غرض ہر شب عید و صبح نوروز
تھی جناب عالی کو پرچہ اخبار جب ایسے گذرتے تھے افسوس کہکر رہ جاتے تھے قصہ مختصر
شاہزادہ عالم ایک کسبی مسماۃ داڑمی جو ناچ مین بہت نامور تھی اوسپر عاشق ہوے اور اوسکو
داخل محل کیا اپنے عم نامدار مرزا جوان بخت کا ورثہ پایا جب یہ صورت ہوئی جناب عالی نے
بڑے صاحب سے کہلا بھیجا کہ اطوار شاہزادے کے شاہجہان آباد سے بھی یہان زیادہ
ہوتے ہین ہم پاس آداب شاہی سے مجبور ہین ایسا نہو انکی کسی حرکت سے عبث عبث باعث
ندامت و حجاب بادشاہ سے ہو مناسب ہے کہ اب صاحب عالم بہادر مملکت سرکار مین سیر و
سیاحت کرین تو بہتر ہے صاحب رزیڈنٹ پیشتر سے خار کھائے ہوئے تھے حکم قطعی کہلا
بھیجا اوسیدن پردہ شب مین سوار ہوکر الہ آباد چلے گئے سلطان خسرو کے باغ مین مقیم
ہوے یہان کوئی خبر بھی نہوا بلکہ سبکو غنیمت ہوا عافیت سبکی تنگ ہوگئی تھی پانچہزار روپیہ
ماہواری گورنمنٹ سے خرچ کو ملتی تھی ازبسکہ بادشاہ اور نواب ممتاز محل اونکی محبت پدری
و مادری حد سے زیادہ تھی برضامندی صاحب رزیڈنٹ پھر دلی تشریف لیگئے بعد قیام
چندروز کے اوس سے زیادہ حرکات خلاف شروع ہوے آخر مان باپ نے لاچار ہوکر پھر
صاحب رزیڈنٹ سے کہا کہ انکے حرکات جنون اوس سے زیادہ بڑھتے جاتے ہین ہماری واسطے
موجب توہین ہوچکا ہے یہ کچھ متنبہ نہوے مبادا پھر کوئی ایسی حرکت کرینگے لہذا مناسب
حال انکا رہنا تمہاری عملداری مین بہتر ہے بڑے صاحب نے عرض کی کہ سیمٹن صاحب کے
اختیار سے صاحب کی مراجعت دلی کو ہوئی مگر اب اگر ہمارے حکم و تجویز سے جائینگے
مراجعت نہو سکیگی اس جہت سے پھر الہ آباد آئے دائم الخمر رہتے تھے آخر اسی بیخودی مین
ایکدن ہنستے ہنستے دنیا سے سفر کرگئے جنازہ روانہ دلی ہوا جب داخل شہر ہوا جلوس شاہی
ساتھ ہوا ملازمین شاہی اور تمام مردم شہر وضیع و شریف ساتھ تھے شہنا نوازون نے

یہ شعر اپنے مضامین مین شروع کیا سر و سمینا تو تنہا میروی سخت بیمہری کہ بی ما میروی اسپر بیخودی سب و قت تھے کہ حسب حال تھا تین دن تک یا ن باپ نے کھانا نہ کھایا حجرہ خلوت سے باہر نہ نکلے آخر بڑی صاحب نے آکر بہت سمجھایا اور کلمات صبر عرض کیے بدستور پھر دربار ہونے لگا۔

لشکر دھو ہر جانا جناب عالی کا کرنل بیلی صاحب کا ینچہ شیر سے بچنا سفر کا موقوف ہونا

نواب آصف الدولہ بہادر ہر سال دو سفر شکار کیواسطے کیا کرتے تھے اور بہرائچ کے میلے مین بھی اکثر اتفاق ہوتا تھا فی الحقیقت عجب سیر و تماشے کا سفر ہوتا تھا ہر مقام منزل پر معلوم ہوتا تھا کہ ثانی لکھنو شہر پیدا ہوا ہی اور ہر شخص ایک سفر سے دوسرے کا دن گنا کرتا تھا ہزارہا مزدور اسی سفر پر قرض لیتے تھے دوکاندار اہل پیشہ اپنی فلاح سمجھتے تھے چنانچہ جب سفر بٹول کیا تو سے کہار بوجہ سواری کو ہاتھوں ہاتھ لیگیا وہان کے راجہ نے استقبال کیا تحائف کو ہی گذرانے ادسے خلعت دیا فی کوٹ مین ایک بارہ دری بنوائی وہ اب تک یادگار ہی جہان جناب عالیہ و مرزا ابرہیم قدر بعد فسا د ہنگامہ باجازت راجہ مقیم ہوے اس سفر مین بھی صرف لکھاروپیہ کا ہوتا تھا اسیصورت سے جناب عالی بھی ایکدفعہ موسم بہار مین شکار کو تشریف فرما ہوتے تھے ازبسکہ بندوق لگانے مین قادر انداز تھے زیادہ شکار کا لطف اوٹھاتا تھا اور انتظام لشکر بھی بہت خوب ہوتا تھا ہزارہا شہر کے خوش باش و بیفکرے بھی کسی حیلہ سے ہمراہ لشکر ہوتے تھے کچھ رات رہے سوار ہوتے تھے کئی سو فانوس کی روشنی جلو سواری مین لشکر مین جابجا اذان صبح کا ہونا وہ کم کم تارون کی روشنی آسمان پر جھونکے نسیم سحر کے چلنا دوسری طرف سے گشت شہنا نوازونکا غنا ہی سحرگاہی سے جانوران صحرائی کا چہچہہ خوش الحانی سے کرنا باعث ولولہ ہر شخص ہوتا تھا خوانچہ والی فواکہات ہر قسم کی لیے ہوے پکارتے پھرتے تھے فی الحقیقت عجب لطف ہوتا تھا اور اس سفر سے زیادہ تر فایدہ سرکار یہ تھا کہ اکثر مظلوم رعایا جو عمال کے ظلم سے نالان و شاکی ہوتے تھے اپنی داد کو پہونچتی تھی تعلقدار بھی سر حساب رہتے تھے اور ملک کی آبادی و غیر آبادی اور زمین کا دکشت رہنی کا سبب معلوم ہوجاتا تھا میاں بہشتی شاعر نے قصیدہ فارسی اسی سفر کا لکھا ہے مشتاقین نے دیکھا ہی

خلاصہ جسدن مضرب خیام مقام دہریرہ مین تھے صبح کو شیر صحرائی اسیر حلقہ کمند ہاتھیو ہو گیا گنتی سو کا حلقہ ہوتا تھا شیر گھبرا کے مقابل ہاتھی بڑی صاحب کے نکلا جست کر کے ہاتھی کی سونڈھ سے لپٹا فیلبان نے جسارت سے گجباگی ماری ہاتھی نے ٹھوکر کھائی اسکے جھونک سے صاحب انگریزی حوضے سے شیر کے سامنے گر پڑے چاہتا تھا دبا بیٹھے دفعۃً جناب عالی نے اس سبکی سے گولی ماری کہ شیر گر پڑا صاحب اوٹھہ کھڑے ہوے ہر طرف سے غلغلۂ واہ واہ بلند ہوا صاحب مع صاحبان عالیشان شکر گزار ہوے کہ حضور نے اسوقت پنجۂ اجل سے صاحب کو بچایا آخر شیر سے صاحب کی پتلون مین تھوڑا خراش ہو گیا تھا پالکی جس مین سوار ہو کے اپنے خیمے مین آئے سمجھے ع رسیدہ بود بلائی ولے بخیر گذشت + آج مفت مین اپنا شکار ہو گیا تھا اور اسمین جناب عالی بڑی ملزم رہتے یہ احوال سفر کی رپٹ گئی معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ پھر سوای سفر آخرت کے سفر شکار نصیب نہوا +
ایک سبب اور بھی مشہور ہے کہ ایکدن جناب عالی نے آٹھہ شیر مارے نوین کی تلاش مین تھے دوپہر ہو گئی دھوپ اور گرمی کی شدت سے جناب عالی پھر آئے اتفاقاً گوبند جی بلی صاحب سے خبر کی اونھون نے بے اطلاع جناب عالی شاید انکے خیمے کے قریب نکلا تھا کسواسطے کہ صاحب کا خیمہ مع پلٹن لشکر سے تھوڑے فاصلے پر ہوتا تھا یا اور کوئی سبب ہو شیر کو مار لیا وگرنہ نو شیر وان سنگ نام سے مشہور ہوتے پتر اسی گھاٹ پر خیمہ تھا پھر آئے شکار کو نگئی واللہ اعلم

ملنون خاطر جناب عالی درباب استحکام ریاست

ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ عقلمند کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا آگے اسباب ظاہری یا امور تقدیر سے بگڑ جاے اوسکا قصور تدبیر نہین جناب عالی سب کے نزدیک صاحب عقل و دانش تھے انکا فعل حکمت سے خالی نہ تھا اگرچہ باجود اختیار ریاست رکھتے مجبور تھے صلاح و صوابدید دوسری بھی تھی چنانچہ جب بنارس سے تشریف لائے مسند نشین ہوئے پانچ یا چھہ لاکھہ روپیہ خزانے مین بذات خود لاے تھے فقط اپنے حسن سلیقہ و انتظام خرچ سے جمع کیا تھا یہان خزانے مین نواب آصف الدولہ و مرزا وزیر علیخان کی فضول خرچی سے اٹھ گیا تھا بس اتنی مدت وزارت مین بعد صرف اخراجات معینہ دس یا بارہ کروڑ روپیہ خزانے مین

جمع کیا تھا کسواسطے کہ نو لاکھہ فی سال کا خرچ تھا ملک سے ایک کرور چودہ یا پندرہ لاکھہ سے زیادہ
وصول نہین ہوا فی الحقیقۃ اپنی خوش سلیقگی سے آتنا روپیہ جمع کیا تھا اسپر بھی تعمیر مکانات
شہر جدید اور ملازمین اور مرشدزادون کو جو تعمیر مکان کو عنایت فرمائے لاکھون خرچ ہوے کچھہ
عقل سے باہر حساب خرچ ہے یا برکت خداداد کہیے اوس عہد دولت مین ملازم جدید کیواسطے
کوئی جاےداد فوقی تجویز نہین ہوتی تھی اگر ضبطی مال راجہ مہرا و نواب شمس الدولہ بہادر و نصیر الدولہ بہادر
و میان الماس وغیرہ کی امانت نہ ہتی تو شاید کچھہ زیادہ جمع ہوتا چنانچہ نواب غازی الدین حیدر نے
بعد مسندنشینی اسکا دعوی دونون بھائیون سے چاہا مگر نواب گورنر جنرل بہادر کی صلاح اور
اپنی سیرچشمی سے باز رہے اوسی کرور روپیہ کے نقد و جنس سے نواب شمس الدولہ نے بنارس و
کلکتہ مین مکانکو صرف کیا ہر صاحبزادی کو چھہ لاکھہ کے نوٹ خرید کر دیے جس سے آج تک اونکی اولاد
بنارس اور بعد اوسکے بسر اوقات کر رہی ہے اور اخراجات جناب عالی و تنخواہ سب مرشدزادونکی
... عالیشان جو مصاحب تھے ہزارون روپیہ تھے اور جو صاحب کمال یا
اہل سپاہ وغیرہ نوکر رہے یا کوئی صاحب لیاقت یا عالی خاندان تباہ و پریشان ہوکر آیا اور
چندے وزیر سلامت لیا یا روزی برچۂ اخبار یا کسی کے وسیلے سے بعد دریافت حقیقت حال اوسکی
پرورش ہوجاتی تھی شہر سے ناکام نہین جاتا تھا سواے نواب خاص محل کے کوئی دوسری محل ممتاز
نہ تھا جسکا خرچ بڑھا گیا ہو جسطرح آخر سلطنت مین حال ہوا اور غرض جناب عالی کی اس روپیہ سے
یہ نہ تھی کہ مین نوٹ گورنمنٹ مول لیکر سود لیا کرونگا یا کیسکا وثیقہ مقرر بواسطہ گورنمنٹ کرونگا
اور نہ اس سے لشکرکشی کا ارادہ تھا خلاصہ ثقات یا جو محرم راز تھے کہتے تھے کہ مجموع ممالک مفوضہ
و مقبوضہ و مفتوحہ جو متعلق تعہد سرکار کمپنی ہے اسکا تعہد سی سالہ سرکار شاہی سے لے لونگا اور
اقساط پیشگی داخل سرکار کرونگا اور فوج انگریزی اور صاحبان نظامت بدستور بحال رہینگے اور
اہد عہد پیشوردہ اپنے اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ہوا کریگا اور ایک سفیر صاحب لیاقت
مشل صاحب رزیڈنٹ حاضر حضور نواب گورنر جنرل بہادر رہیگا اس مشورہ خاص سے فقط
جنرل میکلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ مصاحبان ہمراز واقف تھے یا بعض اہلکاران معتمدین
سرکار اور اب ایسا احوال بسکے نزدیک زٹل یا مضمون خیالی ہے الغرض سہ اولٹی ہوگئین سب

تدبیرین کچھہ نہ دوا نے کام کیا ۔ بلکہ رہا سہا سب کام تمام کیا ۔

ضبط اوقات جناب عالی

جناب عالی قبل از طلوع آفتاب محلسرا سے برآمد ہوتے تھے از بسکہ شہسوار یکتا تھے
گھوڑے سے تعشق تھا وطن عرب اور جنگل کے تال میل سے گھر کے خانہ زاد گھوڑے گھوڑیان
ایسی پیدا کین کہ اس صورت و سیرت و غربت کے مقام اصل مین بھی کسی نے نہ دیکھی ہونگی
اوسوقت لباس انگریزی زیب کمر واتنی ڈاب چرم سے ٹوپی مغلی سیاہ مخملی پہلے سلام
مرشدزادون داماد یا امرای خاص کا ہوتا تھا مگر نواب شمس الدولہ و نصیر الدولہ بہادر اہلکار تھے
سلام کر کے اپنے گھر کا دربار کرتے تھے اکثر ہوا خوری تا دلکشا یا پار دریا یا موسی باغ تک بعد
دو ساعت کے مراجعت فرما کے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے جلوس سواری مع ڈنکہ سب کے آگے
ہوتا تھا اور سب بھی اپنے اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور جب گھوڑے پر ہوتے تھے
فقط دو خاص بردار یا دو چوبدار دہنے بائین تھوڑے فاصلے پر ہوتے تھے یا مرزا اکبر بیگ
یا محمد غلامی خانہ زادان حضوری پر سوار لباس انگریزی سے آگے ہوتے تھے یا چند گنتی کے لوگ
یا بانہ وار وغیرہ کچھہ فاصلے سے پیش و پہلو مین مصاحبان خاص صاحب ہوتے تھے راہ مین
اکثر مسافر یا داد خواہ عرضی استغاثہ دیتے تھے ایکدفعہ ایک سپاہی نے عرضی روزگار کی
دی تھی اتفاقاً اوسنے تلوار اپنی کمر کے پٹکے مین رکھہ لی تھی جب سلام کو جھکا تلوار میان سے
نکل پڑی پکڑا گیا بیقصوری اوسکی ثابت ہوئی چھوڑ دیا جب سے بیس سوار و بیس چپراسی
اہتمام سواری کو انتظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد ہوے اشرف الدولہ رمضان علیخان
مرزا اشرف علی بھی ہوتے تھے اکثر مسل نگاہداشت سواران جدید کی در دولت پر پہونچکر
ملاحظہ فرماتے تھے یا نواب شمس الدولہ بہادر جنرل بھی کبھی نواب نصیر الدولہ بہادر بھی حسب الحکم
تعمیل کرتے تھے ہر روز چوکی مین ڈھائی سو آدمی ہر فرقے کا حاضر رہتا تھا از انجملہ دو سو کئی
سوار بھی ہوتے تھے بس دربار سواری صبح ہو چکا امرا یا معززین در دولت سے رخصت ہوتے تھے
نو بجے چاء و پانی ہوتا تھا کرسی نشین امرای مقربان خاص مثل صمصام الدولہ مرزا اچھو اور
مرزا محمد تقی خان شاعر ہندی بے مثل بیٹے نواب مرزا علیخان کے پہلو مین بار و برو

صاحبان مقرب خاص اول مکلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ پس کرسی خاص میر انشاء اللہ خان
طوطی ہزار داستان ہندوستان میر ابو القاسم خان بیٹے میر مدن سپہ سالار فوج کے نواب
سراج الدولہ بنگالہ مجرئی معززین خواجہ سرا وغیرہ اوسوقت باریاب سلام ہوتے تھے سامنے
عرض بیگی کھڑا رہکر سبکو بدفعات سلام کراتا تھا باہر برآمدے مین باند انگریزی بجتا تھا جناب عالی
جس سے مخاطب ہوے گفتگوے عاقلانہ باوقار ہوتی تھی ہر شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ کی
صحبت چاے پانی ہوتی تھی جتنے صاحب چھاونی کے ساتھ آتے تھے پالکی پر سوار زیر کوٹھی
اوترتے تھے ہر ایک کا حقہ پیچوان بھی ہوتا تھا حقہ کی آواز سے کمرہ گونج جاتا تھا بعد چاے پانی
خلوت خاص ایک کمرے مین ہوتی تھی وہان کوئی نہین ہوتا تھا سوا جناب عالی اور بڑے صاحب
کے بالمشافہہ طرفین سے جو گفتگو ہو سہ شنبہ کو جناب عالی کا چاے پانی بڑے صاحب کی کوٹھی
یا خیمے مین ہوتا تھا کسواسطے کہ دوسری کوٹھی ضیافت کی حضرت خلد مکان کی عہد دولت مین
بنی اور بڑا پھاٹک بیلی گارد کا بنا اور راہ آمدورفت جو مابین کوٹھی رزیڈنٹی بند ہوگئی تھی
بعد دس بجے کے برخاست چاے پانی ہوتا تھا ؎

تیسرا دربار وقت خاصہ مقربان یا اردلی خاص اور کبھی نواب جلال الدولہ مہدی علیخان
یا رکن الدولہ نواب محمد حسن خان صغیر السن تھے شریک خاصہ ہوتے تھے بعد گیارہ بجے کے
برخاست ہوکر محلسرا مین تشریف لیجاکے کنج پر استراحت فرماکر حقہ میل فرماتے تھے ؎

چوتھا دربار ۱۲ بجے وقت ملاحظہ کاغذ ہوتا تھا نواب نصیر الدولہ بہادر لفافہ کاغذ بند
میز پر رکھکر چلے آتے تھے نواب شمس الدولہ بہادر لفافہ رکھکر علیحدہ کمرے مین تا اختتام
ملاحظہ کاغذ حاضر رہتے تھے نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان راجہ دیاکرشن راے رتن چند
صاحب اخبار راے صاحب ام اخبار نویس خفیہ منشی رونق علیخان منشی دانش علیخان اور
معززین منشی اپنا اپنا لفافہ میز پر رکھکر ہر ایک اپنے مقام پر علیحدہ بیٹھتے تھے جسے بضرورت
تحقیق طلب فرمایا حاضر ہوا جناب عالی نے جب لفافے کو ملاحظہ فرمایا دستخط کرکے میز پر یا
پہلوے میز مین پھینک دیا سامنے کہار ناخواندہ حاضر رہتے تھے جس کاغذ کو طشت آب مین
ڈال دیا کہار نے خوب ملکر کنارے رکھا اتفاقاً ایک شخص اسی کاغذ کیوقت نوکر ہوا عرض کیا

مین ناخواندہ ہوان جناب عالی نے ایک فرد کاغذ پڑھکر پھینک دی اوس سے کہا اوٹھا لا
اوسنے فرد کو دیکھکر پیشانی سیدھی فرد دی وقصور مند ہوا نوکری سے موقوف ہوا غرض پہر بھر
کامل سب کاغذات کو بلاحظہ فرماکر بے اعانت دوسرے کے دستخط فرماتے تھے جب بر خاست
ہوتی تھی چار مقصدی حاضر ہوکر سب کاغذ جمع کرکے جسکے نام دستخط ہوتے تھے جدا کرکے
ہر دفتر مین اوسیوقت بھجوا دیتے تھے اور اوسی دن دفتر اجرا سے سب احکام جاری ہوتی تھی
اسی ملاحظہ کاغذ کی کثرت سے فتور بصارت ہوگیا تھا اور جاڑے کے موسم مین دن چھوٹا
ہوتا ہی جو کاغذ رہجاتا تھا رات کو ملاحظہ ہوتا تھا اور پرچہ اخبار بلا قید گذرتا تھا مہر خاص کیوقت
ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان حاضر ہوکر سامنے حضور کے مہر کرتے تھے پھر صندوقچہ مہر لیجاتے تھے
پرچہ پیام یا محبت نامہ بڑے صاحب کا پہلے مرزا جعفر حضور مین لایا کرتے تھے جب ایک دن
جناب عالی نے ازراہ عتاب فرمایا کہ کرنل جان میرے سامنے بات نہین کر سکتا یہ جو کہتے ہو تم
پھر منشی میر حیدر بجاے منشی علی نقی خان کے اون دنون جوان خوشرو تھے بصلاح مرزا جعفر
جایا کرتے تھے جواب تحریرات کا اوسی دن جاتا تھا ادھر سے مولوی صدرالدین واسطہ رسالت
ہوتے تھے یہان سے جواب بعد خوب تنقیح و تحقیق و مشورہ جایا کرتا تھا +

وقت شام جناب عالی بسواری گاڑی دو اسپہ کو جوان آپ اپنے ہاتھ مین لیے چلتے تھے
سواری تھی کہ سواران رسالہ راجہ بختاور سنگہ اردلی خاص یا کبھی تامجان پر سوار ہوکر تشریف فرما
ہوتے تھے کبھی کسی گنج کیطرف جاکر نرخ غلہ خود پوچھتے تھے بخیال پرورش رعایا بقال نرخ
ڈرتے رہتے تھے سال بھر مین دو ضیافتین صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین ہوتی تھین
سرکار کیطرف سے ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری بڑے دن کو اسمین ساٹھ ستر ہزار
روپیہ صرف ہوتا تھا اور کشتیان علی قدر حال مرشدزادون داماد کو ملتی تھین امرا کو
ہار گوشے کے اور عطر لارڈ مائرا صاحب کے حکم سے یہ سب موقوف ہوا فقط آتشبازی
روشنی سرکار شاہی سے ہوا کرتی تھی +

انتظام ممالک محروسہ جناب عالی

اکثر علاقجات سرکار سے عمال کو امانی دیے جاتے تھے کسیکو علاقہ چار یا پانچ لاکھ سے

زیادہ کا نہوتا تھا اسوجہ سے کہ صاحب قوت نہو جائین اور تھوڑے علاقہ کا بندوبست ہندوستانیون سے ہو سکتا ہے اور زیادہ علاقہ دینے سے احتمال روپیہ کے رہ جانے کا ہوتا ہی سوای نظامت نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کہ وہ سب طرحسی سرکار کی معتمد تھے اور اپنے محاصل ملک کو چھپاتے نہ تھے اسی جہت سے خیر خواہی اور اعتماد اونکا ثابت ہوا تھا اور اہکی سوا ملک کے امانی ہونے سے موجب خوشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بھی تھا اور بندوبست بھی تھوڑے علاقہ کا بخوبی ہو سکتا ہے خلاصہ بہت کم علاقہ اجارہ دیا جاتا تھا بہت شرط و مشروط پر کہ کسیطرحسے روپیہ سرکار کا علاقہ مین رہ نجاے اور باعث بربادی نہو بلکہ عمال سے اقرار نامہ لیا جاتا تھا کہ جس حیثیت آبادی سے علاقہ دیا گیا ہے اگر بروقت چھوڑنے کے کچھہ فرق ہوگا قید شدید ہو گی اور جرمانہ سنگین لیا جائیگا چنانچہ اکثر عمال مستاجر قید مین مر گئے اونکا گھر ضبط ہوا +

فوج کی یہ صورت تھی کہ جس علاقہ مین بقدر ضرورت اور معمول قدیم متعین رہتی تھی عامل کو برطرفی و بحالی کا اختیار نہ تھا اور بروقت ضرورت جب کوئی تعلقدار ازراہ سرکشی لڑتا تھا اور فوج کمک کو جاتی تھی اور فوج انگریزی بھی حسب قانون شریک لڑائی ہوتی تھی اور عمال بغیر حکم سرکار کسی تعلقدار سے نہین لڑ سکتے تھے کسواسطے کہ وہ مختار سب امور کے نہ تھے سرکار بیدار مغز تھی جب کسی تعلقدار اور عامل سے معاملہ فیصلہ سال تمام مین کچھہ تکرار ہوتی تھی اور تعلقدار فیصلہ مجوزہ عامل قبول نہین کرتا تھا عامل پہلے سرکار مین عرض حال کرتا تھا سرکار سے حکمنامہ جہت دریافت عدم قبول معاملہ مشخصہ جاری ہوتا تھا اگر تعلقدار نے ازراہ رعیت گری معاملہ مجوزہ عامل جو مقبول سرکار ہو چکا تھا قبول کیا بہتر وگرنہ درصورت سرتابی استیصال کیا جاتا تھا اور اگر عامل ازراہ نفسانیت ارادہ جبر صریح نسبت تعلقدار کے کرتا تھا بعد تنقیح ان سب امور کے عامل کو سرکار سے صاف ممانعت ہوتی تھی کہ ہرگز زیادہ طلبی نکرو بلکہ سرکار سے خود بموجب جمع سنواتی فیصلہ تجویز ہو جاتا تھا کہ عامل اور تعلقدار کو کوئی عذر باقی نرہے خلاصہ ان سب امور کا اہالی سرکار کو خیال رہتا تھا باعث آبادی ممالک محروسہ ہوتے تھے اور جتنے امور مالی و ملکی اور فوجی اور رعایای شہر

حتی الوسع آنکھ سے دیکھکر اور کان سے سنکر حکم مناسب پاجاتا تھا اور اہلکار بے اطلاع جناب عالی کوئی امر بجا نہین لا سکتے تھے جیسا کہ حکام مابعد کے عہد دولت مین ہوا اہلکارون کے اختیار کلی ہونے سے اور غفلت سرکار سے رفتہ رفتہ باعث خرابی و بدنامی اور شکایت سرکار انگریز بہادر ہوا +

بنا ہی وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد و حمایت و مداخلت صاحب رزیڈنٹ ہر امر مین جو باعث کمال ناگواری ولی جناب عالی ہوا

خلاصہ جناب عالی نے جو کچھ کہ اس مدت ریاست مین بذات خود کیا کیا عرق ریزی وجد و جہد کی ظاہر ہے خصوص اپنے بے اختیار ہونے مین جتنا کہ صاحب اختیار سے ہوسکا اگرچہ نواب گورنر جنرل نے اختیار سیاہ و سفید گھر کا دیا تھا اس عہد دولت مین سوال جواب سرکارین تحریر پیام پر موقوف تھا مقدمات یا اظہار احوال مین اور محبت نامہ مختص ہوتا تھا اور سرکارین کو حصول مقصود مطابق قوانین منضبطہ منظور و ملحوظ رہتا تھا اس جہت سے تحریر مین فی الجملہ ایک حجاب حفظ مراتب رہتا تھا اور اندیشہ خلاف قانون جانبین کو تھا لمسڈن صاحب کرنل اسکاٹ صاحب کرنل کالنس صاحب کرنل جان بیلی صاحب سے جیسا کہ چاہیے کہ موافقت کبھی نہ ہی ہمیشہ جلی کٹی چلی گئی بیلی صاحب کی مدت قیام نو برس مین جو گذرا ظاہر ہی کہ ہر امر جزو و کل مین بہت سے امور خلاف صاحب کی خود رائی سینہ زوری سے عمل مین آئے اس خلاف سے بہت تنگ و ناگوار طبع ہوئے تھے یہ سبب آتش افروزی گھر کے بھیدیون کا تھا تفصیل ان سب مقدمات کو ایک کتاب مختص چاہیے تھی اگر سرکار شاہی مین کوئی بیدار مغز طرفین کی تحریرات کو جمع کرلیتا کھل جاتا چنانچہ بکنگھم صاحب صاحب اخبار کلکتہ نے اپنے کاغذ اوری انٹل ایڈورٹیزر مین ان سب خرابیون کا حال اور عملہ رزیڈنٹ و تحکم صاحب کا خوب لکھا ہے جنھون نے اوس کتاب کو دیکھا ہے جانتے ہین جس سے سراسر الزام کرنل وحق بجانب جناب عالی ہی وجہ تھی کہ اونکی حمایت سے بہت سے اصحاب الیمین اصحاب الشمال ہوگئے حق مرکز سے تجاوز کر گیا لوگون نے خط مستقیم سے راہ خط منحنی اختیار کی بنام نامی خیر خواہان کمپنی اپنا مزید تفاخر سمجھے مثل حمایت نواب ناظر محمد تحسین علیخان اگرچہ چیٹھی سفارش

شور صاحب بھی مگر گفتگو تو امر واجبی مین ہے اونکے دربدولت کے نہ تھے یا نیدر بخش
چیلہ محمد الماس علیخان مع اپنے نقد وجنس بہرہ انگریزی لیکر کوڑے اپنے وطن مین جاکر
رہا یا خانہ زاد خان مرزا جان متبنای الماس علیخان اوسکے گھر پر پہرہ انگریزی رہتا تھا
وحملات ملک سے بچا دیا خاتمہ وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کا ہونا اور بہت سے مقدمات گذرے
جو علی الرغم جناب عالی ہوے اور یہ سب موقوف بروقت ہوتے اگر وقفا چھوڑتی چنانچہ
اسکا شاہد بعمارشاد اول اجلاس لارڈ مایرا صاحب بہادر ہے کہ کرنل صاحب نے دربار عام
مین جب متوسلین وخیرخواہان کمپنی جمع ہوے عرض کی یہ سب خیرخواہان سرکار دولتمدار ہین
عجب حرف انصاف فرمایا کہ کس ذریعہ حسن خدمت اپنے سے آیا بروقت ضرورت سرکار کو
روپیہ دیا ہے یا بروقت لڑائی فوج سے کمک کی ہو یا باعث تصفیہ کسی مقدمہ عظیم کے
ہوے ہین ہمارے نزدیک یہ سب امور جناب عالی سے ہماری سرکار کیواسطے ہوے ہین لوگ
اپنی حفاظت جان ومال وعزت بچانے کو ہماری سرکار کے ظل حمایت مین آئے ہین بلکہ
باعث ہماری مداخلت بیجا کے ہوئے ہین +

الغرض بنا وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کی یہ صورت ہوئی کہ جب داراب علیخان لکھنؤ مین آئے
مہمان مرزا جعفر ہوے بہت تکلف سے ضیافت کی اور بمشورہ کرنل بہادر صورت معاملہ
وثیقہ ٹھہرا کر پہلے نواب قاسم علیخان کو فیض آباد بھیجا اونھون نے بیگم صاحبہ سے مشورہ جا
عرض کیا کہ آپنی کچھ بسر اوقات اور اپنی بال بچون متوسلین نمکپروردگان قدیم کی بھی کچھ
فکر کی ہی یا نواب سعادت علیخان سے آپ مطمئن ہین معلوم نہین ان سب کا کیا حال ہوگا او
بعد آپ کے کسکے دروازے جائنگے اور کون انسکی حمایت وسرپرستی کرکے روٹی دیگا
فرمایا مجھے بھی شب وروز انھین کی فکر رہتی ہے اب جیسی تمھاری صلاح وقت ہو عرض کیا
مناسب یہ ہی کہ آپ کرنل بیلی صاحب کو بلواکر اپنا وصی وضامن وحامی کیجیے اوس سرکار
سے زیادہ کون امین ومعتمد ہے اور یہ سب اپنا نقد وجنس دیکر اوسکے زرمنافع سے وثیقہ
دائمی ان سب کیواسطے بحمایت وبضمانت کرجایئے چنانچہ حسب الطلب کرنل صاحب فیض آباد
گئے اور سب مع ارج وثیقے کے طی ہوے اسکے ہونے سے عملہ اور اہلکاران سرکار کا

بہت بھلا ہوا چنانچہ مرزا جعفر کی بیٹی کے بھی سو روپے ماہواری مقرر ہوئی اور دواراب علیخان نے بخوف جناب عالی باخفا بنڈویان مہاجنون کی مول لیکر روپیہ روانہ کلکتہ کیا بعد اسکے اسکا حال جناب عالی پر کھلا۔

نقل وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد

این وثیقہ ایست بطریق ودیعت نامہ از جناب حضور جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم عرف بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ نواب اسحاق خان مرحوم زوجہ نواب شجاع الدولہ والدہ ماجدہ نواب آصف الدولہ بااہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ کفالت وحمایت وحفاظت مابدولت مع جمیع متعلقان ولواحقان بر ذمت ہمت اہالیان موصوف ثابت ومتحقق ست وہمیشہ بعمل آمدہ ومی خواہد آمدہ برین وجہ کہ تا ایام حیات مابدولت بر جمیع علاقہ جاگیرات ومکانات ومال واسباب خود قابض ومتصرف بودہ نوعیکہ صلاح وقت اقتضا خواہد نمود پرورش وپرداخت عزیزان وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان وکنیزگان سرکار خواہم نمود لیکن چون بر حیات مستعار اعتمادی نیست لہذا نظر بر عاقبت اندیشی ومآل کار در حالت صحت ذات وثبات عقل وحواس خود تمام مال واسباب واثاث البیت خود از نقد وجنس انچہ بالیقین در ملکیت اینجانب است ومقدار آن در فرد علیحدہ مہری اینجانب مفصل معلوم خواہد شد مع دیگر ہرچہ درینوقت لغایت وقت ارتحال ازین دار فانی بخزانہ سرکار جمع شدہ باشد بطریق ودیعت وامانت بااہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر داوم وسپردم واختیار کامل درباب تصرف دران بااہالی سرکار موصوف مفوض ومسلم فرمودیم بدین نظر وتوقع آنکہ اہالی سرکار موصوف نظر بر رابطہ اتحاد واخلاص قدیم قسمیکہ کفالت وامانت امور سرکار اینجانب کردہ اند ہمان قسم بعد مابدولت نیز کفیل وحامی ہمہ متعلقات عزیزان وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان مابدولت بودہ باشند ووجہی کہ برای مدد معاش عزیزان وبرادرزادگان وخواجہ سرایان ولواحقان ومتبنان مابدولت اسم بنام از رقم جاگیر ودرماہہ نقدی منجملہ منفعت مال سرکار بموجب فرد علیحدہ مفصل مقرر فرمودیم نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن جاری لداً ومخلداً استحال وبرقرار دارند تا آنہا اوقات گذاری نمودہ محتاج نشوند واہالی سرکار موصوفہ پیوستہ آنچنین منظور نظر دارند کہ کسی بر آنہا ظلم وتعدی نسازد وحویلیات و